914

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 12۔ دسمبر 2013

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات خوراک واوقاف)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب 2013 (مسودہ قانون نمبر 18 بابت 2013)

مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب 2013 پر (ضمن 6 سے) ضمن وار غور وخوض دوبارہ شروع ہوگا۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2013 (مسودہ قانون نمبر 17 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2013 منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2013 (مسودہ قانون نمبر 10 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب2013 منظور کیا جائے۔

915

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب 2013 (مسودہ قانون نمبر 14 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب 2013، جیساکہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

5۔ مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان پنجاب 2013 (مسودہ قانون نمبر 13 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان پنجاب 2013، جیساکہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

6۔ مسودہ قانون (ترمیم) نفاذ (انٹرنیشنل سسٹم) اوزان وپیمانہ جات پنجاب 2013 (مسودہ قانون نمبر 16 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) نفاذ (انٹرنیشنل سسٹم) اوزان وپیمانہ جات پنجاب 2013، جیساکہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) نفاذ (انٹرنیشنل سسٹم) اوزان وپیمانہ جات پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

7۔ مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب 2013 (مسودہ قانون نمبر 11 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب 2013، جیساکہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)ادائیگی اجرت پنجاب2013منظور کیا جائے۔

8۔ مسودہ قانون(ترمیم)معاوضہ کارکنان پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر15بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)معاوضہ کارکنان پنجاب2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)معاوضہ کارکنان پنجاب2013منظور کیا جائے۔

916

9۔ مسودہ قانون (ریلیف)(ترمیم) مصارف زندگی ملازمین 2013 (مسودہ قانون نمبر 12 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ریلیف)(ترمیم) مصارف زندگی ملازمین 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ریلیف)(ترمیم) مصارف زندگی ملازمین 2013 منظور کیا جائے۔

918

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

جمعرات،12۔دسمبر2013

(یوم الخمیس،8۔صفرالمظفر1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر40منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا
مَا اكۡتَسَبَتۡ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَاۤ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ
مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعۡفُ عَنَّا ٙ وَاغۡفِرۡ لَنَا ٙ وَارۡحَمۡنَا ٙ اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا
فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۸۶﴾

سُوْرَۃُ البَقَرَۃ آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چُوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجئو۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیؤ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما۔(286)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حبیب خُدا کا نظارہ کروں میں
دل و جان اُن پر نثارا کروں میں
یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
تیرے نام پر سب کو وارا کروں میں
میرا دین و ایماں فرشتے جو پوچھیں
تمہاری ہی جانب اشارہ کروں میں
مجھے اپنی رحمت سے تو اپنا کر لے
سوا تیرے سب سے کنارہ کروں میں
خُدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوری
مدینے کی گلیاں نہارا کروں میں

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ نعتِ رسولِ مقبول ﷺ ہمارے ایمان کا جز ہے کیونکہ جہاں اللہ کا ذکر ہو اور ذکرِ مصطفیٰ نہ ہو، وہ بات پوری نہیں ہوتی تو میں صرف اپنی اور اس معزز ایوان کی information کے لئے Chair سے ایک observation چاہوں گا کہ اگر اس معزز ایوان میں سے کوئی معزز ممبر بھی نعت پڑھنے کی سعادت حاصل کرنا چاہے تو کیا اُس کو اجازت مل سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل اجازت ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! بہت شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

لاہور میں اقلیتی ادارے گوشہ امن اور سکول واپس کرنے کا مطالبہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! کل میں نے minorities کے حوالے سے ایک بہت ہی sensitive issue کی نشاندہی کی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ آپ وزیر قانون اور وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملہ کو دیکھیں لیکن ہماری کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔ وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور نے میرے ساتھ بات کی میں ان کے دفتر میں بھی گئی لیکن ہمیں کوئی assurance نہیں دی گئی۔ یہ بہت ہی sensitive issue ہے آج تمام پادری صاحبان، لاہور اور پنجاب کی تمام Christian Community پریس کلب پر protest کرے گی، اگر میاں محمد شہباز شریف یہاں پر نہیں ہیں تو آپ میاں حمزہ شہباز سے کہیں کہ وہ اس معاملہ پر ہمارے ساتھ ملاقات کریں۔ اس سکول کا denotification ہونا چاہئے اور یہ سکول چرچ کو واپس ملنا چاہئے کیونکہ یہ چرچ کی property ہے۔ 1972 میں جب سکول nationalize ہوئے تھے تو properties nationalize نہیں ہوئی تھیں۔

It was only the administration, which was nationalized. Why the government personnels are trying to take over the property of the Church?

یہ بڑا sensitive issue ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور بیٹھے ہوئے ہیں اس معاملہ پر اُن سے جواب لے لیتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ نے جس معاملہ پر ابھی بات کی ہے اس معاملہ پر کل بھی یہاں پر بات ہوئی تھی اور آپ نے حکم دیا تھا کہ وزیر قانون صاحب، میں اور محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ ملیں۔ میں نے اس معاملہ کے حوالے سے باقی ممبران کی موجودگی میں محترمہ سے شام 7/8 بجے تک بات کی ہے اور پھر میں نے چیف سیکرٹری، ڈی سی او، دیگر متعلقہ افسران اور بشپ صاحبان سے بھی بات کی ہے۔ میں نے اُن کے تحفظات کو کافی حد تک دیکھا ہے۔ ایک تو گوشہ امن کا معاملہ ہے تو last time وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور جناب کامران مائیکل تھے انہوں نے assurance دلوائی تھی کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا لیکن میرے خیال میں وہ معاملہ under process ہے۔ باقی جہاں تک سکول کی بات ہے تو 1972 میں جب جناب ذوالفقار علی بھٹو نے سکول nationalize کئے تھے تو اُس پر سپریم کورٹ کا dictum آیا تھا کہ property nationalize نہیں ہوتی صرف administration nationalize ہوتی ہے۔ اُس حوالے سے میں محترمہ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے پتا ہے کہ وہاں پر دیواریں اور گیٹ گرایا گیا تھا لیکن وہ کسی کی سازش تھی ہم انشاء اللہ اُس سازش کو بے نقاب کریں گے اور جو بھی ذمہ دار ہو گا He will come to the task. میں یہ بات on behalf of the government as well as being a Minister of Human Rights & Minority Affairs کہہ رہا ہوں۔ جہاں تک احتجاج کا تعلق ہے تو بشپ صاحبان سے بھی میری بات ہوئی ہے میں نے اُن سے request کی ہے کہ ٹھیک ہے احتجاج آپ کا بنیادی حق ہے ہم اس سے کبھی بھی منع نہیں کرتے لیکن اگر آپ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں تو اس معاملہ کو دیکھ لیتے ہیں۔ اُن کی صرف ڈیمانڈ یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف یا میاں حمزہ شہباز اُن سے ایک دفعہ مل لیں۔ باقی اگر کوئی ایسی بات ہو گی تو میں اپنی بہن کو

ساتھ لے کر یہ مسئلہ حل کرادوں گا اور باقی معزز ممبران کا بھی اس مسئلہ کے ساتھ deep concern ہے۔ شکریہ

سوالات

(محکمہ جات خوراک و اوقاف)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات خوراک و اوقاف سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں جا رہی ہوں۔ ان چکنی چوپڑی باتوں سے بات نہیں چلے گی اور میں جا کر اُس احتجاج کو lead کروں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ منسٹر ہیں انہوں نے گورنمنٹ کے behalf پر یہ جواب دیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ شُنیلا رُوت ایوان سے واک آؤٹ کر کے باہر تشریف لے گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ اس سوال کا جواب بھی موصول نہیں ہوا۔ منسٹر صاحب! اس سوال کا جواب کیوں نہیں آیا؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! میں نے گزشتہ دنوں تمام سوالات کے جوابات محکمہ کے ساتھ discuss کئے تھے۔ میں اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں تھا۔ ہم نے اسمبلی سیکرٹریٹ سے request کر کے اس سوال کا جواب withdraw کر لیا تھا تاکہ میرے اطمینان کے مطابق اُس سوال کا صحیح جواب آ جائے تو پھر ہم ایوان میں پیش کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! 17۔جون 2013 کو یہ سوال اسمبلی سیکرٹریٹ سے بھیجا گیا تھا اور آج تقریباً چھ مہینے ہو گئے ہیں اور آپ کا محکمہ اگر چھ مہینے کے بعد بھی صحیح جواب نہ دے تو آپ اُن کے خلاف کوئی کارروائی تو کریں؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! اگر غلط جواب آئے گا تو اُس پر کارروائی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! on her behalf سوال نمبر 168 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ فائزہ احمد ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: جعلی مشروبات تیار کرنے والی فیکٹریوں کی تفصیلات

*168: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں سال 2013 کے دوران جعلی مشروبات تیار کرنے والی کل کتنی فیکٹریاں پکڑی گئیں نیز کتنے مالکان کو گرفتار، سزا اور جرمانہ کیا گیا، الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) سال 2013 کے دوران جعلی مشروبات تیار کرنے والی فیکٹریوں سے جرمانے کی مد سے حاصل ہونے والی کل کتنی رقم موصول ہوئی؟

(ج) سال 2013 کے دوران ضلع لاہور میں جعلی مشروبات تیار کرنے والی فیکٹریوں کے مالکان کا تعلق کس کس شعبہ ہائے زندگی سے تھا نیز ان جعلی مشروبات تیار کرنے والی فیکٹریوں کے مالکان میں کتنے سرکاری ملازمین شامل تھے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) سال 2013 میں ضلع لاہور میں جعلی مشروبات بنانے والی 33 فیکٹریوں کو سیل کر دیا گیا۔ سیل شدہ فیکٹریوں کی تعداد، جرمانہ اور گرفتار کئے جانے والے مالکان کی تعداد درج ذیل ہے:

نمبر شمار	2013 میں جعلی مشروبات بنانے والی سیل کی جانے والی فیکٹریوں کی تعداد	2013 میں گرفتار شدہ لوگوں کی تعداد
01	33	03

مندرجہ بالا فیکٹریاں غیر معیاری اور مضر صحت مشروبات تیار کر رہی تھیں جس کی وجہ سے فوری طور پر پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے کارروائی عمل میں لائی گئی اور فیکٹریوں کو سیل کر دیا گیا۔ مزید برآں سال 2013 میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے صفائی کی بہتری کے لئے مشروبات کی فیکٹریز سے کل 736 مختلف سیمپلز لئے گئے اور ڈسٹرکٹ فوڈ لیبارٹری،

ڈسٹرکٹ لاہور بھجوائے گئے۔ فوڈ لیبارٹری کی رپورٹس کے مطابق کل 736 سیمپلز میں سے 305 سیمپلز فیل ہوئے۔ ان فیل شدہ سیمپلز کے خلاف متعلقہ کورٹس میں مقدمے دائر کئے گئے اور فیل شدہ سیمپلز پر جرمانے کرنا متعلقہ کورٹس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا اس سے تعلق نہ ہے۔ مزید برآں متعلقہ کورٹس کو آفس ہذا کی جانب سے مورخہ 27۔اگست 2013 کو ڈیٹا کی فراہمی کے لئے خط ارسال کر دیا گیا تھا جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فیل شدہ سیمپلز پر جرمانے کرنا متعلقہ کورٹس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا اس سے تعلق نہ ہے۔ مزید برآں متعلقہ کورٹس کو آفس ہذا کی جانب سے مورخہ 27۔اگست 2013 کو ڈیٹا کی فراہمی کے لئے خط ارسال کر دیا گیا تھا جس کی کاپی منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) آفس ہذا میں اس سلسلہ میں موصول ہونے والی معلومات کے مطابق فیکٹری مالکان، کاروباری لوگ ہیں اور کسی سرکاری ملازم کے فیکٹری مالک ہونے کی کوئی معلومات نہ ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (الف) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جعلی مشروبات بنانے والی 33 فیکٹریاں seal کی ہیں تو کیا 33 فیکٹریوں میں سے ابھی تک صرف تین ملزم پکڑے ہیں، باقی کتنے ملزمان ہیں جو پکڑے نہیں گئے ہیں؟ میری information کے مطابق جو فیکٹریاں seal کی گئی تھیں وہ دوبارہ کھل گئی ہیں اور وہاں پر پھر یہ کام شروع ہو چکا ہے تو مجھے اس کی detailed information چاہئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ یہاں سے walkout کر گئی ہیں آپ لابی میں جاکر دیکھیں اگر وہ موجود ہیں تو اُن کو kindly منا کر لے آئیں۔ جی، منسٹر صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر نوشین حامد محترمہ شُنیلا رُوت
کو منانے لابی میں تشریف لے گئیں)

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! معزز ممبر نے بالکل ٹھیک بات کہی ہے۔ جن فیکٹریوں کو seal کیا جاتا ہے انہیں serve notice کیا جاتا ہے کہ rules کی جو جو violations ہیں اُن کو upgrade کریں اور اُس کے لئے minimum 8 days and maximum 120 days time

ہوتا ہے۔جب وہ اپنی deficiencies کو clear کر لیتے ہیں تو پھر اُن کو ultimately دوبارہ فیکٹری کھولنے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔ میرے بھائی نے بات کی ہے کہ 33 فیکٹریوں کو seal کیا گیا ہے اور تین لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے تو ہمارے ایکٹ میں یہ provision موجود ہے کہ ہم offence دیکھ کر اُس کی گرفتاری کرتے ہیں اگر اُس طرح کا serious offence باقی 30 فیکٹریوں میں بھی پایا جائے گا تو اُن کو بھی گرفتار کیا جائے گا۔ ضروری نہیں ہے کہ ہر جگہ پر offence اس طرح کا ہو کہ ہم اُن کو arrest کر لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی تک جو لوگ پکڑے گئے ہیں یا پکڑے جانے ہیں اُن کے لئے کیا اقدامات اُٹھائے جا رہے ہیں کہ باقی لوگوں کو پکڑنا ہے یا نہیں پکڑنا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! فوڈ اتھارٹی کا کام یہ determine کرنا نہیں ہے کہ ان کا کرنا کیا ہے۔ فوڈ اتھارٹی نے ایکٹ کے مطابق ان کیسوں کو کورٹس میں بھیجنا ہے کہ اس فیکٹری کی اتنی violation ہے اُس کے بعد اس پر کورٹ نے decision کرنا ہے۔ اُس کے لئے چیف منسٹر پنجاب نے ہمیں instructions دی ہیں کہ آپ فوڈ اتھارٹی کے ساتھ اپنے سپیشل مجسٹریٹس کو بھی include کریں اور پھر اس میں ہماری زیادہ سے زیادہ involvement ہو جائے گی اور پھر ہم سخت سے سخت کارروائی recommend کریں گے۔ فوڈ اتھارٹی کی age ایک سال کے لگ بھگ ہے اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کے vision کے مطابق ہم نے اس اتھارٹی کو launch کیا ہے اور اس کے خاطر خواہ results آ رہے ہیں۔ فوڈ اتھارٹی کے قیام سے پہلے ہمارے پاس کوئی check system نہیں تھا وہی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پرانے اور بوسیدہ arrangements تھے۔ اب الحمد للہ جب سے یہ فوڈ اتھارٹی محکمہ کا حصہ بنی ہے تو اُس وقت سے بہت زیادہ بہتری آئی ہے اور daily basis پر ہماری exercise چل رہی ہوتی ہے جس پر پورا محکمہ فخر کر سکتا ہے کہ ہم وہ چیزیں کر رہے ہیں جو ہمیں بہت پہلے کر لینی چاہئیں تھیں مگر الحمد للہ ایسی بات نہیں ہے کہ ہم اس کو pursue نہیں کر رہے۔ میں یہ بات بھی آپ کو بتاتا چلوں کہ اتھارٹی کی طرف سے جو acts ہیں تو جو بندہ بھی اس میں involve ہوتا ہے تو اگر اُس کی sealing کی offence ہو تو بغیر کسی تفریق کے اُس کی sealing کر دی جاتی ہے اور اگر notices کا ہو تو اُس کو notice کر دیا جاتا ہے۔ ہمیں تو over doing کی complaints مل رہی ہیں مگر اس بات کی بھی پروا کئے بغیر ہم اس پر کام کر رہے ہیں کیونکہ food کی adulteration پر کسی قسم کے

compromise کا ہم کبھی سوچ سکتے ہیں نہ ہمارا ایسا کوئی ارادہ ہے تو یہ ongoing process ہے اس کو ہم جاری رکھیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ یہاں پر 305 samples fail ہوئے ہیں۔ ابھی تک اُن پر کیا جرمانہ کیا گیا ہے یا ابھی تک اُن کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے under پنجاب فوڈ اتھارٹی چلتی ہے۔ ہم دو طرح کے جرمانے کرتے ہیں جن میں ایک جرمانہ وہ ہے جو ہمارے فوڈ سیفٹی آفیسر کی اتھارٹی ہے، پھر ڈائریکٹر کی اتھارٹی ہے اور پھر ڈائریکٹر جنرل کی اتھارٹی ہے۔ وہ at the spot جو جرمانے ہوتے ہیں فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے head میں آتے ہیں اور دوسرے جرمانے جیسے میرے بھائی نے ابھی کہا ہے کہ جو samples ہم نے حاصل کئے اور وہ فیل ہو گئے تو ان پر جرمانے کرنا کورٹ کی ذمہ داری ہے۔ ان سے ڈیپارٹمنٹ کا کوئی لینا دینا نہیں۔ کورٹ جرم کے مطابق جرمانہ کرتی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا صرف یہ سوال ہے کہ جہاں سے sample صحیح نہیں نکلتا یا جہاں کا sample فیل ہو جاتا ہے اس جگہ کو فوراً بند کیوں نہیں کیا جاتا کیونکہ جب ایکشن لیا جائے گا تو کتنی خراب چیزیں sample کی رپورٹس آنے تک اسی sample پر بنا چکے ہوں گے۔ میرا یہ سوال ہے کہ اس جگہ کو فوراً بند کیوں نہیں کیا جاتا جہاں سے sample ٹھیک نہیں نکلتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں خود بھی اس کا حصہ بنتا ہوں تو apparently جس چیز میں violation نظر آتی ہے ہم فوری طور پر اسے موقع پر بند یا seal کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی جگہوں پر ایسا ہوتا ہے کہ ہم انہیں یہ cushion دیتے ہیں کہ ان کا sample حاصل کرنے کے بعد لیبارٹری میں جانا ہوتا ہے اور اس کا process ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ sample لیبارٹری کا فیل ہوا ہو اور اس کو کام کرنے کی اجازت دی گئی ہو۔ میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں اگر میرے بھائی سمجھتے ہیں اور ان کے علم میں ایسی بات آئی ہے کہ sample فیل ہوا ہے اور وہ دوبارہ continue کر رہا ہے تو میں ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ مجھے بتائیں ہم فوری طور پر اسے seal کرا دیں گے۔ بہر حال اس طرح کی کوئی شکایت ہمارے سامنے نہیں آئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ نے کہا ہے کہ فیل شدہ samples پر جرمانہ کرنا متعلقہ کورٹس کی ذمہ داری ہوتی ہے اور پنجاب فوڈ اتھارٹی کا اس سے تعلق نہ ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے بتایا ہے کہ افسران موقعہ پر raid کر کے جرمانہ وصول کرتے ہیں اور پرسوں کے اخبار میں بھی کافی تفصیل سے تھا کہ بلال یٰسین صاحب خود بھی اس کام کو کر رہے تھے۔ یہ اچھی بات ہے حکومت اس طرح active ہو گی تو چیزیں بہتر ہوں گی۔ مجھے یہ پوچھنا ہے کہ اگر کوئی کیس فوڈ اتھارٹی نے کورٹ کے حوالے کر دیا تو پھر اس کا والی وارث کون ہوگا، کون اس کو follow کرے گا؟ یعنی جو ڈیپارٹمنٹ پکڑتا ہے، کورٹ میں لے کر جاتا ہے تو اسی ڈیپارٹمنٹ کو کیس follow کرنا پڑتا ہے۔ اگر ڈیپارٹمنٹ کیس کو follow نہیں کرے گا تو وہ اپنا وکیل رکھ کر معاملہ clear کرالیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کیا آپ کا ڈیپارٹمنٹ ایسے cases کو follow کرتا ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی pursue کرتی ہے اور ایسے precedents موجود ہیں کہ ڈیپارٹمنٹ کا کام نہیں ہوتا کہ وہ ہائر کورٹس تک جائیں لیکن میرے علم میں ہے کیونکہ میں خود سب کو observe کرتا ہوں تو ڈیپارٹمنٹ نے ہائر کورٹس تک pursue کیا ہے اور جو ہمارا point of view ہے اس پر ہم قائم رہتے ہیں۔ ہمیں violation کرنے والے کی اطلاع ملتی ہے تو اس کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے ہم اپنا کردار کورٹس میں بھی ادا کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سوال نمبر 168 جز (ج) میں جو جواب درج کیا گیا ہے وہ ایک technical lacuna کی وجہ سے بچ جانے کی کوشش ہے کہ صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جعلی فیکٹریوں میں جعلی مشروبات تیار کرنے والے مالکان کاروباری لوگ ہیں کیا وہ پولیس کو نظر نہیں آتے، محکمہ آبکاری کو نظر نہیں آتے، محکمہ ایکسائز کو نظر نہیں آتے اور محکمہ فوڈ کو نظر نہیں آتے کیا انہوں نے سلیمانی ٹوپی پہن رکھی ہوتی ہے کہ ان محکموں کو نظر نہیں آنا؟ مجھے یہ یقینی طور پر بتایا جائے کہ اگر ایسی فیکٹریوں کے مالکان سرکاری ملازم نہیں تو سرکاری سرپرستی اس میں یقیناً موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس میں آپ پوچھنا کیا چاہ رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اگر سرکاری ملازم فیکٹری مالک نہیں ہے تو جعلی مشروبات تیار کرنے والی فیکٹریاں سرکاری سرپرستی کے بغیر کیسے چل سکتی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ابھی تک ریکارڈ کے مطابق اس طرح کی کوئی involvement نہیں پائی گئی کہ ہم نے کوئی جعلی مشروب کی فیکٹری پکڑی ہو اور اس کا مالک سرکاری بندہ ہو۔ معزز ممبر نے جو بات کی ہے کہ سرکاری سرپرستی کے شواہد موجود ہیں کہ بغیر سرکاری سرپرستی کے ایسا نہیں ہو سکتا تو میں یہ گزارش کروں گا کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ بھی تو سرکار کا ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اول تو سرکاری سرپرستی سامنے نہیں آئی اگر آئی بھی ہے تو فوڈ ڈیپارٹمنٹ اس کو کسی طرح سے بھی خاطر میں نہیں لارہا اور اپنی کارروائی کر رہا ہے۔ یہ بھی تو سرکار کی effort ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سوال پر آخری ضمنی سوال ہو گا۔ جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ جعلی مشروبات کے جو samples لئے جاتے ہیں، ٹیسٹ کرایا جاتا ہے اور فیکٹری مالکان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ یہ ساری چیزیں ٹھیک ہیں لیکن میرے علم میں بھی ہے اور آپ کے علم میں بھی ہو گا کہ ہمارے جو مضافاتی علاقہ جات اور دیہاتی علاقہ جات شہروں سے ہٹ کر ہیں وہاں بہت زیادہ مقدار میں جعلی مشروبات بکتے ہیں۔ کیا محکمہ خوراک کے پاس کوئی ایسا طریق کار ہے کہ دکانداروں کے خلاف کارروائی کی جائے اور دکانوں سے samples اٹھائے جائیں اور ان دکانداروں کے خلاف کارروائی کی جائے جو یہ جعلی مشروبات بیچتے ہیں۔ یہ مشروبات بڑی فیکٹریوں میں نہیں بلکہ عام گھروں میں چھوٹی سی جگہ پر بھی تیار کئے جا سکتے ہیں اور تیار کئے جارہے ہیں۔ کیا وزیر صاحب یہ فرمائیں گے کہ وہ دکاندار جو جان بوجھ کر لوکل تیار کئے ہوئے مشروبات بیچتے ہیں ان کے خلاف بھی یہ کوئی کارروائی کرتے ہیں یا کرنے کا ارادہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! یہ بڑی اہم بات ہے کہ اس وقت بدقسمتی کے ساتھ اس طرح کے حالات چل رہے تھے کہ چھوٹے چھوٹے، لوکل level پر بھی لوگ جعلی مشروبات کی تیاری میں مصروف ہیں۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کے ایکشن سے لاہور ڈویژن میں تو خاطر خواہ نتائج آئے ہیں جو

بڑے مثبت ہیں اس کے لئے فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ اختیار مختلف بڑے شہروں تک فوری بڑھانے کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری بھیج دی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دنوں میں راولپنڈی ڈویژن، گوجرانوالہ ڈویژن، ملتان ڈویژن اور فیصل آباد ڈویژن تک اس کا دائرہ کار بڑھانے کا سوچ رہے ہیں۔ یہ فوری طور پر شروع بھی ہو جائے گا جس سے بہت ساری چیزیں بہتر ہو جائیں گی۔ میں یہ بات بھی یہاں گزارش کرنا چاہوں گا کہ فوڈ اتھارٹی کے ایکشن across the board ہیں۔ ہم نے نہیں دیکھا کہ کوئی بڑی انڈسٹری ہے، بڑا نام ہے یا کوئی لوکل لیول پر کسی گلی محلہ میں بیٹھ کر دو نمبری کر رہا ہے۔ ہمیں جس جگہ کی بھی معلومات آئیں تو ہم وہاں پر خود گئے ہیں اور across the board کارروائیاں کی ہیں جس کے خاطر خواہ نتائج بھی سامنے آئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ! آپ محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کو منانے کے لئے گئی تھیں اس حوالے سے ایوان کو آگاہ کر دیں۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! جب میں انہیں منانے کے لئے گئی تھی تو وہ پریس کلب اپنی کمیونٹی کے احتجاج میں شامل ہونے کے لئے جا چکی تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 72 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں مزارات کی تفصیلات

*72: **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں محکمہ کے تحت کس کس ضلع میں کتنے مزارات ہیں، ان سے سالانہ کتنی آمدنی ہوتی ہے؟

(ب) مالی سال 12-2011 میں کس کس مزار کی تزئین و آرائش و maintenance پر کتنی کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ج) کس کس مزار کے ساتھ کون کون سی جائیداد منسلک ہے، مزار کا نام اور جائیداد سے ہونے والی آمدن سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف، ب، ج)

صوبہ میں مزارات سے ہونے والی سالانہ آمدن اور تزئین و آرائش پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل انتظامی امور کے تحت محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مزارات اور ملحقہ جائیداد ہائے کا انتظام و انصرام محکمہ کی طرف سے بنائے گئے زونز کے تحت ہوتا ہے اور زیر تحویل مزارات و جائیداد ہائے سے حاصل آمدن و اخراجات کے اعداد و شمار بھی زونز کے تحت مرتب کئے جاتے ہیں اس لئے سوال مذکور کا جواب زونز سے حاصل اعداد و شمار کے مطابق مرتب کیا گیا ہے تاہم تمام اضلاع میں واقع مزارات آمدن و اخراجات کی تفصیل لف کر دی گئی ہے۔

نمبر شمار	نام زون	جز(الف) تعداد مزارات	جز(الف) (سالانہ آمدن سال 2011-12)	جز(ب) (اخراجات تزئین و آرائش سال 2011-12)	جز(ج) (جائیداد سے ہونے والی سالانہ آمدن)
1	داتادربار	1	19,34,82,275/- روپے	26,76,722/- روپے	43,73,843/- روپے
2	لاہور	117	11,79,81,915/- روپے	6,91,200/- روپے	2,84,90,220/- روپے
3	گوجرانوالہ	119	7,74,10,271/- روپے	90,00,000/- روپے	6,77,00,271/- روپے
4	پاکپتن	49	8,64,18,003/- روپے	79,98,000/- روپے	8,64,18,003/- روپے
5	راولپنڈی	69	2,83,64,936/- روپے	NIL	40,55,591/- روپے
6	فیصل آباد	53	4,26,62,802/- روپے	96,23,000/- روپے	1,32,00,002/- روپے
7	ڈیرہ غازی خان	27	3,41,38,695/- روپے	3,24,687/- روپے	73,69,925/- روپے
8	بہاولپور	37	1,52,52,327/- روپے	53,80,000/- روپے	85,75,477/- روپے
9	سرگودھا	32	1,4070,480/- روپے	6,96,182/- روپے	17,96,606/- روپے
10	ملتان	30	3,24,09,327/- روپے	2,30,00,000/- روپے	3,07,07,87,720/- روپے
	میزان	534	64,21,91,031/- روپے	5,93,89,791/- روپے	25,26,87,720/- روپے

(نوٹ: بقایا تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سالانہ آمدن 2011-12 کی ہے اور پھر جائیداد سے ہونے والی آمدن بھی ہے جو 90 کروڑ روپے کے قریب بنتی ہے اور اخراجات پانچ چھ کروڑ روپے کے ہیں۔ محکمہ یقیناً maintenance پر بھی خرچ کرتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ کے پاس کوئی سسٹم ہے کہ سالانہ visit کر کے جو بھی کمیاں یہاں پر ہیں اور جو سہولیات وہاں پر ہونی چاہئیں وہ ہیں یا نہیں؟ بعض مزارات پر بڑا رش ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ محکمہ کی ذمہ داری ہے کہ جب 90 کروڑ کی سالانہ آمدن بھی ان کے پاس ہے اور اخراجات صرف پانچ چھ کروڑ روپے کئے ہیں۔ ایسے بہت سے مزارات ہیں جہاں proper wash rooms بھی نہیں ہوتے اور بیٹھنے کی facility بھی نہیں ہے۔ کیا ایسا کوئی mechanism ان کے پاس ہے کہ اتنی آمدن کو وہاں لوگوں کی بہتری کے لئے استعمال کر سکیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! مجھے اس محکمے کو take over کئے ابھی چند ہفتے ہی ہوئے ہیں لیکن میں معزز ممبر اسمبلی کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمارے بہت سے مزارات پر محکمہ اوقاف کا چالیس چالیس سال سے قبضہ ہے اور زائرین کی سہولتوں کے لئے بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ ہمارا ایک انجینئرنگ وِنگ ہے تو یہ کچھ لکھ کر بھیج دیں کیونکہ مختلف مزارات یا مساجد پر ہمارے مینجر ہیں تو شاید انہیں رحم آ جائے تو کچھ کر چھوڑتے ہیں ورنہ systematically مزارات اور مساجد کی مناسب دیکھ بھال کے حوالے سے یہ مانتے ہوئے مجھے شرمندگی ہوتی ہے کہ اُن پر کماحقہٗ توجہ نہیں دی گئی بلکہ کسی نے اس محکمے کو آج تک seriously لیا ہی نہیں ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ ہماری آمدن کا اسّی پچاسی فیصد تمام انتظامی اخراجات میں چلا جاتا ہے اور دس پندرہ فیصد جو بچتا ہے وہ تمام مساجد اور مزارات کی مرمت اور تزئین وآرائش یا زائرین کی سہولتوں کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ انشاء اللہ ہم اپنی آمدن کو بڑھائیں، pilferage کو روکیں اور زائرین کی سہولتوں کے لئے ہم سے جو کچھ ہو سکے وہ کریں۔ اپنے انتظامی اخراجات کو گھٹا کر زائرین کی سہولتوں پر زیادہ توجہ دیں جس کے لئے ہم نے ایک ٹیم بنا دی ہے جو تمام جگہوں کا سروے کر کے ایک رپورٹ پیش کرے گی کہ کون کون سی جگہ پر زائرین کے لئے کیا کیا ضروریات ہیں جن کو ہم انشاء اللہ پوری کریں گے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مانیکا صاحب بہت ہی سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ جس طرح انہوں نے محکمے کے حوالے سے بات کی ہے ان کی اس بات پر میں انہیں تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ lapses کو admit کرنا چاہئے لیکن پردہ پوشی نہیں کرنی چاہئے۔ میں دوبارہ ان کے لئے تحسین کا لفظ بولتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات مجھے یہ عرض کرنی ہے کہ بڑی تعداد میں دیہاتوں سے لوگ آتے ہیں جو اَن پڑھ ہوتے ہیں اور دین کا پورا شعور نہیں رکھتے جبکہ یہ بات مجھے معلوم ہے اور یہ ایوان بھی جانتا ہے کہ بعض انبیاء کرام جو دنیا سے چلے گئے اُن کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا گیا تھا جس کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ نے سختی سے تنبیہہ فرمائی تھی کہ میرے بعد میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنا لینا۔ میں خود ذاتی طور پر اس بات کا شاہد ہوں کیونکہ صوبہ پنجاب میں جماعت اسلامی کے امیر کی حیثیت سے بھی یہ ذمہ داری ہے جس کی وجہ سے مختلف اضلاع میں میرا جانا ہوتا ہے اور بعض اوقات اس طرح کے مزارات میں بھی جانے کا موقع ملتا ہے تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ لوگ آگے تقریباً سجدے میں گرے

ہوئے ہوتے ہیں جس کی ممانعت اللہ کے نبی ﷺ نے کی ہے۔اس کے علاوہ اس سے منسلک بریلوی school of thoughts بھی اس کو authenticate نہیں کرتے کہ قبروں کو سجدہ گاہ بنایا جائے۔ میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ وہاں مزارات پر حاضری کا ایک پروٹوکول بننا چاہئے کیونکہ جو لوگ وہاں پر نا سمجھی کی وجہ سے اس طرح کرتے ہیں تو گورنمنٹ اور یہ محکمہ اس حوالے سے ذمہ دار بنتا ہے۔ اس طرح کا کوئی پروٹوکول بنا کر وہاں باقاعدہ آویزاں کیا جائے، لوگوں کی proper guidance کی جائے یا وہاں پر تعینات کئے گئے care takers کے ذریعے سے ایسا سسٹم بنایا جائے۔ اس طرح کا کوئی پروٹوکول بنا کر تمام مکاتبِ فکر کے لوگوں سے vet کروا کر مزارات پر آویزاں کیا جائے اور آگاہی بھی کی جائے تو اس حوالے سے اچھا اور خیر کا کام ہو جائے گا۔ کیا منسٹر صاحب یہ کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کی تجویز ہے یا ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے یہ ضمنی سوال کیا ہے کہ کیا اس طرح کا کوئی پروٹوکول سب کے مشورے سے بنانے کے لئے یہ تیار ہیں؟

جناب محمد تجمل حسین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ دیہاتوں سے منسلک لوگ ایسا کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: فیضان صاحب! وہ پہلے کھڑے ہوئے تھے لہذا آپ تشریف رکھیں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ اِن کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب محمد تجمل حسین: جناب سپیکر! میرے محترم ممبر جو ابھی گفتگو فرما رہے تھے اُن کو پہلے میں یہ clear کرتا چلوں کہ خانقاہی نظام میں کسی جگہ پر قبروں کو سجدہ نہیں ہوتا اور جس بات کو سجدہ کہہ کر پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے وہ تعظیم ہے۔ میں اپنے باپ اور ماں کی قبر پر جاؤں اور اُس مٹی کو چوم لوں تو اس پر اگر کوئی حد لگتی ہے تو یہ میرا اور میرے اللہ کا معاملہ ہے۔ اس بات کو یہاں پر اس طرح discuss کرنا چاہئے تھا اور نہ ہی اس طرح rule out کرنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار احمد علی خان صاحب!

DR. SYED WASEEM AKHTAR: I am on point of explanation.

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! گزارش یہ ہے کہ آپ اس بات کو نہ ہی چھیڑیں تو زیادہ بہتر ہے بلکہ آپ کی تجویز منسٹر صاحب نے note کر لی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مٹی کو چومنا اچھی بات ہے اور میں اس کے مخالف نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس میں بحث نہ کریں۔ بس اب آپ رہنے دیں۔ جی، سردار احمد خان صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس چیز کا مخالف نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بس آپ تشریف رکھیں میری آپ سے یہ request ہے۔

جناب احمد علی خان دریشک: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا وزیر اوقاف سے یہ سوال ہے کہ جو تفصیل انہوں نے بیان کی ہے اس میں ضلع راجن پور کا ذکر نہیں کیا گیا۔ کیا راجن پور ضلع میں محکمہ اوقاف کا رقبہ نہیں ہے، اگر نہیں ہے تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! اس لسٹ میں دھان کی خریداری کا سوال چھپا ہوا ہے اس لئے مجھے دقّت پیش آ رہی ہے۔ مجھے پلیز سوال نمبر بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سوال نمبر 72 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ آپ نے جو یہاں detail دی ہوئی ہے کہ فلاں فلاں ڈسٹرکٹ میں اوقاف کا اتنا رقبہ ہے اور اتنے مزار ہیں۔ انہوں نے راجن پور کی بات کی ہے کہ وہاں پر اوقاف کا کوئی رقبہ ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! فہرست میں سرکل کے حساب سے دیا گیا ہے۔ چونکہ ضلع راجن پور میں سرکل نہیں تھا اس لئے یہ فہرست اسی سرکل کے حساب سے آئی ہے۔ رقبہ یقیناً ہوگا لیکن اس فہرست میں رقبہ درج نہیں ہے کیونکہ مزارات کا جو ہمارا سرکل ہے اس کے حساب سے ضلع راجن پور کوئی الگ سرکل نہیں ہے۔ یہاں سرکل کے حساب سے رقبہ دیا گیا ہے۔ ڈیرہ غازی خان زون میں وہ رقبہ شامل کیا گیا ہے لیکن اگر معزز ممبر کو صرف ضلع راجن پور کے رقبہ کی تفصیل چاہئے تو میں انہیں کل مہیا کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ڈیرہ غازی خان زون میں آتا ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جی، اس کے زون میں آتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ ان سے detail پوچھ لیں۔

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر! اس چیز کو ensure کیا جائے کہ اس کی تفصیل مجھے کل مل جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کو کل دے دیں گے بہر حال آپ منسٹر صاحب سے مل لیجئے گا۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! میں کل اِن کو ضلع راجن پور کی detail دے دوں گا۔

جناب محمد عارف عباسی: ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! اگلے سوال پر آ جائیں۔ اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک چیز ضرور ایوان میں کہنا چاہوں گا کہ ڈاکٹر صاحب نے ابھی تھوڑی دیر پہلے جو بات کی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ورک صاحب! آپ سوال کی حد تک بات کریں اور سوال کا نمبر بولیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں ڈاکٹر صاحب کی بات سے بات کروں گا کہ کیا دیہات والے لوگ زیادہ بے وقوف ہیں جو اس کو نہیں سمجھتے۔ میں کہوں گا کہ ان چیزوں پر بات نہیں کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ورک صاحب! آپ بس رہنے دیں۔ میں نے اس چیز پر بالکل نہیں بولنے دینا۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! یہ بات تو ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فیضان خالد ورک صاحب! آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 595 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں دھان کی سرکاری خریداری کے لئے قیمت کا تعین و دیگر تفصیلات

*595: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 12-2011 تا 13-2012 میں دھان کی سرکاری خریداری کے لئے حکومت نے کیا قیمت مقرر کی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سال مذکورہ عرصہ کے دوران کسان دھان کی فصل کم قیمت فروخت کرنے پر مجبور تھے کیا حکومت نے آئندہ کسان کو ریلیف دینے کے لئے کوئی اقدامات اٹھائے یا پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) کیا حکومت کسانوں کو ان کی اجناس کی مناسب قیمت دلوانے اور مڈل مین سے ان کی خلاصی کروانے کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یسٰین):

(الف) محکمہ خوراک پنجاب دھان کی خریداری نہ کرتا ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) محکمہ خوراک پنجاب صرف گندم کی خریداری کرتا ہے، اس سلسلہ میں وضاحت کی جاتی ہے کہ گندم خریداری پالیسی کو مرتب کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ آڑھتی / مڈل مین کی حوصلہ شکنی ہو اور باردانہ اصل کسان کو ملے تاکہ کسان اپنی محنت کا معقول معاوضہ حاصل کر سکیں۔گندم خریداری پالیسی کے مطابق ہر خریداری مرکز پر متعلقہ کسانوں کی گرداوری لسٹ آویزاں کی جاتی ہے جس سے کسان آسانی سے اپنی باری پر باردانہ حاصل کر لیتا ہے۔متعلقہ علاقہ کے کسان کی تصدیق کے لئے ہر گندم خریداری سنٹر پر ڈی سی او کا نمائندہ ایک گزیٹڈ آفیسر / سنٹر کوآرڈینیٹر مقرر کیا جاتا ہے۔ جو متعلقہ کاشتکار کی مکمل تصدیق کے بعد باردانہ جاری کرنے کی اجازت دیتا ہے۔اس تمام عمل کو شفاف بنانے کے لئے ضلعی، تحصیل اور گندم خریداری سنٹر کی سطح پر نگران کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں جس میں کاشتکاران کے نمائندے بھی شامل ہوتے ہیں جو اس امر کو یقینی بناتی ہیں کہ باردانہ صرف کاشتکاران کو جاری ہو رہا ہے، اس کے علاوہ مختلف محکمہ جات کے سیکرٹری صاحبان بھی نامزد کئے جاتے ہیں جو گندم خریداری سنٹر پر گندم خریداری مہم کی نگرانی کرتے ہیں تاکہ کسی بھی ممکنہ شکایت پر فوری ایکشن لیا جائے اور کسان کی شکایات بابت زائد وزن یا کوالٹی کا ازالہ ہو۔

گندم خریداری پالیسی کے مطابق فلور ملز مالکان اور پرائیویٹ پارٹیوں کو بھی گندم خرید کرنے کی اجازت ہوتی ہے اور کسانوں کو موقع فراہم ہوتا ہے کہ وہ ایسی پارٹی کو گندم فروخت کریں جو انہیں معقول معاوضہ دے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! جز (الف) میں محکمے نے بتایا ہے کہ ہم دھان کی فصل کی خریداری نہ کرتے ہیں۔ بتایا جائے کہ یہ کیوں نہیں کرتے، کیا یہ محکمہ خوراک کا حصہ نہیں ہے یا یہ زمیندار کی فصل نہیں گنی جاتی؟ منسٹر صاحب اس کا جواب دیں پھر میں باقی بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ دھان کی فصل کیوں نہیں خریدتے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! گورنمنٹ کی پالیسی میں صرف wheat کو procure کیا جاتا ہے۔ اگر دھان فصل کی خریداری بھی کریں تو پھر کسانوں کی دوسری اجناس کو بھی خریدنا پڑے گا لیکن گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ wheat procurement کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں خریدنی۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ ان کا سوال ہے اور انہوں نے محنت کی ہوئی ہے لہٰذا انہیں ہی ضمنی سوال کرنے دیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: وہ تو withdraw ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: withdraw نہیں ہوا۔ جی، ورک صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (ج) میں محکمے نے بتایا ہے کہ گندم کی فصل کی خریداری کی جاتی ہے جس کے دوران کاشتکاروں کے لئے نمائندگان میں کچھ کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں جو کسانوں کی شکایات وغیرہ وصول کرتی ہیں اور ان کے پاس middleman کا کردار ختم کرنے کا plan بھی ہے لیکن ایک چیز بطور تجویز یا ضمنی سوال کہہ لیں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ middleman آڑھتی کو بولا جاتا ہے اور میرا خیال ہے کہ ابھی ہمارا ملک اس position میں نہیں ہے کہ ہم middleman کو ختم کر سکیں کیونکہ زمیندار کی جو requirements ہیں جو اس نے loaning لینی ہوتی ہے، بہت سارے

مزارع ہیں، ہاری ہیں جن کے پاس نہ کوئی پراپرٹی ہوتی ہے کہ وہ اسے دے کر زرعی بنک سے قرضہ لے سکیں اس لئے middleman کا role تو رہتا ہی ہے اور ہر صورت میں رہتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ کہنا چاہوں گا کہ انہیں جو باردانہ گندم کی فصل پر ملتا ہے تو انہیں ایک permission دی جائے تاکہ وہ middleman کے سامنے رکھ کر، پچھلے سال میں نے اس پر تھوڑی سی محنت کی تھی کہ وہ لوگ اپنا باردانہ لے کر middleman کے پاس جا کر اس کے سامنے تول کر اس میں بھرتی کر کے deliver کر سکیں تاکہ middleman سے اس کا لین دین کا جو سلسلہ ہے وہ بھی چلے اور ان کا گزارہ ہو جائے اور انہیں فصل کی قیمت بھی اچھی مل جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کی تجویز ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جی، یہ میری تجویز ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ منسٹر صاحب کو اس حوالے سے اجلاس کے بعد مل لیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! کسی بھی ضلع میں بننے والی کمیٹی میں پارلیمنٹ کے ایک ممبر کو بھی شامل کیا جائے جو اسی علاقہ سے تعلق رکھتا ہو تاکہ وہ آپ لوگوں کو اس ایوان میں آکر بتا سکے، وہ بات چاہے غلط ہو یا ٹھیک ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ان کی تجویز note کر لیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے یہ تجویز note کر لی ہے اور یہ بات valid ہے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ رخ کہیں اور چلا جائے گا بہرحال محکمہ خوراک middleman کے کردار کو discourage کر رہا ہے اور جو بات میں نے پہلے کہی ہے میں دوبارہ دہراتا ہوں کہ اس میں وزن ہے اور حقیقت بھی ایسے ہی ہے۔ ہمارا جو trade ہے یا ہماری جو آپس میں interaction ہوتی ہے وہ direct کسان کے ساتھ کرنے کی محکمہ کوشش کرتا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا معزز منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ اگر حکومت دھان کی خریداری نہیں کرتی تو ہم جو rice ایکسپورٹ کرتے ہیں تو کیا اس کے لئے permit کا اجراء ہوتا ہے

یا لائسنس کا؟ ہم یو اے ای، انگلینڈ اور کئی ممالک میں چاول ایکسپورٹ کرتے ہیں تو کیا کوئی ایسا چیک اینڈ بیلنس کا سسٹم موجود ہے کہ ہم اپنی کوالٹی maintain کریں؟

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ رائس ملز مالکان ہی اس کی قیمت مقرر کرتے ہیں اور اس وقت 100 کلو گرام چاول کے تھیلے کی قیمت تین ہزار روپے ہے جبکہ مارکیٹ میں اس وقت ڈیڑھ سو روپے فی کلو گرام چاول فروخت ہو رہا ہے۔ کیا حکومت کوئی ایسا پروگرام رکھتی ہے کہ قیمتوں میں کنٹرول کیا جائے اور کوئی حتمی قیمت مقرر کی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں سوال نہیں سمجھ سکا کیونکہ پانچ چھ سوال ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، منسٹر صاحب! انہوں نے ایک ہی سوال کیا ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! پانچ چھ سوالوں کے جواب دینے کی کوشش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! انہوں نے مارکیٹ میں چاول کی قیمت کا ذکر کیا ہے کہ اس کی قیمت کا فیصلہ ملز مالکان ہی کرتے ہیں تو کیا حکومت اس حوالے سے کوئی چیک اینڈ بیلنس رکھتی ہے؟ اس حوالے سے ان کا سوال تھا۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! چاول کی قیمت۔۔۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میرا پہلا سوال تھا کہ جو چاول ایکسپورٹ کیا جاتا ہے اس میں کیا چیک اینڈ بیلنس رکھا جاتا ہے کیونکہ باہر کے ممالک میں ہمارے چاول کو مانا جاتا ہے تو اس کی کوالٹی کو maintain کرنے کے لئے کیا چیک اینڈ بیلنس سسٹم ہے؟ اس کے لئے لائسنس کا اجراء کیا جاتا ہے یا permit دیا جاتا ہے کیونکہ ہر کوئی اسے اٹھ کر ایکسپورٹ نہیں کر سکتا اور کیا میں چاول ایکسپورٹ کر سکتی ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحبہ اگر ایکسپورٹ کرنا چاہیں تو میرے پاس تشریف لائیں اور میں انہیں ضرور گائیڈ لائن دے دوں گا کہ انہوں نے کیسے چاول ایکسپورٹ کرنے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چاول کی قیمتوں پر کوئی چیک اینڈ بیلنس رکھ سکتے ہیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! چیک اینڈ بیلنس موجود ہے اور مجھے موقع دیں گے تو بتاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بتائیں کیونکہ انہوں نے یہی سوال کیا ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! House in order کروادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: .Order in the House جی، فرمائیں!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! چاول کی procurement کے لئے حکومت پنجاب کے پاس کوئی سسٹم موجود نہیں ہے اور ویسے ہی مذہب قومیں تو اس کو discourage کر رہی ہیں۔ ہمیں تو یہاں پر بات یہ کرنی چاہئے کہ ہم جو wheat procure کر رہے ہیں اس سے ہمیں باہر نکلنا چاہئے۔ یہ ایوان ہمیں تجویز دے رہا ہے کہ دھان کو بھی کر لیں اور دیگر اجناس کو بھی کر لیں۔ پہلے تو ہمیں clear ہونا چاہئے کہ ہمیں جانا کس طرف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا جو step forward ہے وہ اس طرف ہونا چاہئے کہ ہم اس procurement سے باہر نکلیں لیکن یہاں اس معزز ایوان میں یہ تجویز آ رہی ہے کہ آپ فلاں چیز کو بھی procure کریں اور کیوں نہیں کیا جا رہا، دو چیزیں ہیں۔ ادھر سے اتنے سوال آئے ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آئی اور جو اگلا سوال میں سمجھا ہوں کہ چاول کی قیمت بہت زیادہ ہو گئی ہے اور انہوں نے شاید quote کیا تھا کہ 1500 روپے کا پچاس کلو گرام کا تھیلہ مل رہا ہے تو میں deny کرتا ہوں کہ پچھلے ڈیڑھ مہینے سے پنجاب حکومت نے بے پناہ effort کی ہے۔ ایک کابینہ کی کمیٹی constitute پہلے ہی جسے میں head کرتا ہوں اور ہم روزانہ کی بنیاد پر گھنٹوں بیٹھتے ہیں اور item to item discuss کرتے ہیں۔ آپ کو بھی پتا ہے کہ ہر ٹی وی چینل نے آج سے ایک ڈیڑھ ماہ پہلے ایک hype create کی ہوئی تھی کہ قیمتیں بہت اوپر چلی گئی ہیں اور اس کے بعد میاں محمد شہباز شریف بھی روزانہ ہماری meeting لے رہے ہیں جس سے بہت حد تک قیمتیں کنٹرول میں آئی ہیں۔ جو یہاں پر قیمت quote کی گئی ہے تو میں اسے بالکل deny کرتا ہوں کہ کوئی چاول بھی اس وقت 1500 روپے کا پچاس کلو گرام یعنی ڈیڑھ سو روپے فی کلو گرام کا rate نہیں ہے اور میں اسے ensure کرتا ہوں کہ 1500 روپے کوئی rate نہیں ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کوئی mechanism موجود ہے تو میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ ایک mechanism موجود ہے، ہماری کابینہ کمیٹی ہے جہاں پر

فوڈ سے inter related departments کے جو heads ہیں اور وزراء کے ساتھ جو سیکرٹریز ہیں وہ بھی کمیٹی کا حصہ ہیں۔ چھ سیکرٹریز اس کمیٹی کا حصہ ہیں جن میں سیکرٹری فوڈ، سیکرٹری زراعت، سیکرٹری لائیو سٹاک، سیکرٹری محنت، سیکرٹری انفارمیشن اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری جبکہ سپیشل برانچ اور آئی بی کے لوگ روزانہ meet کرتے ہیں اور گھنٹوں ہماری میٹنگ ہوتی ہے اور شام میں جا کر ہم وزیراعلیٰ صاحب کو رپورٹ دیتے ہیں کہ یہ prices ہیں۔ اس وقت کل صبح اور شام میں ہماری میٹنگ ہوئی ہے جس کے index کے مطابق پنجاب میں اور لاہور میں دونوں طرف down word trend ہے اور کسی بھی جگہ پر increase دیکھنے میں نہیں ملی اور یہ mechanism موجود ہے اور اتنا active اور فعال شاید کبھی ہوا ہو کہ ڈی سی او اور ڈی پی او روزانہ صبح فجر کے وقت بھی میرے ساتھ منڈیوں میں ہوتے ہیں اور رات 12 بجے بھی فروٹ و سبزی منڈیوں میں موجود ہوتے ہیں۔ مختلف اضلاع میں جا رہے ہیں اور وہاں پر بھی ڈی سی اوز اور ڈی پی اوز، وزراء اور ممبران اسمبلی کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ auction time پر موجود ہوں گے اور جس وقت وہ وہاں پر موجود ہوں گے تو third party audit کے طور پر سپیشل برانچ چیک کر کے ہماری کمیٹی کو رپورٹ کرتی ہے اور ہم صرف ان کی لکھی پڑھی بات پر یقین نہیں کرتے بلکہ ان کے evidences دیتے ہیں جو کہ تصویر کی شکل میں ہوتے ہیں اور یہ اس کیمرہ کی تصویر ہوتی ہے جس پر وقت اور تاریخ flash ہو رہی ہوتی ہے۔ ان ساری چیزوں سے ہمیں خاطر خواہ نتائج ملے ہیں اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ پر امید ہیں کہ آنے والے دنوں میں ہم قیمتوں کو مزید کنٹرول میں رکھیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے جواب کافی تفصیل کے ساتھ آ گیا ہے اس لئے اگلے سوال کی طرف چلتے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بھچر صاحب! آخری ضمنی سوال ہو گا۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ہم انہیں ٹی وی پر روز دیکھتے ہیں اور لاہور کی حد تک کافی محنت ہو رہی ہے تو جیسے ورک صاحب نے middleman کی بات کی ہے کہ آڑھتی کا جو کردار خریداری میں ہے اور جو کمیٹیاں بنتی ہیں تو میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھوں گا کیونکہ یہ تجربہ ہے کہ یہ کمیٹیاں وہاں پر فعال نہیں ہوتیں اور ان کا وہاں پر صرف یہ کام ہوتا ہے کہ باردانہ اپنے من پسند لوگوں کو دلوانے کے لئے موجود رہتی ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا اور منسٹر صاحب سے پوچھوں گا کہ باردانہ کے اجراء سے لے کر

گندم کی اس وقت جو بھرتی ہوتی ہے جہاں پر خریداری کے وقت تقریباً دو سے تین لوگ محکمہ خوراک کے موجود ہوتے ہیں اور وہ جب اس کو پاس کرتے ہیں تو اس میں ان کا کافی حصہ ہو جاتا ہے تو کیا اگلے سال کے لئے ان کمیٹیوں کو اس حد تک فعال کریں گے ؟ ورک صاحب کی اس تجویز سے بھی میں اتفاق کرتا ہوں کہ متعلقہ حلقہ کا ممبر جو کہ اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہو یا حکومتی بنچوں سے ہو یا کسی اور زمیندار کو اس کی نگرانی کے لئے لگایا جائے۔ کیا وزیر موصوف کے پاس ان کمیٹیوں کے کردار کے حوالے سے کوئی حل ہے یا ہم سے کوئی تجویز لینا چاہیں گے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ان کا سوال بڑا valid ہے کہ کمیٹیوں کو فعال کس طرح بنانا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں تمام ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ جب چیئر اور منسٹر یا معزز ممبر کوئی آپس میں بات کریں تو ان کے آگے سے گزرنا غیر پارلیمانی ہے اس لئے تمام ممبران اس کی احتیاط برتیں اور سامنے سے نہ گزریں، مہربانی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میرے بھائی نے بڑا valid question raise کیا ہے۔ یہ جو کمیٹیاں بن رہی ہیں یہ ہمیشہ سے بنتی رہی ہیں ان کی اہمیت ہونی چاہئے اور انہیں transparent طریقے سے کام کرنا چاہئے یعنی یہ procurement سے لے کر باردانہ کے اجراء تک transparency رکھے۔ جو ابھی procurement ہونے جائے گی اس میں ایک عوامی نمائندہ ہوگا یعنی ڈسٹرکٹ کمیٹی میں ایم پی اے صاحب خود موجود ہوں گے، تحصیل اور سنٹرل کمیٹی میں ایم پی اے صاحبان اپنے نمائندے بھی رکھ سکتے ہیں۔ اس میں DPOs,DCOs کو mandatory کیا گیا ہے، ایم پی اے صاحب ان کو notify کریں گے اور اس میں ای ڈی او ایگریکلچر کو بھی شامل کیا ہے۔ ہم ٹال فری نمبر بھی announce کر رہے ہیں اس طرح جو بھی کوئی شکایت آئے گی وہ براہ راست ہماری access میں آئے گی۔ اس شکایت کو میں خود observe کروں گا، محکمہ خوراک کا سیکرٹریٹ اس کو observe کرے گا اور Directorate اس کو observe کرے گا۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ ہر complaint تک پہنچا جائے اور جتنا ہو سکے گا ہم اس کو transparent بنائیں گے۔ یہ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ اس میں بہت زیادہ issues نکلتے ہیں، باردانے کی تقسیم میں بھی بہت شکایتیں آتی رہی ہیں اور ہم پوری کوشش کریں گے کہ یہ شکایتیں کم سے کم آئیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ complaints نہیں

ہوں گی کیونکہ اس میں بہت سے departments involve ہیں۔ اس میں محکمہ مال کے لوگ involve ہوتے ہیں انہوں نے گرداوری دیکھ کر باردانہ تقسیم کرنا ہوتا ہے۔ ہمارا یہ focus ہے اور انشاء اللہ ہماری کوشش بھی یہ ہوگی کہ لوگوں کو transparent طریقے سے serve کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال۔۔۔

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! اب میں اگلا سوال بول چکا ہوں اب پہلے والے سوال پر ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔ آپ کی مہربانی ہوگی، آپ اِس سوال پر ضمنی سوال کر لیں۔

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر! میں نے اس حوالے سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔ جیسا کہ منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ یہ جس ڈسٹرکٹ میں جاتے ہیں وہاں کے ممبران اسمبلی کو بھی آگاہ کیا جاتا ہے۔ میں منسٹر صاحب کو بتاؤں گا شاید یہ بات ان کے علم میں ہے یا نہیں ہے کہ جب یہ ڈیرہ غازی خان میں آئے تو ہمیں اس قسم کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ کیا اپوزیشن کے ارکان ممبران اسمبلی نہیں ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! یہ ضمنی سوال تو نہیں بنتا البتہ منسٹر صاحب نے آپ کی تجویز note کر لی ہے next time احتیاط برتی جائے گی۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔ محترمہ! سوال نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 589 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: حضرت بابا مادھو لال حسین کے دربار کی آمدن و دیگر تفصیلات

*589: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حضرت بابا مادھو لال حسین لاہور کے دربار کو 13-2012 کے دوران کتنی آمدن ہوئی؟

(ب) اس سال کے دوران دربار پر کتنی رقم کن کن کاموں کے لئے خرچ ہوئی، تفصیل سال وار اور کام وار بتائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ دربار کی عمارت اور فرش ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(د) کیا حکومت اس دربار کی عمارت کی مرمت کا کام کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) دربار حضرت مادھو لال حسین پر سال13-2012میں مبلغ 37,74,541روپے آمدن ہوئی۔

(ب) اس سال دربار مذکورہ پر پختہ دیوار اور لیوٹری بلاک کی تعمیرومرمت پر مبلغ 5,39,000 روپے خرچ ہوئے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) اس سال دربار کی تعمیرومرمت کے لئے کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ دربار حضرت مادھولال حسین پر سال13-2012میں مبلغ37,74,541روپے آمدن ہوئی لیکن خرچ صرف5لاکھ 39ہزار روپے ہوئے۔ میرا سوال یہ ہے کہ باقی رقم کہاں خرچ کی جارہی ہے،اس کی تفصیلات بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! آمدنی اور اخراجات کا حساب بتادیا گیا ہے۔اب اگر معزز ممبر اس کی تفصیل چاہتی ہیں کہ باقی رقم کہاں گئی تو موٹی سی بات ہے کہ وہ محکمے کے پاس گئی ہے۔ جو اخراجات ہوتے ہیں وہ ضرورت کے تحت ہوتے ہیں وہاں جو ضرورت تھی اس کو پورا کر دیا گیا ہے، چار دیواری بنادی گئی اور خواتین کے لئے واش روم کا بندوبست کر دیا گیا ہے۔اس سال وہاں کوئی ضرورت نہیں تھی لہذااس سال وہاں پر خرچے کے لئے رقم مختص نہیں کی گئی۔اگر یہ چاہتی ہیں کہ دربار کی تمام آمدنی کی تفصیل بتائی جائے کہ وہ کہاں گئی ہے تو وہ آمدنی محکمے کے پاس آئی ہے اور محکمے کی کل آمدنی میں شامل ہو گئی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! بہت مہربانی کہ منسٹر صاحب نے یہ بات فرمائی ہے لیکن میں یہ بات گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ جو انہوں نے کہا ہے کہ وہاں دربار کی چار دیواری بنادی گئی ہے تو ان کو ڈیپارٹمنٹ نے سراسر غلط اطلاع دی ہے۔ وہاں چار دیواری مکمل ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور وہ بہت پرانی بنی ہوئی ہے۔جہاں تک واش روم کا تعلق ہے وہ 2011 یا پھر 2010 میں بنے تھے اس کا

2012-13 کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے لہذا میں اس جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں اور ڈیپارٹمنٹ نے اس کا سراسر غلط جواب دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! میں ان کی بات کو مان لیتا ہوں اور بہتر ہوگا کہ یہ کل اسمبلی کے اجلاس کے بعد میرے ہمراہ دربار باباماد ھولال حسین چلیں تاکہ ہم دونوں اپنی آنکھوں سے خود دیکھ لیں۔ اگر جواب غلط ہوا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں غلط جواب ارسال کرنے والوں پر چُھرا نہیں بلکہ ٹوکا چلاؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! یہ دربار میرے ہی حلقہ میں ہے بلکہ میں منسٹر صاحب کو دعوت دیتی ہوں کہ وہ ضرور چلیں اور ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کو بھی ساتھ لے کر چلیں تاکہ وہ بھی دربار کی اصل حالت سے آگاہ ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب نے آپ کے ساتھ commit کیا ہے وہ آپ کے ساتھ جائیں گے اور وہاں پر خود visit کریں گے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ جو مزار کی سالانہ رقم بچتی ہے اور کئی سالوں سے بچتی آرہی ہے اس کا مصرف کیا ہوتا ہے، اب تک اس کا surplus کتنا ہے اور اس کا آڈٹ کرنے کا کیا طریق کار ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! مزارات کوئی دکانیں نہیں ہیں جن کے بارے میں ہم یہ کہہ دیں کہ ان کا سالانہ profit کتنا ہوتا ہے بلکہ آمدنی ہوتی ہے جو محکمے کے پاس اکٹھی ہوتی ہے۔ میں نے گزارش کی تھی کہ جہاں جہاں ضرورت ہوتی ہے اس مزار کی آمدنی ہو یا پورے محکمے کے پاس جو فنڈ موجود ہو اس میں سے پیسا خرچ کیا جاتا ہے۔ اس آمدنی کا مصرف یہ ہوتا ہے کہ اس سے جس حد تک ممکن ہو تمام مزارات کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتادوں کہ ہمارے پاس کئی مساجد ایسی ہیں، کئی مزارات ایسے ہیں جن سے ہمیں کوئی آمدنی نہیں ہوتی لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ

وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہیں ہوتے اور وہاں کوئی پیسا خرچ نہیں کیا جاتا۔ کل آمدن اکٹھی ہوتی ہے اور اس آمدن سے جہاں ضرورت ہو وہاں خرچ کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! اکثر مزارات جہاں پر ہر سال ہزاروں لاکھوں لوگ آکر دعا کرتے ہیں، ان مزارات پر ان بزرگوں کی کوئی ہسٹری نہیں لکھی ہوتی۔ ہمیں یہ نہیں پتا ہوتا کہ یہ بزرگ کہاں پیدا ہوئے، کہاں سے migrate ہوئے، ان کی اسلام کے بارے میں کیا خدمات رہیں اور وہ کب فوت ہوئے۔ کیا وزیر صاحب اس سلسلے میں کچھ فرمائیں گے کہ وہ مزارات پر اس طرح کی معلومات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب کا بڑا valid question ہے۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! یہ ان کی اچھی تجویز ہے اور ایسا ہونا بھی چاہئے تھا۔ انشاء اللہ اب اس تجویز کو ذہن میں رکھ کر اسی مہینے سے ہی کام شروع کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال مخدوم سید مرتضیٰ محمود کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ (معزز ممبر نے مخدوم سید مرتضیٰ محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر 653 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع رحیم یار خان: محکمہ خوراک کو فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*653: **مخدوم سید مرتضیٰ محمود:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2010 سے یکم جون 2013 تک محکمہ خوراک ضلع رحیم یار خان کو سال وار کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم سے گندم خریدی گئی اور کتنی رقم افسران و اہلکاران کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ کی گئی؟

(ج) کتنی رقم کا ان سالوں کے دوران کرپشن اور خُورد بُرد کا انکشاف ہوا اور اس کرپشن کے ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف)

سال	فراہم کردہ رقم
2010	-/5350023000روپے
2011	-/4931037200روپے
2012	-/5179703400روپے
2013	-/6643032000روپے

(ب)

سال	اخراجات بابت خریداری گندم	اخراجات بابت تنخواہ عملہ محکمہ خوراک	اخراجات بابت تنخواہ ٹی اے/ڈی اے
2010	5154988891.80	13520711	94830
2011	4612514255.30	18128798	97005
2012	4071587302.00	21729486	219641
2013	5500811965.50	24319846	99875

(ج) اس تمام عرصہ میں دوران سال2012 (Scheme2011-12) میں پی آر سنٹر رحیم یار خان پر1015.510 میٹرک ٹن گندم کی misappropriationہوئی اور ذمہ داران میسرز پرویز حسن EX-DFC میاں ایاز مالکFI، توصیف احمدFGS، محمد عمران عاشق چوکیدار، محمد ندیم چوکیدار، محمد حیات چوکیدار محمد نعیم ولد نذیر احمد اور محمد طارق ولد عبدالغفار کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی گئی جس کی انکوائری محکمہ انٹی کرپشن میں زیر سماعت ہے اور اس کے علاوہ محکمانہ انکوائری میسرز چودھری جاوید گجرEX-DDF، پرویز حسن شاہ EX-DFC،میاں ظہور احمد EX-DFC Bahawalnagar، ملک ارشادالحسن (مرحوم)، زاہد پرویزAFC، مشرف علی خانFGI، شوکت علی ہیڈ کلرک، امین مسیح جونیئر کلرک، میسرز پرویز حسن EX-DFC، میاں ایاز مالک FI، توصیف احمد

FGS، محمد عمران عاشق چوکیدار، محمد ندیم چوکیدار، محمد حیات چوکیدار کے خلاف ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ج) میں بتایا کہ 1015.510 میٹرک ٹن گندم کی misappropriation ہوئی اور اس کا کیس چل رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کمیشن میں جو کیس چل رہا ہے یہ کتنی دیر چلے گا؟ میں نے یہاں جب بھی date کے بارے پوچھا ہے مثلاً نوکریاں کب کھلیں گی یا میں نے جب بھی کسی چیز کے بارے میں کوئی date یا time line مانگی ہے تو مجھے کبھی بھی time line نہیں ملی۔ آج بھی میں یہی پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ یہ کیس دس سال چلنا ہے، پانچ سال چلنا ہے، ایک سال چلنا ہے، کتنی دیر چلنا ہے اور ان چیزوں کے رزلٹ کب آئیں گے؟ یہاں ان چیزوں کو اتنا fog میں رکھا جاتا ہے کہ کسی بھی چیز کی کوئی time line نہیں دی جاتی۔ میرا یہ سوال ہے کہ کیا یہ کیس بھی unlimited چلتا رہے گا یا اس کا کوئی رزلٹ نکلنے کا امکان بھی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ کوئی date دے سکتے ہیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! جب یہ (Scheme-2011-12) سامنے آئی تھی ڈیپارٹمنٹ نے اس کی ایف آئی آر درج کروائی تھی اور یہ اِس وقت نیب میں ہے۔ اس کے speedy trials کا تو مجھے نہیں پتا کہ اس کے speedy trials ہو سکتے ہیں یا نہیں ہو سکتے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے نکل کر یہ کیس نیب میں ہے اور جو میرے بھائی نے خواہش کی ہے وہ سبھی کی خواہش ہے کہ ہمیں فوری طور پر انصاف ملنا چاہئے، ان چیزوں کو فوری طور پر wind up ہونا چاہئے اور result بھی نکلنا چاہئے مگر میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی حد تک ان کو ensure کروا سکتا ہوں کہ ہم اسے pursue کریں گے اور ہم نے بہت سے cases pursue کئے ہیں۔ میں نے خود ان پانچ چھ مہینوں میں بہت سے cases pursue کر کے ان کے result بھی نکلوائے ہیں اور اگر آپ میں سے کوئی پوچھنا چاہے تو میں ان کی تفصیل بھی بتا سکتا ہوں مگر اس case کے حوالے سے میں انہیں ensure کرواتا ہوں کہ جتنی بھی جلدی ہو سکے اسے pursue کریں گے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ جب بھی اس طرح کے cases سامنے آئیں گے تو ہمارا ایک دوسرے پر confidence level build ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! فرمائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہاں پر گندم کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ میں اس میں صرف اتنی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب گندم کی procurement شروع ہوتی ہے تو کسانوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ ریونیو پٹواریوں سے پرچی لے کر آئیں کہ اس نے کتنی ایکڑ پر گندم کاشت کی ہے۔ میں personally اس بات کو جانتا ہوں کہ ریونیو پٹواری آڑھتیوں کے ساتھ ملی بھگت کر کے یہ چیزیں manage کرتے ہیں، جہاں پر گندم کاشت نہیں کی ہوتی اس کی بھی پرچی بنا کر دیتے ہیں، اس کے ذریعے middleman باردانہ لے لیتے ہیں اور گندم گودام پر دیتے ہیں یہ سارا کچھ عملے اور پٹواری کی ملی بھگت سے ہوتا ہے لیکن اس کا سب سے بہتر ریکارڈ نہری پٹواری کے پاس ہوتا ہے اور اس کے پاس پوری تفصیل ہوتی ہے۔ میں پہلے تو یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ خود یہ سارا ریکارڈ نہری پٹواری سے حاصل کر کے اس کو چلائے اور ریونیو کا پٹواری جو کرپشن میں دفن ہوا ہوتا ہے اس کو اس میں سے نکال دے اور اس بحث کو چھوڑتے ہوئے کہ ایسی کرپشن کیوں کرتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ ان کے متعلقہ نہیں ہے بہر حال آپ اس پر کوئی قرارداد لے آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اب میں اس پر ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ایف آئی آر درج کروائی گئی ہے، یہ ایف آئی آر کس تاریخ کو درج کروائی گئی تھی اور اس کا نمبر کیا ہے، یہ ذرا مجھے بتایا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ کون سے جُز کی بات ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جُز(ب) کی تیسری لائن ہے ایف آئی آر درج کرائی گئی جس کی انکوائری محکمہ Anti Corruption میں زیر سماعت ہے۔ مجھے یہ پوچھنا ہے کہ یہ ایف آئی آر کب درج کروائی گئی تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ بتائیں کہ یہ ایف آئی آر کب درج ہوئی تھی؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب سے بڑی پرانی رفاقت ہے اور ان کا بڑا احترام ہے۔ انہوں نے جو ابھی ہمیں مشورے دیئے ہیں بالکل جب نئی procurement ہو گی اور جب

procurement کا سیزن آنا ہے تو میں بغیر کسی تفریق کے ہر معزز ممبر کے پاس جاؤں گا اور جو show interest کرے گا اس سے proposal لے کر اس پر کام کروانے کی کوشش کروں گا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایف آئی آر کے اندراج کی date پوچھی ہے تو میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ 2011-12 میں اس سکیم میں جو خُورد بُرد سامنے آئی ہے تو اسی وقت ہی کارروائی شروع ہو گئی تھی لیکن مجھے وہ دن اور date پتا نہیں ہے۔ میں غلط بیانی نہیں کروں گا کہ فلاں date یا فلاں مہینہ ہے۔ مگر مجھے یہ پتا ہے کہ اگر یہ 2011-12 میں کروائی ہو گی تو یقینی طور پر چند مہینوں کی بات ہو گی۔ مجھے date کا پتا نہیں کیونکہ میرے پاس یہاں لکھی ہوئی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! پھر 2011-12 کو تو سال سے زیادہ ہو گیا ہو گا۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کی recommendation پر ایف آئی آر ہوئی ہے، ڈیپارٹمنٹ نے اپنے بندوں پر ایف آئی آر درج کروائی ہے اور اب یہ Anti Corruption میں ہے۔ جہاں تک ڈاکٹر صاحب نے سوال پوچھا ہے کہ وہ date بتائیں تو مجھے دن اور date پتا نہیں ہے کہ وہ کیا ہے اور وہ میں پوچھ کر ان کو بتا دوں گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ابھی ملک صاحب کی باری ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے اس کے بعد floor دے دینا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال کے جُز (ج) میں یہ admit کیا گیا ہے کہ 1015 ٹن گندم misappropriate ہوئی، اس کے ذمہ داران کے خلاف ایف آئی آر بھی launch ہوئی اور ان کے خلاف انکوائری بھی چل رہی ہے تو جیسے منسٹر صاحب کا بھی concern ہے کہ اسے جلد سے جلد نمٹایا جائے گا تو میرے خیال میں اس میں دیر کی وجہ یہ ہے کہ وہ officials جن کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی ہے وہ اس وقت بھی اپنی job کر رہے ہیں اور جب وہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہوں گے تو وہ اس ایف آئی آر اور کیس کو ختم کرنے کے لئے serious نہیں ہوں گے اس لئے میرا یہ concern ہے کہ جتنے بھی officials ہیں جنہوں نے گندم میں misappropriate کی ہے اور

کروڑوں روپے کی خُورد بُرد کی ہے انہیں فوری طور پر نوکری سے الگ کر کے ان کے خلاف پہلے کارروائی کی جائے، اس کی انکوائری کروائی جائے اور پھر جو بھی ذمہ داران ہیں ان سے recovery کر کے پھر ان سے ڈیوٹی لی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! وہ بتا چکے ہیں کہ یہ کیس نیب میں ہے۔ منسٹر صاحب! اس میں جو لوگ ملوث ہیں کیا وہ ابھی بھی official duty کر رہے ہیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ایسا ہو نہیں سکتا۔ دونوں انکوائریاں چلی ہیں اور ڈیپارٹمنٹل انکوائری بھی ہوئی ہے۔ یہاں پر یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ Ex ہیں، میں Ex کا تو یہی مطلب سمجھتا ہوں کہ جو گزرا ہوا ہوتا ہے اور اس وقت کوئی بندہ بھی post پر نہیں ہے۔ ڈیپارٹمنٹل انکوائری بھی ہو رہی ہے بلکہ اس میں تو نیب نے guilty feel کروا کر ایف آئی آر درج کروائی ہے۔ اس میں delay کی وجہ ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے بلکہ نیب کا اپنا internal issue ہو گا۔ اس میں delay نہیں ہے کیونکہ اگر ایک سال کا کیس ہے تو اس کو mature کرنے میں سال سوا سال لگ سکتا ہے یا اس کا decision آنے میں ڈیڑھ سال لگ سکتا ہے۔ میں نے آپ کو کہا تھا کہ میرے پاس ایسی مثالیں موجود ہیں۔ میرے بھائی جو فرما رہے ہیں ان کے ضلع ساہیوال میں ہی کیس ہوا تھا اور جب سے میں منسٹر بنا ہوں اس کو pursue کیا ہے، ان کو arrest کروایا ہے اور ان کو نوکریوں سے فارغ کیا ہے۔ ایسا نہیں ہے اس میں سال سوا سال ٹائم لگ جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! میرے خیال میں منسٹر صاحب نے تفصیلی جواب دے دیا ہے۔ اب میاں صاحب بھی کھڑے ہیں، اس میں آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ بندے expel ہو چکے ہیں جبکہ وہ officials ڈیوٹی دے رہے ہیں اور میں ذمہ داری کے ساتھ ایوان کے floor پر یہ بات کر رہا ہوں کہ یہ expel بندے اس وقت ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ میں اس وقت ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کی detail لے لینا۔

وزیر خوراک(جناب بلال لیسین):جناب سپیکر!اس کی detail نہیں بلکہ بڑا مختصر سا جواب ہے کہ میں اس پر on the floor of the House کہتا ہوں کہ اگر Departmental Rules کے against کوئی بندہ یہاں پر کام کر رہا ہے تو میرے ساتھ بیٹھ جائیں، میں یہاں پر کھڑے ہو کر کہہ رہا ہوں کہ انشاء اللہ سخت سے سخت action لیا جائے گا۔ایسی بات نہیں ہے بلکہ ڈیپارٹمنٹل کارروائی بھی ہو چکی ہے۔اب جو ڈیپارٹمنٹل process ہوتا ہے اس کو ختم نہیں کر سکتا کیونکہ process کے تحت یہ ساری چیزیں چل رہی ہیں۔ڈیپارٹمنٹ میں بھی کارروائی ہو رہی ہے اور نیب میں بھی کارروائی ہو رہی ہے اس کے بعد یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ لوگ سیٹ پر ہوں۔مجھے بتائیں اور میں اس کو چیک کرا لیتا ہوں کہ اس طرح کا کوئی کام ہوا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:منسٹر صاحب!جب آپ کا next day question ہو گا تو اس کی بھی detail آپ ایوان میں دیں گے۔

وزیر خوراک(جناب بلال لیسین):جناب سپیکر!میں ضرور detail دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی، میاں صاحب!آپ بات کریں۔

جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ وہ اس کی پوری detail کے ساتھ ایوان کو بتائیں گے۔

جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:میں نے ان کو کہہ دیا ہے جب منسٹر صاحب کے متعلقہ next day question ہوں گے۔۔۔

جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں اس کا نام بھی بتا دیتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی، نام بتا دیں۔

جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!چودھری جاوید گجر اس وقت بھی ساہیوال میں بطور District Food Controller Job کر رہا ہے اور منسٹر صاحب expel کہہ رہے ہیں کیونکہ وہ expel تو ہے ہی نہیں۔He is the sitting DFC.

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کو چیک کروائیں جب آپ کے ڈیپارٹمنٹ کے next day question ہوں گے تو آپ ایوان کو پوری تفصیل سے آگاہ کریں گے۔ جی، میاں صاحب فرمائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے سوال سے سب کا بھلا ہو گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کی بڑی مہربانی، میں ان کو floor دے چکا ہوں۔ جی، میاں رفیق صاحب! آپ فرمائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرے اس سوال سے بہت ساروں کا بھلا ہو گا۔ سوال نمبر 653 کے جُز(ج) کے جواب میں درج ہے کہ 10 لاکھ 15 ہزار 5 سو 10 میٹرک ٹن گندم خُورد بُرد کی گئی ہے اور یہ کتنا بڑا خُورد بُرد کا حجم ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کارروائی کے متعلق بھی لکھا گیا ہے ان لوگوں کے خلاف درج ذیل کارروائی بھی ہوئی، کیا ان میں کچھ ریٹائرڈ ہو گئے ہیں، کچھ terminate ہو گئے ہیں یا کچھ بحال ہو گئے ہیں لیکن میرا سوال یہ ہے کہ ان لوگوں سے خُورد بُرد کی گئی گندم یا خُورد بُرد کی رقم بھی وصول کی جاتی ہے یا خالی کارروائی ہی کی جاتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! انہوں نے بڑا important point اٹھایا ہے۔ میرے خیال میں بنیادی طور پر یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی جگہ پر شکایت ملتی ہے یا اس طرح کی کوئی خُورد بُرد سامنے آتی ہے تو پہلے اس کی رقم اور وہ گندم وصول کی جاتی ہے اس کے بعد یہ سارا process چلتا ہے۔ میں نے آپ کو کہا ہے کہ according to rules اس پر کام کر رہے ہیں اور یہ اس چیز کی دلیل ہے کہ یہ ایف آئی آر کسی معزز ممبر کی شکایت پر نہیں ہوئی بلکہ یہ ڈیپارٹمنٹ نے خود کروائی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کی پھر detail لے کر ایوان کو بتائیں گے۔ اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اس کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارا معزز ایوان ہے یہاں پر جو ڈیپارٹمنٹ نے information دینی ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ بہت ٹھیک information ہونی چاہئے۔ ایک معزز ممبر یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ آفیسر موجودہ سیٹ پر بیٹھے کام کر رہے ہیں اور

ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جواب آرہا ہے کہ نہیں ہم اس کو expel کر رہے ہیں، ایوان کو مذاق نہ بنایا جائے، اس کے تقدس کو پامال نہ کیا جائے اور یہاں پر information ٹھیک دی جائے تاکہ ہم تک ٹھیک information آئے۔ یہ نہیں کہ وہاں سے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری صاحب نے جواب لکھ کر بھیج دیا، منسٹر صاحب نے یہاں پر آکر پڑھ دیا اور ہم نے اس کو مان لیا اور یہ on ground reality ہو رہا ہے۔ یہ نئی روایت نہ ڈالیں جو چیزیں ایوان میں پیش کی جاتی ہیں وہ authentic ہوں۔ کل ایوان میں ایک بات کی گئی کہ foreign office شکار کا لائسنس جاری کرتا ہے۔ میں چُپ کر کے بیٹھ گیا میں نے کہا کہ یہ ہمیں کیا پڑھا رہے ہیں؟ گزارش ہے کہ یہ written ایسے جواب دے رہے ہیں اور آپ ان کے خلاف ایکشن بھی نہیں لیتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ سے عرض کی ہے کہ۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: آپ صحیح فرما رہے ہیں۔ میں Chair سے یہی request کر رہا ہوں کہ آپ نے ایوان چلانا ہے آپ ان سے صحیح جواب بھی طلب کریں۔ متعلقہ محکمہ کے خلاف انکوائری کر کے ہمیں بتایا جائے تاکہ آئندہ کسی بندے کو جرأت نہ ہو کہ وہ ایوان میں غلط بیانی کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے منسٹر صاحب کو کہہ دیا ہے کہ جب اگلی دفعہ سوالات آئیں گے تو وہ اس سوال کی پوری تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! چھ مہینے بعد سوالات کی باری آتی ہے۔ ایک معزز ممبر بات کر رہا ہے، میں بات کر رہا ہوں اور عوام نے ہمیں جو mandate دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس کا جواب آپ یا میں تو نہیں دے سکتے۔ گورنمنٹ کے ایک منسٹر یہاں پر موجود ہیں جو محکمہ کو چلا رہے ہیں وہ وثوق کے ساتھ جواب دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں اس کی انکوائری کر کے اگلے سیشن میں آپ کو اس کی پوری تفصیل بتاؤں گا اگر غلط جواب ہوا تو یہ منسٹر کی ذمہ داری ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کل بھی اجلاس ہے، اس پر کیا انکوائری ہونی ہے؟ محکمہ سے پوچھ کر کل اس کا جواب ایوان میں دے دیا جائے، بات ختم ہو جائے گی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ان کو کہہ دیا ہے، جب وقفہ سوالات ختم ہو گا تو وہ ڈیپارٹمنٹ سے بات کریں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس پر ایک کمیٹی بنادی جائے، یہ کل پوچھ لیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ جواب جو لکھا ہوا ہے میں اسے own کرتا ہوں میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے۔ جواب میں لکھا ہے کہ چودھری جاوید گجر Ex-DDF یہ اب وہاں پر نہیں ہے اور اس پر Chair کا حکم بھی آگیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ وزیر صاحب اتنے وثوق کے ساتھ ایک بات کر رہے ہیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): مجھے کوئی شوق نہیں ہے کہ میں غلط بیانی سے کام لوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس میں ایک فرق ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): مجھے بات ختم کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسلم اقبال صاحب! پہلے ان کی پوری بات سُن لیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ جاوید گجر Ex-DDF ہیں تو یہ DDF نہیں ہیں۔ دوسری میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ confusion نہ create ہو اس لئے میں اس بات کو clear کر دوں کہ یہ جو کارروائی ہے یہ محکمہ خوراک کی request پر ہوئی ہے یہ کسی کی complaint پر نہیں ہوئی۔یہاں پر بہت قابل احترام ممبران موجود ہیں یہ ان کی complaint پر نہیں ہوئی بلکہ ڈیپارٹمنٹ جاگ رہا ہے اور اس کو پتا ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ خود complainant ہو، خود وہ اس پر ایف آئی آر درج کروائے کہ یہ forgery ہے اور خود ان کو وہاں پر DDF لگا دے۔ یہ common sense کی باتیں ہیں اس میں تھوڑا سا الجھاؤ ختم کریں اور اب Chair کا حکم بھی آگیا ہے۔ میں bound ہوں، میں نے لکھ لیا ہے، میں اس کی تصدیق کر کے بتادوں گا بلکہ میں نے تو اگلی بات بھی کہہ دی ہے اور بغیر زور لگائے میں نے کہہ دیا ہے کہ اگر اس میں کوئی فرق آیا تو میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ سخت سے سخت کارروائی کروں گا۔اس کے بعد کوئی issue نہیں رہ جاتا کہ اس پر مزید بحث کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔ بالکل ٹھیک ہے،اس پر بات ہو گئی ہے۔ اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بات یہ ہے کہ اتنی تفصیلاً بات ہو گئی ہے اب اس پر ضمنی سوال بنتا نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔جی،اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک کا ہے۔سوال نمبر بولئے گا۔

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!سوال نمبر 603 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ:مزارات و مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*603:جناب فیضان خالد ورک:کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مزارات اور مساجد کتنی ہیں؟

(ب) ان درباروں اور مساجد کی سال2009-10 سے آج تک کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل دربار اور مساجد وار فراہم کریں؟

(ج) ان مساجد اور مزارات کی تعمیر/مرمت پر ہر سال2009-10 سے آج تک کتنی رقم خرچ کی،تفصیل مزارات اور مساجد وار بتائیں؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مزارات اور مساجد کی تعداد درج ذیل ہے:

-1	مزارات	13عدد
-2	مساجد	10عدد

(ب) ان درباروں اور مساجد سے سال2009-10 سے آج تک کی آمدن و اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دربار حضرت داتا شاہ جمال شیخوپورہ:اس دربار شریف پر سال2009-10 سے اب تک مبلغ-/28,74,500 روپے خرچ کئے گئے جس میں دربار شریف کی از سر نو تعمیر کا کام شامل تھا۔

جامع مسجد سعیدیہ مرید کے شیخوپورہ:اس مسجد پر سال2009-10 سے اب تک مبلغ -/14,87,232 روپے خرچ کئے گئے جس میں مسجد کی تزئین و آرائش کا کام شامل تھا۔

دربار حضرت میاں شیر محمد شرقپور شریف شیخوپورہ:اس دربار شریف پر سال 10-2009 سے اب تک مبلغ-/99,77,000روپے خرچ کئے گئے جس میں دربار شریف کی از سر نو تعمیر کا کام شامل تھا۔

دربار حضرت پیر بہار شاہ شیخوپورہ:اس دربار شریف پر سال 10-2009 سے اب تک مبلغ -/3,76,000روپے خرچ کئے گئے جس میں دربار شریف کے احاطہ کے داخلی راستہ پر آہنی دروازے دربار شریف کا رنگ و روغن اور سکیورٹی انتظامات کے کام شامل تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں انہوں نے بتایا ہے کہ دس مساجد ہیں جو اس کے under آ رہی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ محکمہ اوقاف نے جو دس مساجد اپنی تحویل میں لی ہیں، ڈسٹرکٹ شیخوپورہ میں تو بہت ساری مساجد ہیں لیکن ان دس کی کیا خصوصیت ہے کہ یہی دس مساجد محکمہ نے اپنی تحویل میں لی ہیں، اگر کوئی اور مساجد محکمہ اوقاف کی تحویل میں شامل کرنی ہوں تو اس کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! یہ مساجد جو پہلے سے محکمہ اوقاف کی تحویل میں چلی آ رہی ہیں، یہ اس وقت لی گئی ہوں گی جب مساجد کی دیکھ بھال کرنے والا اور کوئی نہیں ہو گا۔ دوسرا یہ بھی ہے کہ جہاں پر کہیں جھگڑا فساد ہو جائے ایک مسجد کو تحویل میں لینے پر، بین المسالک کوئی جھگڑا ہو جائے تو ان مساجد کو بھی محکمہ اوقاف قانوناً takeover کر سکتا ہے اور کر لیتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر معزز ممبر اسمبلی چاہتے ہیں کہ محکمہ اوقاف کسی مسجد کا انتظام و انصرام سنبھال لے تو یہ ہمیں بتا دیں ہم اس مسجد کو بھی takeover کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اب وقفہ سوالات کا وقت بھی ختم ہو گیا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہو گا کیونکہ میں time bound ہوں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اسی سوال کے جز(ج) سے ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وارث شاہ کو پنجابی زبان کا Shakespeare کہا جاتا ہے۔ میں نے جز(ج) میں پوچھا تھا کہ کن مزارات پر پیسے لگائے جا رہے ہیں، ان کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائی جائے۔ باقی جواب

تو آگیا لیکن پیر وارث شاہ کا نہیں آیا ،کیا اس پر پیسے نہیں لگانے چاہئیں جس کو پنجابی زبان کا Shakespeare کہا جاتا ہے ؟انگریزی کے Shakespeare کا گھر تو لوگ دیکھنے جاتے ہیں اور دس پاؤنڈ ٹکٹ لیتے ہیں اور ہمارے Shakespeare کی حالت دیکھیں اگر کوئی visit کرلے تو اس میں کسی شک و شبے کی گنجائش نہیں رہے گی جو اس وقت وہاں پر حالت ہے، وہاں پر عرصہ دراز سے ایک ہی عملہ تعینات ہے جو کرپشن کا گڑھ بن چکا ہے۔آپ کیوں نہیں ان لوگوں کو تبدیل کرتے، کیوں محکمہ ان کو change نہیں کرتا؟ تبدیلی آئے گی، کوئی دوسرا آئے گا، audit کرے گا، دو تین یا پانچ سال بعد تو یہ تبدیل ہوں مگر یہاں پر تو عرصہ دراز سے وہی مینجر، وہی سب کچھ آرہا ہے۔اس دربار کو سالانہ پوری دنیا سے لوگ دیکھنے آتے ہیں کہ یہاں پر کیا ہے مگر مایوس ہو کر لوٹ جاتے ہیں وہاں پر کچھ بھی نہیں ہے۔ وہاں پر گزشتہ سالوں میں جتنی آمدن ہوئی ابھی تک اس پر کوئی خرچہ نہیں ہوا۔اس سال بھی میری معلومات کے مطابق اس کے لئے 9 ملین روپے رکھے گئے لیکن ابھی تک نہیں لگے، نہ کچھ نظر آرہا ہے کہ کہاں پر لگنے ہیں اور کہاں نہیں، نہ ہی مجھے ابھی تک اس کا کوئی پلان نظر آیا ہے۔یہ مزار میری constituency میں بھی آرہا ہے لہذا میں اس کے بارے میں وزیر موصوف سے information لینا چاہوں گا اور یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس کی حالت کب تک بہتر کر دی جائے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! میں معزز ممبر اسمبلی کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ حضرت وارث شاہ یقیناً ان کے حلقہ جنڈیالہ شیر خان میں پیدا ہوئے انہوں نے قصور میں تعلیم حاصل کی اور پھر ہماری طرف پاکپتن میں آ گئے وہاں انہوں نے ملکہ ہانس میں ایک مسجد کے حجرے میں بیٹھ کر نہ صرف مسجد کی امامت کی بلکہ ہیر کی تحریر بھی ملکہ ہانس میں ہی مکمل ہوئی اس کے بعد وہ زمانہ حوادث کے مطابق پھر اپنی جنم بھومی واپس آ گئے تو یہ ان کا جو مزار ہے یہ پنجاب آرٹس کونسل کے پاس ہے، ہمارے محکمہ کے پاس نہیں ہے ان کے متعلق جو سوالات ہیں وہ کر لیں لیکن میں بھی چونکہ حضرت وارث شاہ کا بہت معترف ہوں، ہمیشہ ان سے inspiration بھی لی ہے اور استفادہ بھی کیا ہے۔ ان کے جو قوموں کے بارے میں، لوگوں کے بارے میں اور علاقوں کے بارے میں مشاہدات ہیں وہ میرے تجربے میں بھی سو فیصدی صحیح آئے ہیں مثلاً اگر میرے عزیز فیضان خالد ورک بُرا نہ منائیں تو حضرت وارث شاہ چونکہ چناب کے ایک کنارے کے رہنے والے تھے، دونوں کناروں پر جو قومیں اور لوگ آباد تھے وہ ان سے واقف تھے تو انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ:

وارث شاہ اے ٹھگ نئیں جٹ سبھے
وڈے ٹھگ جٹ چناب دے نیں
(قہقہے)

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ:

وارث شاہ دا بولنا بھید اندر
تے دانشمند نوں غور ضرور ہوسی

اس پر بھی کچھ غور کر لیں۔(قہقہہ)

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): اس پر بھی بہت غور کیا ہے اور اس پر غور کرنے کے بعد ہی میں نے وارث شاہ سے اتفاق کیا ہے۔(قہقہہ)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پنجابی کے شیکسپیئر نقاش فطرت نے کہا ہے کہ:

اِٹ سٹ تے بھکھڑا، کوار گندل اسیں ہور وی بُوٹیاں جاندے ہاں

ان کے دوسرے ایک شعر کا مصرعہ ہے:

چرخے دی گھوک سُن کے جوگی اُتر پہاڑوں آیا

واہ، واہ کیا بات ہے نقاش فطرت، پنجابی دے شیکسپیئر دی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

جہلم میں فلور ملز و دیگر تفصیلات

*770: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع جہلم میں قائم فلور ملز اور ان کے مالکان کے نام بتائیں؟

(ب) ان فلور ملز کو مالی سال 2011 اور 2012 کے دوران کتنی گندم فراہم کی گئی؟

(ج) اس وقت کون کون سی فلور ملز کب سے بند پڑی ہیں؟

(د) کس کس فلور مل سے گندم چوری فروخت کرنے کی شکایات وصول ہوئیں ان کے نام کیا ہیں اور حکومت نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی، آگاہ کریں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع جہلم میں اس وقت 17 فلور ملز موجود ہیں اور ان کے مالکان کے نام درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام فلور ملز	نام فلور ملز مالکان
1	شوکت	بشارت وحید
2	الفضل	چوھری ظہور احمد
3	الریاض	چودھری گلبہار
4	یونین	شیخ محمد سلیم
5	عاصم	ملک محمد صدیق
6	الحبیب	مرزا حبیب
7	الانجم	انجم پرویز
8	السلیم	انجم سلیم میر
9	علی لال	کاشف مشتاق
10	شیر باز	محمد صدیق (ٹھیکیدار)
11	نیو حسین	خواجہ اکرم
12	حسین	خواجہ اکرم
13	فائن	خواجہ اکرم
14	کوہ نور	ظفر اقبال (ٹھیکیدار)
15	الرضوان	خواجہ اکرم
16	المعراج	شیخ محمد اقبال
17	راجہ	چودھری محمد افضل

(ب) ان فلور ملز کو فراہم کردہ گندم کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام فلور ملز	برائے مالی سال 2011 (میٹرک ٹن)	برائے مالی سال 2012 (میٹرک ٹن)
1	الرضوان	2592.500	2539.700
2	کوہ نور	535.900	1342.100
3	حسین	2621.100	2568.200
4	نیو حسین	4528.000	4444.400
5	فائن	3541.200	3867.200
6	السلیم	959.400	0.00
7	علی لال	678.100	1677.300
8	شیر باز	472.800	75.000
9	الحبیب	1666.000	2279.800
10	الریاض	2270.000	2439.100
11	الفضل	2058.900	1890.000
12	عاصم	3726.800	4485.800
13	یونین	1641.800	1391.800
14	شوکت	2618.900	3098.300
15	المعراج	0.000	0.000
16	الانجم	1665.000	3486.100
17	راجہ	746.700	2465.800
	میزان	32323.100	38051.100

(ج) اس وقت نیو المعراج فلور ملز بوجہ مرمت و توسیع مئی 2009 سے بند ہے۔

(د) کسی بھی فلور ملز سے گندم چوری فروخت کرنے کی شکایت وصول نہ ہوئی ہے۔

بہاولپور: جامع مسجد الصادق کے لئے مختص کی گئی اراضی و دیگر تفصیلات

*706: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اندورن شہر بہاولپور میں نواب صادق مرحوم کے دور میں ایک عالی شان جامع مسجد جامع مسجد الصادق کے نام سے تعمیر کی گئی، اس کی دیکھ بھال کے لئے نواب صاحب مرحوم نے کتنی زرعی اراضی مختص کی تھی؟

(ب) اس مختص کردہ زمین کا اب کیا status ہے، اس سے کتنی آمدنی سالانہ ہو رہی ہے؟

وزیراوقاف ومذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) جامع مسجد الصادق بہاولپور کی دیکھ بھال کے لئے نواب صاحب مرحوم نے کوئی اراضی مختص نہ کی تھی۔

(ب) جامع مسجد الصادق بہاولپور سے ملحقہ کوئی زرعی اراضی مختص ہے اور نہ ہی کوئی سالانہ آمدن ہو رہی ہے۔

ضلع راولپنڈی: گندم خرید کاٹارگٹ ودیگر تفصیلات

*1249: **محترمہ زیب النساء اعوان**: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی سال2013 میں گندم کی خرید کاکل ٹارگٹ کتنا مختص کیاگیاہے؟

(ب) اس کی خرید کے لئے مذکورہ ضلع میں کتنے مستقل اور کتنے عارضی مراکز خرید گندم بنائے گئے ہیں؟

(ج) اس مقصد کے لئے کتنا باردانہ خرید کیاگیاہے اور اس کی خرید کاطریق کار کیاہے؟

(د) گندم کی خرید کے لئے کتنی مدت مقرر کی گئی ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع راولپنڈی سال2013 میں حکومت کی طرف سے گندم کی خرید کا کل ٹارگٹ 10000 میٹرک ٹن مقرر کیا گیا تھا، بعد ازاں کم کر کے 266 میٹرک ٹن کر دیا گیااور 266 میٹرک ٹن گندم خرید کر لی گئی تھی۔

(ب) اس کی خرید کے لئے پہلے سے موجود چار عدد مستقل مراکزپی آر سنٹر اسلام آباد-II، III گوجر خان اور ٹیکسلا مقرر کئے گئے تھے۔ ضلع ہذا میں کوئی بھی عارضی مرکز گندم کی خریداری کے لئے مقرر نہ کیا گیا۔

(ج) نظامت خوراک پنجاب ہر ضلع میں خرید گندم کے ہدف کے مطابق باردانہ کی ڈیمانڈ محکمہ خوراک کو بھیجتا ہے جو پیپر رولز کے مطابق باردانہ کی خریداری کے عمل کو مکمل کرتا ہے۔ اخبار میں اوپن ٹینڈر کے لئے اشتہار دیا جاتا ہے اور تمام خواہشمند بولی دہندہ فرموں سے مقابلتاً سب سے کم ریٹ والی فرموں کو قانون کے مطابق سپلائی کاآرڈر دیا جاتا ہے اور تمام سٹورز کی مکمل کوالٹی انسپکشن ٹیم کی زیر نگرانی ٹینڈر انکوائری میں دیئے گئے معیار کے مطابق چیک کی

جاتی ہے۔مزید برآں گورنمنٹ لیبارٹری سے کوالٹی پیرامیٹرز چیک کروانے کے بعد ہی سٹور کو تفویض کردہ ضلع میں ارسال کیا جاتا ہے تاکہ اسے گندم کی خریداری کے لئے کاشتکاروں کو بمطابق پالیسی جاری کیا جائے۔اسی طریق کار کے مطابق ضلع راولپنڈی میں خریداری گندم کے لئے کل 185000 پی پی تھیلے جیوٹ ملز گدون سے خریدے گئے۔

(د) گندم کی خرید کے لئے 45 دن مقرر کئے گئے تھے۔

جہلم شہر میں اوقاف کی اراضی ودیگر تفصیلات

*771: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) جہلم شہر میں محکمہ اوقاف کی کتنی اراضی ہے؟

(ب) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے کب سے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) کتنی اراضی محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے؟

(د) کتنی اراضی پٹا / ٹھیکہ / لیز پر کن کن افراد کو کتنے عرصہ کے لئے کتنی رقم کے عوض دی گئی ہے؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ محکمہ اوقاف کی کافی اراضی پر قبضہ کر کے آگے فروخت کی جا رہی ہے اور اس میں محکمہ کے اہلکاران وافسران بھی ملوث ہیں؟

(و) کیا حکومت اس سلسلہ میں انکوائری کمیٹی بنا کر تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف ومذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلع جہلم بشمول جہلم شہر میں محکمہ اوقاف (مسلم) کی وقف املاک کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام وقف	رقبہ کنال - مرلے	دوانات	مکانات	زرعی اراضی
1	دربار سلمان پارس	15 - 00	- - -	- - -	- - -
2	دربار عبدالحکیم	15 - 2	- - -	- - -	- - -
3	دربار سخی شاہ بھور	15 - 00	- - -	4 محلہ خواجگان جہلم شہر	- - - -
4	جامع مسجد افغاناں جہلم شہر		6	07	7 کنال 13 مرلے
5	جامع مسجد حافظ نور مین بازار		8 مین بازار جہلم شہر		
6	دربار پیر شہاب	00 - 3	- - -	- - -	- - -
7	دربار خواجہ مقبول	8 - 23	- - -	- - -	- - -
8	دربار پیر وسن شاہ	50 - 00	- - -	- - -	- - -

9	دربار معصوم بادشاہ	2 - 00	- - -	- - -	- - -
10	دربار سہری والی سرکار	10 - 00	- - -	- - -	- - -
11	دربار عبداللہ شاہ	15 - 00	- - -	- - -	- - -
12	دربار شاہ جہاں چشتی	16 - 5	-	- - -	- - -
13	دربار شاہ سفیر	00 - 74	- - -	- - -	- - -
14	دربار زندہ پیر پنڈ سویکا	13 - 02	- - -	- - -	- - -
15	دربار احمد علی شاہ پنڈ سویکا	00 - 4	- - -	- - -	- - -
16	دربار عاشق علی پنڈ سویکا	00 - 02	- - -	- - -	- - -
17	دربار میراں شاہ ہمدانی	05 - 23	- - -	- - -	- - -
18	آمدہ انڈیا موضع چوٹالہ		- - -	- - -	40کنال موضع چوٹالہ جہلم
19	درگاہ خواجہ صاحب آمدہ انڈیا		- - -	- - -	71کنال14مرلے موضع جلال پور
20	دربار غلام محی الدین		- - -	- - -	112کنال8مرلے موضع پکھوال
21	دربار سیدن شاہ شیرازی		- - -	- - -	531کنال2مرلے موضع لنگر
	میزان	04 - 146	14	11	762کنال17مرلے

(ب) محکمہ اوقاف کی اراضی پر کسی قسم کا کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(ج) تمام اراضی محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ مکانات اور دکانات سے باقاعدگی سے کرایہ وصول کیا جاتا ہے جبکہ زرعی اراضی ہر سال بذریعہ نیلام عام نیلام کی جاتی ہے۔

(د) ضلع جہلم میں وقف زرعی اراضی درج ذیل تفصیل کے ساتھ پٹا پر دی گئی ہے:

نمبر شمار	وقف زرعی اراضی	محل وقوع	رقبہ تعدادی	عرصہ پٹا	رقم پٹا	نام پٹادار
1	دربار حضرت غلام محی الدین	موضع پکھوال	112کنال8مرلے	2013-14	-/81000روپے	راجہ اظہر محمود ولد اختر خان
2	وقف اراضی آمدہ انڈیا	موضع چوٹالہ	40کنال	2013-14	-/22200روپے	محمد انور مرزا ولد حسین بیگ مرزا
3	درگاہ خواجہ صاحب آمدہ انڈیا	موضع جلالپور	71کنال14مرلے	2013-14	-/36500روپے	منظور حسین ولد حاجی احمد خان
4	دربار سیدن شاہ شیرازی	موضع لنگر	531کنال2مرلے	2013-14	-/13000روپے	عظمت اللہ ولد حاجی احمد خان
	میزان		755کنال4مرلے		-/152700روپے	

(ہ) محکمہ کی کسی اراضی پر کوئی ناجائز قبضہ ہے اور نہ ہی کوئی اراضی فروخت کی جا رہی ہے۔

(و) انکوائری کمیٹی بنانے کی کوئی ضرورت نہ ہے کیونکہ محکمہ میں کوئی ایسی بے ضابطگی موجود نہ ہے۔

رمضان بازاروں میں چینی کی فراہمی کے لئے سبسڈی دینے کی تفصیلات

*1303: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب نے رمضان بازاروں میں سستی چینی کی فراہمی کے لئے کتنی رقم سبسڈی کی مد میں مختص کی ہے؟

(ب) رمضان بازاروں میں چینی فی کلو کس ریٹ پر مہیا کی جا رہی ہے اور عام بازار میں چینی کس ریٹ پر مل رہی ہے؟

(ج) کیا رمضان بازار اور عام بازاروں میں فروخت ہونے والی چینی کی کوالٹی ایک جیسی ہے یا ان میں فرق ہے، اگر فرق ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت رمضان بازاروں میں اعلیٰ کوالٹی کی چینی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) حکومت پنجاب نے رمضان بازاروں میں کوئی سبسڈی مختص نہ کی ہے۔

(ب) رمضان بازار میں چینی مبلغ 51روپے فی کلو گرام مہیا کی گئی جو کہ عام بازار سے مبلغ 3روپے فی کلو گرام کم تھی۔

(ج) رمضان بازار اور عام بازاروں میں فروخت ہونے والی چینی میں کسی قسم کا کوئی فرق نہ ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے رمضان بازاروں میں اعلیٰ کوالٹی کی چینی فراہم کی۔

ضلع چنیوٹ: محکمہ کی اراضی والاٹمنٹ کے طریق کار کی تفصیلات

*796: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اگر ضلع چنیوٹ میں مسلم اوقاف کی اراضی موجود ہے تو تحصیل وار تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے مذکورہ اراضی کئی این جی اوز اور افراد کو الاٹ کی ہوئی ہے، کمرشل، رہائشی اور زرعی اراضی کی تعداد کیا ہے، جو الاٹ ہو چکی ہے اور کتنی اراضی بقایا ہے جو ابھی تک الاٹ یا لیز پر دی جانی مقصود ہے؟

(ج) مسلم اوقاف کی کمرشل، رہائشی اور زرعی اراضی کی الاٹمنٹ کی شرائط اور criteria کیا ہے؟

(د) متذکرہ اراضی کن کن مقاصد کے لئے استعمال ہو سکتی ہے نیز مذکورہ اراضی جن مقاصد کے لئے الاٹ کی گئی ہے آیا انہی مقاصد کے لئے استعمال ہو رہی ہے، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلع چنیوٹ کی تحصیل چنیوٹ میں 1042 کنال تحصیل لالیاں میں 3060 کنال اور تحصیل بھوانہ میں 2769 کنال 18 مرلے زرعی اراضی محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔

(ب)

(i) محکمہ نے کوئی اراضی کسی N.G.O کو الاٹ نہیں کی۔

(ii) کل زرعی اراضی 6871 کنال 18 مرلے میں سے 4552 کنال 18 مرلے سالانہ پٹا پر ہے۔

(iii) کمرشل یونٹ دکانات 166 عدد، رہائشی یونٹ (مکانات) 14 عدد، پٹرول پمپ کی جگہ 4 عدد، سکول 1 عدد کالج 1 عدد ہیں۔

(iv) 2319 کنال زرعی اراضی تاحال سالانہ پٹا پر نیلام ہونا باقی ہے۔

(ج) بمطابق قوانین اوقاف وقف اراضی کسی شخص کو الاٹ نہ کی جا سکتی ہے۔ وقف اراضی زرعی / رہائشی و کمرشل مقاصد کے لئے حسب ذیل طریق کار کے تحت نیلام کی جاتی ہے۔

1۔زرعی مقاصد: پنجاب وقف پراپرٹیز ایڈمنسٹریشن رولز 2002 کے تحت وقف زرعی اراضی جو کاشتہ ہو ایک سال کے لئے اور غیر کاشتہ (بنجر) عرصہ سات سال کے لئے بعد از اشتہار نیلام اخبار و سیع تر مشتہری منادی بذریعہ نیلام عام نیلام کی جاتی ہے۔ کارروائی نیلام میں ہر پاکستانی ماسوائے ملازمین اوقاف حصہ لے سکتا ہے۔

نیلام شدہ وقف اراضی جو عرصہ ایک سال کے لئے نیلام ہوئی ہے پٹادار اس رقبہ کو مزید عرصہ چار سال تک حسب ذیل اضافہ کے ساتھ اپنے استعمال میں رکھ سکتا ہے۔

پہلا سال: گزشتہ سال کے زرپٹا پر 20 فیصد اضافہ کے ساتھ

دوسرا سال: گزشتہ سال کے زرپٹا پر 20 فیصد اضافہ کے ساتھ

تیسرا سال: گزشتہ سال کے زرپٹا پر 10 فیصد اضافہ کے ساتھ

چوتھا سال: گزشتہ سال کے زرپٹا پر 10 فیصد اضافہ کے ساتھ

بنجر اور غیر آباد رقبہ کی نیلامی کے سات سال بعد گزشتہ سال کے زرپٹا پر 10 فیصد اضافہ کے ساتھ مزید تین سال تک کی توسیع مدت پٹادی جاسکتی ہے۔

2۔رہائشی مقاصد: محکمہ اوقاف از خود کوئی رہائشی کالونی تعمیر کر کے نیلام نہ کرتا ہے بلکہ پنجاب وقف پراپرٹیز آرڈیننس 1979 کی شق نمبر 7 کے تحت جب کسی دربار کو محکمانہ تحویل میں لیا جاتا ہے تو دربار کے ساتھ وقف جائیداد میں اگر کوئی مکان شامل ہو تو رہائش پذیر شخص کو مارکیٹ ریٹ کے مطابق کرایہ لگاتے ہوئے اسے کرایہ دار بنالیا جاتا ہے۔ یہاں یہ امر قابل وضاحت ہے کہ چند ایک شہروں میں محکمہ نے دکانات کے اوپر رہائشی مقاصد کے لئے فلیٹس تعمیر کئے جو گڈول پالیسی کے تحت بذریعہ نیلام عام ماہوار کرایہ داری پر نیلام کئے گئے۔ یہ کرایہ داری عرصہ تین سال کے لئے ہوئی ہے اور ہر تین سال بعد ماہوار کرایہ میں 25 فیصد اضافہ کے ساتھ مزید تین سال کے لئے بمطابق قوانین اوقاف تجدید ماہوار کرایہ داری عمل میں لائی جاتی ہے۔

3۔کمرشل مقاصد: کمرشل مقاصد کے تحت 33 سال کے لئے حکومت پنجاب کی پیشگی منظوری سے (Goodwill) پریمیم کے تحت ماہانہ کرایہ داری کے لئے برسر عام نیلام کی گئی اس میں (Goodwill) پریمیم کو نیلام کیا جاتا تھا۔ کمرشل مقاصد کے تحت قواعد / پالیسی و شرائط کا از سر نو جائزہ لیا جا رہا ہے جس کی منظوری کے بعد دستیاب اراضی کے نیلام کی کارروائی برسر عام عمل میں لائی جائے گی۔

(د) متذکرہ اراضی جن مقاصد کے تحت الاٹ کی جائے انہی کے لئے استعمال ہو سکتی ہے اور وقف اراضی جن مقاصد کے تحت الاٹ کی گئی انہی مقاصد کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔

محکمہ خوراک کا بنکوں سے قرضہ لینے کی تفصیلات

*1381: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

سال 13۔2012 کے دوران محکمہ خوراک نے بنکوں سے کتنے قرضے لئے اور ان پر ماہانہ کتنا سود ادا کیا گیا بنکوں کی تفصیل علیحدہ علیحدہ حاصل کی جانے والی رقم ماہانہ سود بیان کی جائے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

محکمہ خوراک پنجاب نے سال 13-2012 کے دوران بنکوں سے -/1,10,53,99,00,000 روپے بنکوں سے قرض لئے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ بنک محکمہ خوراک سے سابقہ سال کی بقایا قابل ادا رقم اور دوران سال 13-2012 حاصل کی جانے والی رقم پر سود ماہانہ کی بنیاد پر مطالبہ کرتا ہے جبکہ محکمہ خوراک اسے سہ ماہی (quarterly) کی بنیاد پر سود ادا کرتا ہے۔

بنکوں کی سابقہ سال کی قابل ادا رقم -/78,94,49,00,000 روپے تھی۔ سال 13-2012 کے دوران حاصل کی جانے والی رقم -/1,10,53,99,00,000 روپے، کل قابل ادا رقم -/1,89,48,,48,00,000 روپے اور اپریل 2013 تا ستمبر 2013، 6 ماہ کے دوران سود کی مد میں رقم -/7,82,45,57,340 روپے ادا کی، حاصل کردہ قرضہ اور سود جو ماہانہ کی بنیاد پر بنتا تھا کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع شیخوپورہ: محکمہ اوقاف کی اراضی والاٹمنٹ کے طریق کار کی تفصیلات

*797: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں مسلم اوقاف کی اراضی کی تعداد تحصیل وار کس کس مقام اور موضع میں واقع ہے؟

(ب) مذکورہ اراضی کن کن مقاصد کے لئے استعمال ہو سکتی ہے؟

(ج) مذکورہ ضلع میں تحصیل وار کمرشل، رہائشی اور زرعی اراضی کی تفصیل الگ الگ بیان فرمائیں؟

(د) مذکورہ ضلع میں اب تک کتنی اراضی کمرشل، رہائشی اور زرعی اراضی کس کس مقصد اور کس کس کو کتنے کتنے عرصہ سے دے رکھی ہے، اس کی الاٹمنٹ کا طریق کار کیا ہے؟

(ہ) مذکورہ ضلع میں اب تک کتنی اراضی ایسی ہے جو بقایا سرکار ہے اور ابھی تک الاٹ نہیں ہوئی؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلع شیخوپورہ مسلم اوقاف کی کل اراضی 486 ایکڑ 4 کنال 2 مرلے ہے جس کی مکمل تفصیل برنشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ اراضی صرف زرعی مقاصد کے لئے نیلام کی جاتی ہے۔

(ج) شیخوپورہ ضلع میں 172 دکانات، 42 مکانات اور 2 عدد پٹرول پمپ کرایہ داری ہیں جس کی تفصیل برنشان (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کمرشل، رہائشی اور زرعی اراضی کی تفصیل برنشان (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔زرعی اراضی ہر سال زرعی مقاصد کے لئے بذریعہ نیلام عام پٹا پر دی جاتی ہے جبکہ دکانات و مکانات کی کرایہ داری ابتدائی عرصہ تین سال کے لئے نیلام کی جاتی ہے جس میں ہر تین سال بعد 25 فیصد اضافہ کے ساتھ توسیع کرایہ داری کی جاتی ہے جبکہ پٹرول پمپ و دیگر کمرشل مقاصد کی تنصیب کے لئے ابتدائی کرایہ داری جناب وزیراعلیٰ پنجاب کی پیشگی منظوری کے بعد 30 سال کے لئے بذریعہ نیلام عام نیلام کی جاتی ہے۔

(ہ) وقف اراضی جو ابھی تک نیلام نہ ہوئی ہے کی تفصیل برنشان (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور: گندم سٹور کرنے کی گنجائش و عارضی ملازمین کی تفصیلات

*1427: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں واقع گندم کے مراکز رکھ چھبیل رائیونڈ برکی اور کاہنہ میں کل کتنے ٹن گندم سٹور کرنے کی گنجائش ہے، الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع لاہور میں موجود گندم کے گوداموں میں کل کتنے عارضی ملازمین ہیں ان کے نام، عہدہ و گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ہر سال گندم کی خریداری کے مواقع پر محکمہ خوراک عارضی ملازمین بھرتی کرتا ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع لاہور میں واقع گندم کے مراکز رکھ چھبیل، رائیونڈ، برکی اور کاہنہ میں گندم سٹور کرنے کی گنجائش کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

ضلع	نام سنٹر	گندم سٹور کرنے کی گنجائش
لاہور-II	رکھ چھبیل	22500 میٹرک ٹن
	رائیونڈ	6000 میٹرک ٹن
	میزان	28500 میٹرک ٹن
لاہور-I	برکی (مغل پورہ)	52000 میٹرک ٹن
	کاہنہ (گلبرگ)	10000 میٹرک ٹن
	میزان	62000 میٹرک ٹن

(ب) ضلع لاہور میں واقع گندم کے مراکز رکھ چھبیل، برکی اور کاہنہ میں خریداری گندم و ذخیرہ حکومتی مراکز میں ہی کی جاتی ہے لہذا مذکورہ گوداموں میں کوئی عارضی ملازم نہ ہے۔ تاہم رائیونڈ سنٹر پر گنجائش ذخیرہ گندم کم ہونے کی بناء پر خرید کردہ گندم پرائیویٹ گوداموں میں ذخیرہ کی جاتی ہے جس کے لئے عارضی چوکیدار روزانہ اجرت کی بنیاد پر بھرتی کئے جاتے ہیں۔ روزانہ اجرت DCO کی طرف سے مقرر کردہ نرخوں کے مطابق کی جاتی ہے اس وقت ضلع لاہور میں 300 روپے روزانہ اجرت مقرر ہے۔ رائیونڈ سنٹر پر گندم خریداری سکیم 2013-14 کے دوران چھ عدد عارضی ملازمین تعینات کئے گئے جو بعد از اجراء گندم مورخہ 05-08-2013 اور 12-09-2013 کو فارغ کر دیئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ضلع	نام سنٹر	نام عارضی چوکیداران	عرصہ تعیناتی
1	لاہور-II	رائیونڈ	محمد صدیق ولد غلام محمد	17-5-2013 تا 12-9-2013
2		۔ایضاً۔	محمد عرفان ولد محمد رشید	۔ایضاً۔
3		۔ایضاً۔	محمد حنیف ولد عبدالغفار	۔ایضاً۔
4		۔ایضاً۔	اللہ دتہ ولد لیاقت علی	22-5-2013 تا 5-8-2013
5		۔ایضاً۔	نسیم مسیح ولد یونس مسیح	۔ایضاً۔
6		۔ایضاً۔	محمد رشید ولد محمد دین	۔ایضاً۔

(ج) یہ درست ہے کہ عارضی خریداری مراکز پر جہاں گندم کھلے آسمان تلے ذخیرہ کی جاتی ہے یا پرائیویٹ گوداموں میں ذخیرہ گندم کی حفاظت کے لئے عارضی چوکیداران روزانہ اجرت کی بنیاد پر رکھے جاتے ہیں جو بعد از اجراء گندم فارغ کر دیئے جاتے ہیں۔

لاہور، قصور اور شیخوپورہ میں گندم کے گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1519: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور، قصور اور شیخوپورہ میں گندم کے کتنے گودام ہیں۔ ان میں گندم کی کتنی مقدار سٹور کی جاتی ہے؟

(ب) ان سٹور / گوداموں میں اس وقت کتنی گندم محفوظ ہے؟

(ج) ان تینوں اضلاع میں گزشتہ سیزن میں کتنی گندم خرید کرنے کا ٹارگٹ محکمہ نے ملازمین کو دیا تھا؟

(د) ان اضلاع میں کتنے مرکز خرید گندم بنائے گئے ہیں؟

(ہ) ان اضلاع میں گندم کی خرید کے لئے کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(و) ان اضلاع میں گندم کی خرید کے لئے کتنا باردانہ فراہم کیا گیا؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) لاہور، قصور اور شیخوپورہ میں گندم کے گوداموں کی تعداد اور گنجائش ذخیرہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام ضلع	تعداد ذخیرہ گودام گندم	استعداد ذخیرہ گندم
لاہور	74	90500 میٹرک ٹن
قصور	51	60900 میٹرک ٹن
شیخوپورہ	59	80900 میٹرک ٹن
میزان	184	232300 میٹرک ٹن

(ب) لاہور، قصور اور شیخوپورہ اضلاع کے گوداموں میں مورخہ 9۔اکتوبر تک درج ذیل سٹاک گندم ذخیرہ ہے۔

نام ضلع	ذخیرہ کردہ گندم
لاہور	54152.691 میٹرک ٹن
قصور	44674.950 میٹرک ٹن
شیخوپورہ	78610.834 میٹرک ٹن
میزان	177438.475 میٹرک ٹن

(ج) لاہور، قصور اور شیخوپورہ میں خرید گندم کے ضلع وار ہدف کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام ضلع	ہدف خرید گندم
لاہور	47500 میٹرک ٹن
قصور	107000 میٹرک ٹن
شیخوپورہ	119600 میٹرک ٹن
میزان	274100 میٹرک ٹن

(د) لاہور، قصور اور شیخوپورہ میں مندرجہ ذیل مراکز خرید گندم بنائے گئے۔

نام ضلع	تعداد مراکز گندم
لاہور	4
قصور	14
شیخوپورہ	14
میزان	32

(ہ) لاہور، قصور اور شیخوپورہ میں گندم خرید کے لئے مندرجہ ذیل رقوم فراہم کی گئیں:

نام ضلع	فراہم کردہ رقم
لاہور	1136267264 روپے
قصور	2748779812 روپے
شیخوپورہ	3596970000 روپے
میزان	7482017076 روپے

(و) لاہور، قصور اور شیخوپورہ میں گندم خرید کے لئے درج ذیل باردانہ فراہم کیا گیا۔

نام ضلع	تعداد بوری (100 کلوگرام)
لاہور	5,76,846
قصور	11,20,000
شیخوپورہ	13,01,688
میزان	29,98,534

صوبہ میں گندم خرید پر خرچ کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*1525: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 12-2011 میں گندم کی خریداری کے لئے حکومت نے کل کتنی رقم خرچ کی؟

(ب) سال 13۔2012 میں گندم کی خریداری کے لئے حکومت نے کل کتنی رقم خرچ کی؟

(ج) مذکورہ سالوں میں گندم کی سب سے زیادہ خریداری کن کن علاقوں سے کی گئی؟

(د) مذکورہ سالوں میں گندم کی سب سے زیادہ پیداوار صوبہ پنجاب کے کون سے ضلع میں ہوئی؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) دوران سال 2011-12 حکومت نے گندم کی خریداری کے لئے مبلغ -/73,300,629,631 روپے خرچ کئے۔

(ب) دوران سال 2012-13 حکومت نے گندم کی خریداری کے لئے مبلغ -/110,539,900,000 روپے خرچ کئے۔

(ج) سال 2011-12 سب سے زیادہ گندم ضلع بہاولپور میں 228282 میٹرک ٹن خرید کی گئی۔ سال 2012-13 سب سے زیادہ گندم ضلع بہاولنگر میں 188473 میٹرک ٹن خرید کی گئی۔

مذکورہ سالوں میں صوبہ پنجاب میں ضلع وار خریداری گندم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) متعلقہ محکمہ زراعت

ضلع سرگودھا: مساجد و درباروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1651: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔28 بھلوال (ضلع سرگودھا) میں محکمہ کے زیر کنٹرول مساجد، درباروں اور ان سے ملحقہ پراپرٹی کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان سے محکمہ کو سال 2010-11 اور 2011-12 کے دوران جو آمدن ہوئی ہے اس کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان پر ان سالوں کے دوران خرچ کردہ رقم کی تفصیل سال وار اور منصوبہ وار بتائیں؟

(د) اس حلقہ میں محکمہ کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ نیز ان کے ذمہ کام کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کس کس ملازم کی ڈیوٹی درباروں اور مساجد میں رکھے گئے سرکاری donation box کھولنے کی ہے اور یہ کن کن تاریخوں کو کھولے جاتے ہیں؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) پی پی۔28 بھلوال ضلع سرگودھا میں محکمہ کے زیر کنٹرول مساجد، درباروں اور ان سے ملحقہ پراپرٹی کی تفصیل

مساجد	ملحقہ جائیداد	مزارات	ملحقہ جائیداد
1 جامع مسجد دروازہ چکوالی بھیرہ تحصیل بھیرہ	18دکانات	1۔دربار حضرت میراں شاہ ملحقہ پراچگان بھیرہ	
		2۔دربار حضرت ادھم سلطان طرطی پور تحصیل بھیرہ	139کنال زرعی رقبہ
		3۔دربار حضرت شاہ شہابل نبی شاہ خورد تحصیل بھیرہ	
		4۔دربار حضرت پیر خاکی شاہ مین بازار بھیرہ	82-05کنال زرعی رقبہ
			03دکانات

(ب)

آمدن سال11-2010

نام مسجد/دربار شریف	کرایہ	زرپٹا	کیش بکس	متفرق	پاپوش	میزان
1۔جامع مسجد دروازہ چکوالی بھیرہ	218370	-	-	-	-	218370-00
2۔دربار حضرت میراں شاہ ملحقہ پراچگان بھیرہ	-	-	472971	-	-	472971-00
3۔دربار حضرت ادھم سلطان طرطی پور تحصیل بھیرہ	-	185130	62500	-	-	247630-00
4۔دربار حضرت شاہ شہابل۔ نبی خورد	-	44000	42000	-	-	86000-00
5۔دربار حضرت پیر خاکی شاہ مین بازار بھیرہ	21600	-	-	-	-	21600-00
میزان	239970	229130	577471	-	-	1046571-00

آمدن سال12-2011

نام مسجد/دربار شریف	کرایہ	زرپٹا	کیش بکس	متفرق	پاپوش	میزان
1۔جامع مسجد دروازہ چکوالی بھیرہ	203230	-	-	-	-	203230-00
2۔دربار حضرت میراں شاہ ملحقہ پراچگان بھیرہ	-	-	529587	7850	-	537437-00
3۔دربار حضرت ادھم سلطان طرطی پور تحصیل بھیرہ	-	185130	62781	-	-	558381-00
4۔دربار حضرت شاہ شہابل۔ نبی خورد	-	44000	53000	-	-	116360-00
5۔دربار حضرت پیر خاکی شاہ مین بازار بھیرہ	21600	-	-	-	-	21600-00
میزان	224830	558960	645368	7850	-	1437008-00

(ج)

نام وقف مزار/مسجد اخراجات	اخراجات سال11-2010	اخراجات سال12-2011
1۔ تعمیر نو مزار و فرشبندی صحن و چاردیواری دربار حضرت میراں شاہ بھیرہ	-/12,11,026روپے	
2۔مرمت تبدیلی چھت مسجد و برآمدہ وغیرہ دربار حضرت میراں شاہ بھیرہ		-/4,34,266روپے

(د)

نام مسجد/دربار	نام ملازم	عہدہ	سکیل	فرائض
(نام مساجد)	مولانا کفایت اللہ	خطیب	7	امامت اور خطابت
1۔جامع مسجد دروازہ چکوالی بھیرہ تحصیل بھیرہ	حافظ محمد تنویر	موذن/خادم	2	اذان پنجگانہ صفائی مسجد
(نام دربار شریف)	محمد سلیم خان	نگران	2	صفائی دربار/حفاظت کیش بکس
1۔دربار حضرت میراں شاہ محلہ پراچگان				
2۔دربار حضرت ادھم سلطان طرطی پور تحصیل بھیرہ	محمد اسلم	نگران	2	صفائی دربار/حفاظت کیش بکس
3۔دربار حضرت شاہ شہابل نبی شاہ خورد تحصیل بھیرہ	سالانہ ٹھیکہ پر ہے اس لئے کوئی ملازم تعینات نہ ہے۔			

4۔دربار حضرت پیر خاکی شاہ مین بازار بھیرہ	دربار غیر معروف ہے جس کی وجہ سے زائرین نہ آتے ہیں لہٰذا کوئی ملازم تعینات نہ ہے۔

(ہ) درباروں اور مساجد میں سرکاری رکھے گئے donation box کھولنے کے لئے درج ذیل آفیسران / اہلکاران مامور ہیں۔

1۔	راجہ عبدالحمید	ڈسٹرکٹ مینجر اوقاف سرگودھا
2۔	مولانا فتح محمد	ڈسٹرکٹ خطیب اوقاف سرگودھا
3۔	کیشئر نیشنل بنک آف پاکستان	نیشنل بنک آف پاکستان متعلقہ برانچ
4۔	نگران	دربار شریف متعلقہ

(نام دربار شریف)

1-	دربار حضرت میراں شاہ محلہ پراچگان	ہر ماہ کی 11 تاریخ
2۔	دربار حضرت ادھم سلطان طرطی پور تحصیل بھیرہ	ہر ماہ کی 11 تاریخ
3۔	دربار حضرت شاہ شہابل نبی شاہ خورد تحصیل بھیرہ	سالانہ ٹھیکہ پر ہے اس لئے کوئی ملازم تعینات نہ ہے۔
4۔	دربار حضرت پیر خاکی شاہ مین بازار بھیرہ	دربار غیر معروف ہے جس کی وجہ سے زائرین نہ آتے ہیں لہٰذا کوئی ملازم تعینات نہ ہے۔

لاہور: داتا دربار پر ٹھیکیدار کی جانب سے ہونے والی بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*1716: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2012-13 میں مزار حضرت علی ہجویری (داتا دربار) لاہور کی جوتیاں رکھنے والی جگہ کو کتنے ٹھیکہ پر دیا گیا ہے نیز ٹھیکے کی فی جوڑا اجرت کیا مقرر کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مزار پر ٹھیکیدار کے آدمی زائرین سے من مانی قیمت وصول کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اکثر اوقات زائرین اور ٹھیکیدار میں بحث و تکرار کے دوران نوبت جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اوور چارجنگ کرنے والے ٹھیکیدار اور عملے کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) سال13-2012 میں داتا دربار کے حفاظت پاپوش کا ٹھیکہ مبلغ-/1,62,00,000روپے میں دیا گیا تھااور حفاظت پاپوش کی اجرت مبلغ-/2روپے فی جوڑا مقرر کی گئی تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے اجرت حفاظت پاپوش مبلغ-/2روپے فی جوڑا مقرر ہے زائرین سے زائد وصولی اجرت پاپوش کو مؤثر طریقہ سے کنٹرول کیا جاتا ہے ہر گیٹ پر سکیورٹی گارڈ تعینات کئے گئے ہیں جو اپنی عمومی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ ٹھیکیدار حفاظت پاپوش کے کارندوں پر بھی کڑی نظر رکھتے ہیں۔ زائد وصولی کے سدباب کے لئے بذریعہ سپیکر مسلسل اعلانات ہو رہے ہیں اور جابجا بورڈز بھی آویزاں کئے ہوئے ہیں جن پر اجرت حفاظت پاپوش مبلغ-/2روپے نمایاں طور پر تحریر ہے۔ بورڈ پر ناظم داتادربار اور منیجر داتا دربار کے دفتری ٹیلی فون نمبرز تحریر ہیں۔ علاوہ ازیں منیجر داتادربار تین شفٹوں میں ان گیٹس کی خصوصی نگرانی کرتے ہیں۔ ٹھیکیدار کی جانب سے زائد اجرت کی وصولی کی شکایت پر حسب ضابطہ فی شکایت (بلحاظ نوعیت) ایک ہزار سے دو ہزار تک جرمانہ کیا جاتا ہے۔

(ج) جواب جز(ب) مفصل ہے۔ دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں ٹھیکیدار کی جانب سے اوور چارجنگ کی شکایت پر حسب ضابطہ باقاعدہ فوری کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

فیصل آباد: پی پی۔58 میں محکمہ اوقاف کی اراضی کی تفصیلات

*1865: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی اراضی کہاں کہاں اور کتنی ہے؟

(ب) کتنی زرعی اراضی اور کتنی کمرشل اراضی و دکانیں ہیں؟

(ج) زرعی اراضی سے سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(د) یہ اراضی کتنے سال پٹا/ لیز/ ٹھیکہ پر دی گئی ہے؟

(ہ) یہ اراضی پٹا/ لیز/ ٹھیکہ پر دینے کا طریق کار اور کن کن ملازمین کی نگرانی میں دی جاتی ہے؟

(و) اس وقت کتنی اراضی بنجر اور ناکارہ پڑی ہوئی ہے؟

(ز) بنجر اور ناکارہ اراضی کو کب تک محکمہ آباد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی اراضیات و محل وقوع درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اراضی مع محل وقوع	لاٹ نمبر	رقبہ تعدادی مرلے ۔کنال
1	i۔وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت نتھو شاہ شیرازی واقع موضع شیرازہ	01	100 - - 11
	II۔ایضاً۔	02	67 -- 04
	III ۔ایضاً۔	03	96-- 04
2	وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت نتھو شاہ شیرازی واقع موضع مہر شہانہ	1,2	513 - -07
3	I۔وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت نتھو شاہ شیرازی واقع موضع گڑھ فتح شاہ	1,2	179 - - 00
	ii۔وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت نتھو شاہ شیرازی واقع موضع تاند لیانوالہ	03	12 - - 03
4	I۔وقف اراضی چک نمبر452گ ب رحمے شاہ تاند لیانوالہ	01	106 - - 13
	II۔وقف اراضی چک نمبر452گ ب رحمے شاہ تاند لیانوالہ	02	55 - - 08

(ب) پی پی۔58 میں 1130 کنال 10 مرلے رقبہ زرعی ہے جبکہ 4 عدد یونٹس کرایہ داری پر ہیں۔

(ج) حلقہ پی پی۔58 میں واقع وقف اراضی سے سال 2011-12 میں مبلغ-/7,64,500 روپے جبکہ سال 2012-13 میں مبلغ-/10,66,000 روپے آمدن ہوئی ہے۔

(د) محکمہ یہ وقف اراضی صرف ایک سال کے لئے نیلام عام کرتا ہے۔

(ہ) اراضی مذکورہ کو نیلام کرنے کے لئے قومی اخبارات میں اشتہار نیلام کی اشاعت اور مقامی طور پر وسیع تر مشتری منادی کے بعد ڈسٹرکٹ منیجر اوقاف، زونل خطیب اوقاف، نمائندہ زونل دفتر اوقاف، نمائندہ صدر دفتر اوقاف اور نمائندہ ضلعی انتظامیہ کی نگرانی میں نیلام عام کی جاتی ہیں۔

(و) حلقہ پی پی۔58 میں کوئی وقف اراضی بنجر اور ناکارہ نہ ہے۔

(ز) حلقہ پی پی۔58 میں کوئی وقف اراضی بنجر اور ناکارہ نہ ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ایک اہم مسئلہ جو میرے سامنے لایا گیا ہے، پنجاب اسمبلی کے اندر یہ معاملہ جنوری 2007 کو اٹھایا گیا تھا، جنوری 2008 میں بھی اٹھایا گیا تھا پھر اس کے بعد جولائی 2008 میں بھی اٹھایا گیا تھا، پنجاب اسمبلی کے 31 ملازمین اور ان کے خاندان ہیں جن کے پاس 24 کوارٹرز گڑھی شاہو میں، 7 کوارٹرز پیپلز ہاؤس میں موجود ہیں۔ اب ان کو یہ نوٹس بھیج دیا گیا ہے کہ پندرہ دن کے اندر اپنے کوارٹرز خالی کر دیں۔ آخری دفعہ 2008 میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے

ایک کمیٹی بنائی گئی تھی، اس وقت رانا مشہود احمد خان صاحب اس کمیٹی کے سر براہ تھے، اس کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہاں پر اپار ٹمنٹس بنیں گے یا جو کچھ بھی وہاں پر بنایا جائے گا اس میں ان employees کو move کیا جائے گا اور اس کے بعد نئی جگہ بنائی جائے گی، ان اپار ٹمنٹس کو ٹھیک کر کے، ان کوار ٹروں کو ٹھیک کر کے ان ملازمین کو دوبارہ جگہ دی جائے گی۔ اس سلسلے میں جناب محسن لطیف جو اس وقت بھی ایم پی اے ہیں انہوں نے بلڈنگ کا نقشہ بھی بنوایا، اس پر ڈپٹی سپیکر صاحب جو اس وقت وزیر تعلیم ہیں وہ بھی تھے مگر اب تک اس کمیٹی کا کوئی فیصلہ سامنے نہیں آیا کہ ان کوار ٹروں کے ساتھ کیا کرنا ہے؟ میں آپ کو یہ بتادوں کہ اس وقت بھی نوٹس میرے ہاتھ میں ہے، ان کو اب نوٹس مل گیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں میری بھی ایک گزارش ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں اپنی بات ختم کرلوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پلیز! آپ اپنی بات ختم کرلیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب والا! ان کو یہ نوٹس مل گیا ہے کہ پندرہ دن کے اندر اندر یہ لوگ اپنے کوار ٹر خالی کریں جبکہ ان کو کوئی متبادل جگہ نہیں دی گئی۔ ان کے بچے وہاں کے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں لہذا آپ ان کے لئے کوئی arrangement کریں۔ یہ ہمارے اپنے اسمبلی کے employees ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں۔ یہ بات میرے بھی نوٹس میں ہے، وہاں پر جو کوار ٹرز ہیں ان کی حالت خراب ہے وہ اپنی عمر پوری کر چکے ہیں تو خدانخواستہ کسی وقت کوئی حادثہ رونما نہ ہو جائے۔ بہر حال ہم اس کا alternate دیکھ رہے ہیں اور یہ ساری بات میرے نوٹس میں ہے، وہ ہماری اسمبلی کے ہی ملازمین ہیں ہمیں ان کا حد سے زیادہ خیال ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کوئی بہتر راستہ نکالا جائے گا، آپ اس کی فکر نہ کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب والا! ان کو جو notices ملے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ فکر نہ کریں۔ اب ہم Call Attention Notices لیتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب والا! کل جب اسمبلی کا اجلاس ختم ہوا اور میں یہاں سے باہر نکلی تو ایک بڑا خوبصورت نظارہ اس حکومت کے دور میں دیکھنے کو ملا کہ ایک کالے رنگ کی گاڑی تھی اس پر سبز رنگ کی

نمبر پلیٹ بھی لگی ہوئی تھی،وہ آپ بھی سمجھتے ہیں ہم سب بھی سمجھتے ہیں کہ وہ گاڑی کن لوگوں کی ہوتی ہے۔اس گاڑی کا ڈرائیور بڑے شاہی انداز سے گاڑی کے آگے کھڑا ہوا تھا۔ٹریفک پولیس کے علاوہ کوئی صاحب بھی ان کو حکم نہیں دے سکتے تھے کیونکہ ان کے لئے تو یہ حکم ہی تھا کہ آپ راستہ چھوڑ دیں اور ٹریفک کو راستہ دیں۔ان کی من مانی اس حد تک تھی کہ کتنی دیر تک ٹریفک رُکی رہی اور کوئی اس کو منع کرنے والا بھی نہیں تھا۔ٹریفک والے اس کے آگے پیچھے ایسے پھر رہے تھے جیسے وہ اس کے نوکر ہیں۔یہ ایک ڈرائیور تھا،یہاں سے روّیوں کا پتا چلتا ہے کہ یہ ڈرائیور کا قصور نہیں ہے یہ جن صاحب کی گاڑی تھی ان کا قصور تھا۔Good governanceکا مظاہرہ جو ہم نے کل دیکھا ہے،یہاں پرequalityکی بات ہوتی ہے،اصولوں کی بات ہوتی ہے،میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کیسے اصول ہیں کہ سڑک پر آپ کی سائیڈ کی بھی عورتیں کھڑی ہوئی ہیں،requestکر رہی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!مجھے آپ بتائیں کہ گاڑی کا نمبر کیا تھا اور کن صاحب کی یہ گاڑی تھی۔۔۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب والا!اب نمبر نوٹ کرنے کے لئے تو ہم وہاں نہیں کھڑے ہوئے تھے،وہاں پر اُس وقت بے شمار لوگ تھے،میرے دوسرے بہن بھائی بھی کھڑے ہوئے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو اندازہ ہوگا۔کیا کسی آفیسر کی گاڑی تھی؟

محترمہ راحیلہ انور: Sir, you can also enquireکہ کیا ہوا تھا؟وہاں پر صرف میں تو نہیں تھی بلکہ بے شمار لوگ تھے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: میں اسے چیک کروالیتا ہوں اگر آپ کے نوٹس میں ہے تو مجھے آپ چیمبر میں آکر بتائیں میں اس کے خلافactionلوں گا۔پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر333 میاں محمود الرشید صاحب کی طرف سے ہے۔جی،میاں صاحب!

لاہور:راوی روڈ پر حافظ شمس الرحمٰن مذہبی رہنما کے قتل کی تفصیلات

333:قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:—

(الف) بحوالہ نیوز چینل سٹی 42 مورخہ 2013-12-06 کیا یہ درست ہے کہ راوی روڈ لاہور کے علاقہ میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے ایک مذہبی رہنما حافظ شمس الرحمٰن کو قتل کر دیا اور فرار ہو گئے؟

(ب) تفتیش کی تازہ ترین صورتحال سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ حافظ حسین احمد ولد حافظ سلامت اللہ قوم شیخ سکنہ قصر فاروق اعظم جیا موسیٰ شاہدرہ اس کیس کے مدعی ہیں۔انہوں نے اس واقعہ کی رپورٹ کی اور ان کی رپورٹ کے مطابق مولانا شمس الرحمٰن معاویہ بسواری کار ٹیوٹا کرولا جس کو ڈرائیور محمد عدنان چلا رہا تھا، برائے ادائیگی نماز جمعہ جامع مسجد محمدی کریم پارک گئے جہاں مولانا شمس الرحمٰن نے نماز جمعہ کی امامت و خطابت بعد نماز جمعہ ائرپورٹ کی طرف جانے کے لئے روانہ ہوئے، بتی چوک سے رنگ روڈ کی طرف داخل ہوئے ہی تھے کہ اچانک دو موٹر سائیکلوں پر سوار چار نامعلوم مسلح ملزمان نے گاڑی پر فائرنگ شروع کر دی، مولانا شمس الرحمٰن کی گردن کی پچھلی طرف اور دیگر حصوں پر فائر لگے جبکہ ڈرائیور محمد عدنان کو بازو اور کندھے پر پچھلی جانب فائر لگے۔ ملزمان فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے اور مولانا شمس الرحمٰن معاویہ موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔اس کا مقدمہ درج کرنے کے بعد تفتیش عمل میں لائی گئی ہے،اس علاقہ کی geo-fencing کروائی گئی ہے،اس کے علاوہ جو خول وہاں سے ملے تھے ان کا بھی فرانزک لیبارٹری کے ذریعے سے پتا چلایا گیا ہے۔اس سے کچھ نشاندہی ہوئی ہے اور یہ معاملہ still in progress ہے، کچھ چیزیں ایسی ہیں جنہیں فی الحال public کرنا شاید مناسب نہیں ہے۔اس تفتیش کو پورے professional انداز سے آگے بڑھایا جا رہا ہے اور اُمید ہے کہ ان target killers کو گرفتار کر لیا جائے گا اور ابتدائی تفتیش کے مطابق یہ فرقہ وارانہ target killing کا کیس معلوم ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 337 شیخ اعجاز احمد صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

فیصل آباد: 22لاکھ کی ڈکیتی کی تفصیلات

337: شیخ اعجاز احمد: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پانچ اور چھ دسمبر 2013 کی درمیانی شب میرے رہائشی علاقہ "رحمٰن گارڈن" ستیانہ روڈ فیصل آباد میں 10/8 ڈاکو مسلح آتشیں اسلحہ لے کر وہاں پر موجود سکیورٹی گارڈ کو باندھ کر شہزاد کاشف چیمہ کے گھر رات ڈیڑھ بجے داخل ہوئے اور اہلخانہ کو رسیوں سے جکڑ کر 22لاکھ روپے نقدی اور 52 تولہ طلائی زیورات لوٹ لئے؟

(ب) پولیس نے اس ضمن میں اب تک کیا کارروائی کی ہے اور کب تک ملزمان پکڑے جائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے، وقوعہ ہوا ہے اور اس کے اوپر مدعی شہزاد کاشف چیمہ ولد عبدالحمید قوم چیمہ سکنہ 113 رحمن گارڈن ستیانہ روڈ، فیصل آباد کی تحریری درخواست پر مقدمہ نمبر 1695 مورخہ 05-12-13 بجرم 395 تھانہ صدر فیصل آباد میں نامعلوم ملزمان کے خلاف رجسٹرڈ کیا ہے اور موقع پر جا کر تمام evidence کو collect کرنے کی کوشش کی گئی ہے luckily وہاں سے fingerprints مل گئے ہیں ان کی بنیاد پر further investigation کے عمل کو آگے بڑھایا جارہا ہے ان کی جو matching ہے اس کا process بھی کیا جارہا ہے۔ اس کے علاوہ ریکارڈ یافتگان کو بھی شناخت کے لئے مدعیوں کو دکھایا جارہا ہے۔ اس سلسلے میں ایک ایس پی کی سربراہی میں ایک investigation team بنائی گئی ہے اور سی پی او فیصل آباد خود ذاتی طور پر اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان ملزمان کو جلد گرفتار کر کے مقدمہ چالان عدالت کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آچکا ہے لہذا یہ توجہ دلاؤ نوٹس بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جنوبی پنجاب میں پٹرول پمپس کی ہڑتال سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اس معزز ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ویسے تو گیس پورے پنجاب میں بند ہے لیکن جنوبی پنجاب میں پچھلے پانچ روز سے پٹرول پمپس بھی بند ہیں وہ ہڑتال پر ہیں۔ انتہائی تشویش کا عالم ہے، سفر کرنے والوں کو بہت

problem ہے اور اس وقت پورے جنوبی پنجاب میں پٹرول پمپس بند ہیں۔ براہ مہربانی متعلقہ حکام کو حکم فرمایا جائے کہ وہ اس معاملے کو دیکھیں اور ہڑتال ختم کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے notice میں کچھ بات ہے اور میں صبح یہ دیکھ کر ہی آیا ہوں کہ حکومت اور پٹرول پمپس ایسوسی ایشن کے مذاکرات ہوئے ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں اس پر عرض کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ جنوبی پنجاب میں پٹرول پمپس نے ہڑتال کی ہوئی ہے۔ دراصل ہم کسی پٹرول پمپ کے خلاف کوئی action نہیں لے رہے بلکہ ہم ان کو تنبیہ کر رہے ہیں کہ وہ اپنے پیمانے درست کریں اور اوگرا نے جو ریٹس مقرر کئے ہیں ان کے مطابق پٹرول اور ڈیزل فروخت کریں۔ وہ extra charges لے رہے تھے اس لئے وزیراعلیٰ صاحب نے خصوصی طور پر لیبر ڈیپارٹمنٹ اور دیگر ڈیپارٹمنٹس کو instructions جاری کی ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری عوام کا خون چوسا جائے لہذا پیمانوں کو درست کیا جائے اور اوگرا کا ریٹ وصول کیا جائے۔ یہ ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو روپے extra وصول کر رہے تھے۔ پٹرول پمپ کا کمیشن 2.78 روپے برقرار ہے ان کو ان کا کرایہ بھی دیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنا منافع بڑھانے اور عوام کا خون چوسنے کے لئے ہڑتال کرتے ہیں۔ وہ جتنی مرضی ہڑتال کر لیں لیکن ہم قطعاً ان کو اس چیز کی اجازت نہیں دیں گے۔ وہ اپنے پیمانوں کو درست کریں اور مقرر کردہ ریٹ پر تیل فروخت کریں۔

SHEIKH ALA-UD-DIN: Mr Speaker! I am on point of order

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بزنس سیکٹر کے کسی بھی segment پر الزام لگا دینا بڑا آسان کام ہے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب! آپ بات کر رہے تھے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ بزنس سیکٹر کے کسی بھی segment پر الزام لگا دینا کہ وہ زیادہ charge کر رہے تھے یا یہ کر رہے تھے یہ بڑا آسان کام ہے۔ دس سال سے پٹرول پمپس کا کوئی کمیشن increase نہیں کیا گیا اور یہ صرف جنوبی پنجاب میں ہڑتال پر نہیں بلکہ پورے ملک میں ہڑتال پر ہیں۔ جب گورنمنٹ یہ کہتی ہے کہ آپ اس certain amount سے کم تنخواہ نہ دیں، سوشل سکیورٹی کے کارندے سینکڑوں کی تعداد میں EOBI کے کارندے، لیبر ڈیپارٹمنٹ کے کارندے چھتیس محکمے عام بزنس مین اور پٹرول پمپس کے ارد گرد پھرتے ہیں۔ اس وقت ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا، کتنا پٹرول short ہوتا ہے راستے میں کہاں جاتا ہے، کون کون سی کمپنیاں کیا کر رہی ہیں؟ وہاں ان کا کوئی بس نہیں ہے۔ پٹرول پمپس پر بس ہے کہ یہ زیادہ charge کر رہے ہیں یا یہ کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ بیٹھیں؟ مجھے بٹھائیں میں ثابت کر سکتا ہوں کہ پٹرول پمپس کو کتنے losses ہو رہے ہیں۔ اگر losses ہوتے جائیں گے، ہوتے جائیں گے تو کون سا business ہے جو survive کرے گا؟ اگر یہ ایوان گندم پر منافع لینے کو کہہ سکتا ہے کہ ٹھیک ہے اجازت ہے، ایک عام آدمی کی چیز ہے تو پوری دنیا میں پٹرول اور ڈیزل اور جتنا بھی بزنس ہے یہ prime business میں آتا ہے۔ دس سے پندرہ کروڑ روپے میں ایک پٹرول پمپ لگتا ہے، کیا ان پٹرول پمپس کے مالکان کو اتنا حق نہیں ہے کہ وہ اس میں سے اپنا کچھ رزق لے لیں۔ الزام لگانا تو بہت آسان کام ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم کسی کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کرنا چاہتے۔ میں اپنے معزز ممبر شیخ صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ ہماری پٹرولیم منسٹری نے اس سلسلے میں کمیٹی بنا دی ہے۔ وہ کمیٹی پٹرول پمپس ایسوسی ایشن کے ساتھ مذاکرات بھی کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! صبح ٹیلی ویژن پر چل رہا تھا کہ آپ نے جو کمیٹی بنائی ہے شاید اس کے مذاکرات کامیاب ہو گئے ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ہڑتال ختم ہو گئی ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ جناب محمد ثقلین انور سپرا صاحب کی تحریک استحقاق ہے یہ پڑھی جا چکی ہے۔

چوکی مکھیانہ تھانہ صدر جھنگ کے انچارج کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک استحقاق کو سپیشل کمیٹی نمبر 1 کے سپرد کیا جاتا ہے اور ایک مہینے کے اندر اندر اس کی رپورٹ پیش کی جائے۔

جناب محمد ثقلین انور سپرا: جناب سپیکر! شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ میاں محمود الرشید صاحب، میاں محمد اسلم اقبال صاحب ڈاکٹر مراد راس صاحب اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 738/13 ہے۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہن تن بندے کھڑے نیں۔ ڈاکٹر صاحب تے بہہ گئے نیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ تحاریک التوائے کار کا ٹائم announce کر چکے ہیں تو اس کا time out دے دیں۔ آپ کا اختیار ہے جس کو مرضی پوائنٹ آف آرڈر دیں یا پھر تحاریک التوائے کار لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 738/13 ہے یہ پیش ہو جائے اس کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔ جی، محترمہ!

محکمہ خزانہ پنجاب کا ملازمین کو اگلے سکیل میں ترقی اور سیکرٹریٹ الاؤنس دینے کے حوالے سے صوبائی محتسب کے فیصلے پر عملدرآمد نہ کرنا

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی ملازمین پنجاب نے اگلے سکیل میں ترقی اور سیکرٹریٹ الاؤنس کو شامل کرنے کے بارے میں صوبائی محتسب پنجاب کے پاس درخواست دائر کی ہوئی تھی جس پر صوبائی محتسب نے فیصلہ دے دیا کہ حکومت پنجاب صوبہ بھر کے تمام صوبائی ملازمین گریڈ 1تا15 کو اگلے سکیل میں ترقی اور سیکرٹریٹ الاؤنس کو شامل کرنے کے احکامات جاری کرے۔مذکورہ فیصلہ کی روشنی میں ملازمین کے ایک وفد نے چیف سیکرٹری سے ملاقات کی۔انہوں نے وفد کو یقین دہانی کروائی کہ صوبائی ملازمین کو صوبائی محتسب کے فیصلہ کے مطابق اگلے گریڈ میں ترقی اور سیکرٹریٹ الاؤنس شامل کرنے کے بارے میں مثبت سمری بھجوائی جائے گی اور جلد ہی احکامات بھی جاری کر دیئے جائیں گے۔اس سلسلہ میں محکمہ خزانہ اور سیکرٹری خزانہ کو بھی ہدایت جاری کر دی گئی تھی لیکن اب محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کئی ماہ گزرنے کے باوجود صوبائی محتسب کے فیصلہ پر عملدرآمد نہیں کروا رہی ہے۔اس طرح محکمہ خزانہ اور سیکرٹری خزانہ کی سرد مہری سے صوبائی ملازمین میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے۔صوبائی ملازمین نے حکومت پنجاب سے اپیل کی ہے کہ وہ صوبائی محتسب کے فیصلہ کی روشنی میں احکامات جاری کرکے اس پر عملدرآمد کو یقینی بنائے۔یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔شکریہ

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس ضمن میں گزارش ہے کہ Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 کے Rule-83(c) کے تحت صرف وہی تحریک التوائے کار admissible ہو سکتی ہے جس کا تعلق فوری نوعیت کے واقعہ سے ہو۔چونکہ موجودہ تحریک التوائے کار کا تعلق فوری نوعیت کے کسی واقعہ سے نہیں بلکہ ملازمین کے ایک مطالبہ سے ہے اس لئے میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو dispose of کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ کچھ اضافی مواد یہ ہے کہ چند صوبائی ملازمین نے صوبائی محتسب کے دفتر میں درخواست دی تھی کہ اعلیٰ عدلیہ کے ملازمین کے سکیلوں کے مطابق جونیئر کلرک، سینئر کلرک اور اسسٹنٹ کے سکیلوں کو بالترتیب گریڈ 11,13 اور 15 دیا جائے۔اس پر صوبائی محتسب نے جو فیصلہ کیا وہ میرے پاس ہے۔ محکمہ خزانہ نے سیکرٹری محتسب پنجاب کو Office of Ombudsman Act,1997 Punjab کے Section-11(2) کے تحت رپورٹ جمع کروادی ہے کہ اس فیصلہ پر عملدرآمد نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک سیکرٹریٹ کے allowances کا تعلق ہے تو اس پر بھی سیکرٹری محتسب پنجاب کو مذکورہ سیکشن کے تحت رپورٹ جمع کروادی گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس کے اوپر Rule-83(c) کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔اس کا جواب آ چکا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ Rule-83(c) کے تحت آپ اس کو disallow کر سکتے ہیں۔ یہ ایک نیا معاملہ شروع ہو گیا ہے کہ منسٹر صاحب اُٹھ کر کہہ دیتے ہیں کہ Rule 83(c) کے تحت یہ تحریک admissible نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ آپ کا prerogative ہے۔آپ اس کو disallow کریں۔ منسٹر صاحب کا یہ prerogative بالکل نہیں ہے۔آپ disallow کریں گے تو اس کو ایوان مانے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میرے notice میں یہ بات آ گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: دیکھیں، آپ کا سیکرٹریٹ اگر ایک چیز کو allow کرتا تو پھر You have the right to disallow it. منسٹر صاحب کا یہ کام نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، منسٹر صاحب نے Rule-83(c) کا حوالہ دینے کے ساتھ اس تحریک کا جواب بھی پڑھ دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: دیکھیں، یہ ایوان آپ کے اختیارات کا بھی Custodian ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔اگلی تحریک التوائے کار 739/13 سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ اور ڈاکٹر محمد افضل صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں چھوٹی سی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ شیخ علاؤالدین صاحب میرے بھائی ہیں، میرے لئے بڑے ہی قابل احترام ہیں اور ہمیشہ بڑی اہم نوعیت کے مسائل کو لاتے ہیں۔ میں بھی being a student of law چاہتا ہوں کہ آج اس مسئلے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حل کر لیا جائے کیونکہ ہمارے بھائی شیخ صاحب روزانہ غصے میں ہوتے ہیں۔ پتا نہیں کیوں؟ شاید میرے سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، اس کو بعد میں حل کر لیا جائے گا۔ منسٹر صاحب! اس مسئلے کو ہم آج ہی بیٹھ کر حل کر لیں گے۔ تحریک التوائے کار 739/13 سردار وقاص حسن موکل، چودھری عامر سلطان چیمہ اور ڈاکٹر محمد افضل صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ میرے خیال میں وہ موجود نہیں ہیں اس لئے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں کل بھی چاہ رہا تھا اور اس سے ایک دن پہلے بھی میں نے عرض کیا تھا کہ سوئی گیس کی بندش کا پنجاب کے اندر ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے لیکن ہمیں اس پر بات کرنے کا موقع نہیں مل رہا۔ میں نے آج بھی اس پر تحریک التوائے کار دی ہے۔ یہ پورے پنجاب کے لاکھوں لوگوں کا مسئلہ ہے۔ ہزاروں فیکٹریاں بند ہیں، سینکڑوں سی این جی سٹیشن بند ہیں اور لاکھوں لوگ بے روزگار ہو چکے ہیں۔ خُدا کے لئے میری اس تحریک التوائے کار کو out of turn take up کیا جائے اور اس پر بحث کی جائے۔ رانا ثناء اللہ خان بھی آ گئے ہیں۔ مجھے اس تحریک کو پڑھنے کی اجازت دی جائے کیونکہ یہ public interest کا معاملہ ہے۔ اگر ہم ایوان کے اندر پنجاب سے متعلقہ ایک انتہائی اہم معاملہ پر بات نہیں کر سکتے اور ہمیں technical چیزوں کی وجہ سے روکا جاتا ہے تو یہ مناسب بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس کے لئے اگر rules relax کرنے پڑتے ہیں یا آپ کو اپنے اختیارات استعمال کرنے پڑتے ہیں تو کریں۔ بے شک حکومتی بنچوں سے بھی پوچھ لیں۔ مجھے یہ تحریک التوائے کار پڑھنے دی جائے اور اس پر بات کرنے کے لئے ہمیں time fix کرنا چاہئے تاکہ اس انتہائی اہم معاملے پر پنجاب کے کروڑوں لوگوں کو پتا چلے کہ منتخب نمائندوں نے اُن کے حقوق کی بات کی ہے۔ اب اگر آپ اس پر بھی اجازت نہیں دیتے تو پھر یہ ہمارے mandate کی توہین ہو گی۔ ہم کس لئے یہاں پر بیٹھے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ معاملہ ہمارے متعلقہ ہی نہیں ہے تو پھر میں اس کی اجازت کس طرح دوں؟ آپ ذرا Rule-83(f) پڑھ لیں اور پھر اس کے بعد مجھے بتائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ پنجاب کے عوام سے متعلقہ معاملہ ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! خصوصی حالات میں rules کو relax کیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کل بھی یہاں پر rules کی بات کر رہے تھے۔ آپ مجھے rules کے حوالے سے بتا دیں کہ میں اس پر کیا کروں، وزیر قانون صاحب! آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر یہ بات طے ہو چکی ہے کہ کسی بھی تحریک التوائے کار کو out of turn لانا ہو گا تو تمام پارلیمانی لیڈر آپس میں بیٹھ کر اگر اس معاملے کی اہمیت کے پیش نظر متفق ہوں تو پھر اسے لایا جا سکتا ہے۔ اب قائد حزب اختلاف نے یہ notice for adjournment motion جمع کروایا ہے۔ اس کی کاپی مجھے ابھی ملی ہے اور میں نے اس کو پڑھا بھی نہیں ہے۔ قائد حزب اختلاف اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ اس کو out of turn take up کیا جائے۔ یہ تشریف رکھیں۔ میں اسے دیکھ لیتا ہوں اور پھر بیٹھ کر ان سے بات کر لیتے ہیں۔ اگر یہ اتنی ہی اہمیت کا حامل معاملہ ہے تو ٹھیک ہے اس کو out of turn take up کرنے کے لئے ہم آپ سے درخواست کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ مجھے اس کو پڑھنے دیں اس پر بحث بے شک کل کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، میں نے rules کے مطابق چلنا ہے۔ یہ وفاقی حکومت سے متعلقہ معاملہ ہے۔ پہلے آپ آپس میں مل بیٹھ کر کوئی بات طے کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ معاملہ تو وفاقی حکومت کا ہے لیکن اس سے متاثر پنجاب کے لوگ ہو رہے ہیں۔ مارا تو پنجاب جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ آپ وزیر قانون کے ساتھ بیٹھ کر پہلے کچھ طے کر لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف سے مل کر اس حوالے سے بات کر لیتا ہوں۔ دوسرا میں قائد حزب اختلاف سے on the floor of the House یہ درخواست بھی کروں گا کہ مہربانی کر کے وہ Standing Committees کے نام مجھے دے دیں کیونکہ یہ process بھی بہت late ہو چکا ہے۔ میں پچھلے تین دن سے قائد حزب اختلاف کو درخواست کر رہا ہوں لیکن ابھی تک مجھے نام نہیں ملے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پہلے ہماری ایک میٹنگ ہوئی ہے۔ کل ہم چاہ رہے تھے کہ بات ہو جائے لیکن رانا صاحب اجلاس کے بعد ایک منٹ نہیں رُکتے، نکل جاتے ہیں اور پھر تلاش کرنے کے باوجود نہیں ملتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اپنی تحریک التوائے کار کے حوالے سے آپ آپس میں مل کر اس کو طے کر لیں۔ اگر آپ متفقہ طور پر rules کو suspend کرنے کی تحریک لاتے ہیں تو پھر اس کو take up کر لیا جائے گا۔ آپ مل بیٹھ کر اس بارے میں جو بھی فیصلہ کریں وہ مجھے بتا دیجئے گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 741/13 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

چک نمبر 21/8-R تلمبہ تحصیل میاں چنوں کی رہائشی خاتون رضیہ کتے کے کاٹنے کی دوائی نہ ملنے سے جاں بحق

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ رضیہ نامی ایک خاتون جو چک نمبر 21/8-R تلمبہ رورل ہیلتھ سنٹر کے قریب کی رہائشی تھی کو ایک پاگل کتے نے کاٹ لیا جس پر اس کے لواحقین نزدیکی رورل ہیلتھ سنٹر تلمبہ لے گئے۔ ڈاکٹر نے اسے میاں چنوں تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال میں refer کر دیا کیونکہ رورل ہیلتھ سنٹر میں کوئی Anti Rabies Vaccine نہ تھی۔ بہر حال رضیہ اختر کے لواحقین اس کو میاں چنوں ٹی ایچ کیو لے کر گئے وہاں پر بھی کوئی vaccine نہ تھی جس پر وہ اسے نشتر ہسپتال ملتان لے گئے۔ مقام افسوس ہے کہ نشتر ہسپتال میں بھی رضیہ کو کوئی vaccine یا مطلوبہ دوائی نہ مل سکی اور اسے چند دن بعد آنے کا کہا گیا۔ لواحقین رضیہ اختر کو مجبوراً واپس گاؤں میں لے گئے جس پر رضیہ اختر نے لوگوں کو کاٹنا شروع کر دیا اور چودہ لوگوں کو جس میں اس کی بہنیں شکرانہ، سکینہ، منظوراں، نسیم اختر، بھتیجا محمد طاہر، سیف اللہ

کے علاوہ اس کی حقیقی والدہ رحمت بی بی، تین بھائی محمد شفیع، محمد صدیق، محمد رفیق اور تین پڑوسی بھی شامل تھے سب کو کاٹ کھایا اور پھر وفات پا گئی۔المیہ یہ ہے کہ شکرانہ بی بی میں بھی پاگل کتے کے کاٹنے کے symptomsظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ایک پورا خاندان ایک پورا چک اور اس کے تمام رہائشی کرب ناک زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔THQ,RHCsاور ضلع کے بڑے ہسپتالوں میں پاگل کتے یا سانپ کے کاٹے کے علاج کی ادویات اور vaccineکا نہ ملنا ان خاندانوں کے لئے جن کا خدانخواستہ اس تکلیف سے واسطہ پڑجائے، کی حالت زار کا اندازہ لگانا مشکل نہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر!آپ نے ابھی تک rulingنہیں دی کہ کیا وزیر متعلقہ یا وزیر قانون کے علاوہ کوئی اور منسٹر جواب دے سکتا ہے۔آپ کی rulingابھی تک pendingہے۔میں آپ کے حکم کے مطابق اپنے بھائی سندھو صاحب سے یہ جواب تو لے لوں گا لیکن جناب جو rulesمیں نے پڑھ کے سنائے تھے، میں وزیر متعلقہ کا ذکر ویسے ہی نہیں کرتا میں اس لئے یہ کہتا ہوں کہ وزیر متعلقہ کے علم میں آنے سے معاملہ کی سنجیدگی کو لیا جائے کہ اُس کے محکمہ کو پتا ہو کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔ریکارڈ پر موجود ہے کہ میں نے لاء منسٹر صاحب کے بارے میں یہ بات کہی تھی کہ بے شمار دفعہ خود لاء منسٹر نے کہا کہ اس تحریک التوائے کار کا جواب غلط ہے آپ اس کو pendingکریں تو میں اس کا صحیح جواب لے کر ایوان میں پیش کر دوں گا۔کسی بھی issueکو جب تک سنجیدگی سے نہیں لیا جائے گا تو عوام کا کیا فائدہ ہو گا؟میں نے خالی جواب نہیں لینا، میں نے یا کسی اور معزز ممبر نے اُس معاملہ کو حل کرنا ہے جو لوگوں کے اوپر عذاب بن کر پڑتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!میں نے اس سے پہلے بھی شیخ صاحب سے انتہائی ادب اور احترام کے ساتھ گزارش کی تھی اور ابھی چونکہ موقع آ گیا ہے۔شیخ صاحب اگر میری صرف ایک منٹ بات سُن لیں اُس کے بعد جو مرضی جواب دے دیں۔رولز میں کسی جگہ پر بھی یہ نہیں ہے کہ وزیر متعلقہ جواب دے گا۔

جناب سپیکر!دوسری بات noticeکے بارے میں ہے۔

Rule 81.Notice of a motion: The notice of a motion under Rule 80, explaining the matter proposed to be discussed, shall be given in writing, in triplicate, to the Secretary

not less than one hour before the commencement of the sitting in which the motion is proposed to be moved, and the Secretary shall thereupon bring the notice to the knowledge of the Speaker, the Minister for Law and Parliamentary Affairs and the Minister concerned.

لیکن ابھی چونکہ ruling pending ہے کہ وزیر متعلقہ کس طرح جواب دے گا۔اس میں ایک التجاء کی جاتی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔اسمبلی کی کارروائی جناب سپیکر ملتوی کرتے ہیں کیونکہ وہ اختیار آپ کے پاس ہے۔اُس کا Rule-85(3) ہے۔

85(3). If members not less than one-sixth of the total membership of the Assembly so rise, the Speaker shall announce that leave is granted and the motion shall be taken up for discussion in the same session for not more than two hours on such day, as soon as possible, within three days after the leave is granted, as the Speaker may fix.

Provided that the Speaker may of his own or on a motion made by a member extend the sitting of the Assembly on such day by two hours.

جناب سپیکر!میں دوبارہ انتہائی احترام کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ notice serve کرنے کے بارے میں ہے کہ وزیر متعلقہ کو overload کے ساتھ serve کر دیں۔ جو اُس کا next rule ہے اور Section-85(3) کا جو procedure, adjournment motion کے بارے میں ہے اُس بارے میں بڑا clear ہے کہ اگر آپ ملتوی کریں گے اور آپ ایوان کی opinion لیں گے اور جتنے ممبر درکار ہیں اگر آپ کو اس بات کی permission ہوتی ہے یا آپ اسمبلی کی کارروائی suspend کرتے ہیں تو پھر محرک کی بحث کا وقت 10 منٹ ہو گا اور پورے ایوان کے لئے بحث کا وقت 2 گھنٹے ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!میں اس معاملہ کو examine کر رہا ہوں اس پر ruling pending ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! منسٹر صاحب misinterpretation کر رہے ہیں۔ آپ پڑھی لکھی شخصیت ہیں آپ Rule-88 دیکھ لیں A Speech during the debate on a motion of adjournment... یہ جس کی بات کر رہے ہیں وہ تو جب آپ allow کریں گے تب کی بات ہے۔

88. Time limit for speeches. A speech during the debate on a motion for adjournment shall not exceed ten minutes in duration:

Provided that the mover and the Minister or Parliamentary Secretary concerned may speak for twenty minutes each.

یہ اس کو final کر رہا ہے جنہوں نے رولز بنائے وہ بیوقوف نہیں تھے وہ اس بات کو clear کر رہا ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! ایسا ہے کہ میرے خیال میں جب 60 کے قریب ممبران اگر اُس کی approval دیں اور بحث کی اجازت دی جائے تو اُس کے بعد وزیر متعلقہ یا پارلیمانی سیکرٹری اُس کا جواب دے سکتے ہیں۔ میں نے یہ بھی عرض کر دیا ہے کہ اس میں مجھے تھوڑا ٹائم دے دیں میں اس کو examine کر رہا ہوں تو میں انشاء اللہ اس میں آپ کو ruling دوں گا۔ منسٹر صاحب! آپ زیر غور تحریک التوائے کار کا جواب دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین کی تحریک التوائے کار نمبر۔741 کے ضمن میں جواب عرض ہے کہ:

1۔ رورل ہیلتھ سنٹر تلمبہ کے OPD ریکارڈ کے مطابق رضیہ بی بی دُختر ماسٹر رحم دین چک نمبر 21/8-R کتے کاٹنے کے علاج معالجہ کے لئے نہیں لائی گئی۔

2۔ وہ مورخہ 25۔ ستمبر 2013 کو اپنے گھر پر ہی وفات پا گئی۔

3۔ انچارج / سینئر میڈیکل آفیسر تلمبہ کے مطابق مذکورہ خاتون علاج معالجہ کے لئے ایمر جنسی میں لائی گئی نہ ہی OPD میں۔

سینئر میڈیکل آفیسر رورل ہیلتھ سنٹر تلمبہ کے مطابق ماہِ ستمبر میں مناسب مقدار میں ARV Vaccine اور Anti Rabbit Vaccine موجود تھی جبکہ رضیہ بی بی کے عزیز واقارب گئے اور اُن کو رورل ہیلتھ سنٹر تلمبہ میں vaccine پیش کر دی گئی۔ ٹی ایچ کیو ہسپتال ریکارڈ کے مطابق مریضہ کے والدین وہاں پر نہیں گئے جبکہ وہاں پر بھی مناسب مقدار میں ARV Vaccine موجود تھی۔ بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یقین کریں کہ یہ بہت بڑا بلڈوزر ہے جو یہ چلا رہے ہیں۔ میری تحریک التوائے کار ہے آپ put question کریں۔ اگر Treasury Benches میرا ساتھ نہیں بھی دیں گے کوئی بات نہیں کیونکہ میں آج اس مسئلہ کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ آپ put question کریں۔ آپ کی بات سر آنکھوں پر لیکن اب انہوں نے کہہ دیا تو آپ put question کریں۔ کوئی بات نہیں decline ہو جائے گا میں پھر بھی مان لوں گا لیکن میں ان کو جانے کے لئے آسانی سے راستہ نہیں دوں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس کو pending کر دیتے ہیں۔ ملک محمد احمد خان صاحب! میں نے اس پر ruling دے دی ہے آپ تشریف رکھیں اس پر مزید بات نہیں ہو گی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/742 ڈاکٹر محمد افضل، سردار وقاص حسن موکل اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ کوئی محرک بھی موجود نہیں ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/746 شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے، جی شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ کی اجازت سے اپنی تحریک پڑھنے سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ آج دونوں طرف سے معزز ممبران کے درمیان یہ جو raise question ہوا ہے اس میں شیخ علاؤالدین صاحب کا point یا ملک محمد احمد خان صاحب بات کرنا چاہ رہے ہیں تو اس پر میرا ابھی بڑا highly concern ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ اس بات کو پیچھے نہ لے کر جائیں۔ میں نے اس پر کہا ہے کہ میں examine کر رہا ہوں اور اس پر میں جلد آپ کو ruling دے دوں گا۔ آپ اپنی تحریک پر آ جائیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔ ایوان کا مزید ٹائم ضائع ہو رہا ہے کیونکہ آگے بہت business ہے اس لئے آپ مہربانی کر کے اپنی تحریک پر ہی آ جائیں اور اس کو پڑھ دیں۔ جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ تحصیل کمالیہ میں محکمہ کی ملی بھگت سے جنگلات کے رقبے میں مسلسل کمی

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" فیصل آباد مورخہ 5۔اکتوبر 2013 کی خبر کے مطابق فیصل آباد ڈویژن بالخصوص تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں وسیع رقبہ پر جنگلات غائب کر دیئے گئے۔ تفصیلات کے مطابق تحصیل کمالیہ میں محکمہ جنگلات کا تقریباً 11 ہزار ایکڑ رقبہ تھا جس پر جنگلات تھے لیکن افسران اور کرپٹ ملازمین کی ملی بھگت سے اب یہ رقبہ صرف دو ہزار ایکڑ رہ گیا ہے یعنی 9 ہزار ایکڑ رقبہ پر جنگلات کو غائب کر دیا گیا جبکہ کسی ملازم یا افسر پر بھی ذمہ داری عائد نہیں کی گئی اور ڈنگ ٹپاؤ پالیسی کے تحت ان کے خلاف محض انکوائری کا عمل جاری ہے۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ صرف کمالیہ کے 9 ہزار ایکڑ رقبہ پر پھیلے ہوئے جنگلات کو ہی غائب نہیں کیا گیا بلکہ ڈویژن بھر میں سڑکوں کے کنارے لگے ہوئے ہزاروں کی تعداد میں درختوں کو بھی کاٹا جا رہا ہے لیکن مقامی انتظامیہ جنگلات کو کاٹنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے سے گریزاں ہے جس پر نہ صرف محکمہ جنگلات کے ملازمین بلکہ ڈویژن بھر کے شہریوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار میں نے پڑھ کر سنا دی ہے۔ اب کیا ہی اچھی بات تھی کہ اگر وزیر جنگلات یہاں پر تشریف فرما ہوتے جن کا یہ محکمہ ہے اور وہ بذات خود اس کا جواب دیتے۔ ان کے علم میں یہ ساری ڈکیتی یا چوری کی وارداتیں جو وہاں پر جنگلات کے حوالے سے ہو رہی ہیں وہ آتیں، وہ اپنے محکمہ کے بندوں کو یہاں گیلری میں بٹھاتے اور پھر جو میرا یا ایوان کا concern تھا یہ اسی حوالے سے بات کا جواب دیتے۔ اگر concerned department یہاں پر موجود ہو تو پھر direct چیزیں ان کی طرف جائیں۔ ہم ایوان میں بڑی محنت کر کے جب اتنے اہم معاملات تحاریک کی صورت میں لے کر آتے ہیں جو اسمبلی بزنس کا حصہ بنتی ہیں تو ہم نے متعلقہ محکمہ کو باور کرانا ہوتا ہے کہ آپ کے محکمہ میں یہ باتیں ہو رہی ہیں اور یہ irregularities پائی جا رہی ہیں۔ اس پر ان کا concern آنا چاہیے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شیخ اعجاز احمد صاحب نے جو بات کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں جس طرح پہلے شیخ علاؤالدین صاحب کو بھی کہہ چکا ہوں تو جناب کو بھی میں یہی کہہ رہا ہوں اور اس کو examine کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ ایک دو دن میں اس پر میں ruling دوں گا۔ ابھی ان کا جواب لے لیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اسے pending کر دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ pending نہیں ہو سکتی۔ مجھے اس کا جواب دے لینے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اس کا جواب آیا ہوا ہے۔ اس کا جواب لے لینے دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! دونوں شیخ صاحبان۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دونوں نہیں، شیخ اعجاز احمد صاحب کی یہ تحریک التوائے کار ہے۔ آپ اس کا جواب دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): نہیں، میں شیخ علاؤالدین صاحب۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ صرف اس کا جواب دیں۔ آپ دونوں شیخ صاحبان کو مخاطب نہ کریں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے شیخ اعجاز صاحب سے یہ گزارش ہے کہ جب تحریک التوائے کار۔۔۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں mover ہوں۔ سندھو صاحب میرے بھائی ہیں انہیں جواب دینے کی اتنی جلدی نہیں ہونی چاہئے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس پر جواب ہی آنا ہے۔ بحث نہیں ہونی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا اس پر concern یہ ہے کہ کیا محکمہ جنگلات کا کوئی سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری یا کوئی متعلقہ آفیسر ایوان میں موجود ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ جواب توانہی کی طرف سے آیا ہوا ہے۔ سندھو صاحب اپنی طرف سے لکھ کر جواب نہیں دے رہے۔ یہ جواب ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے آیا ہوا ہے۔ بہر حال منسٹر زوالی بات پر میں انشاء اللہ ruling دوں گا۔ جی، سندھو صاحب! آپ جواب دیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! دونوں شیخ صاحبان senior parliamentarians ہیں، جب تحریک آتی ہے تو یہ اس ڈیپارٹمنٹ کو جاتی ہے اگر ڈیپارٹمنٹ کا جواب غلط آتا ہے تو پھر دونوں شیخ صاحبان کا حق بنتا ہے کہ یہ تحریک استحقاق دیں۔ یہ law کہتا ہے۔

جناب سپیکر! محترم شیخ اعجاز احمد صاحب کی تحریک کا جواب یہ ہے کہ تحصیل کمالیہ میں محکمہ جنگلات کے پاس plantation کا رقبہ 1945 میں آیا تھا کہ اس رقبہ پر جنگلات لگائے جائیں۔ اس کا کل رقبہ 10866 ایکڑ ہے۔ اس رقبہ پر جنگلات موجود تھے مگر مختلف ادوار میں مختلف وجوہات کی بناء پر جنگلات کے اس رقبہ پر درختان کم ہوئے یا پھر کٹائی ہو چکی ہے۔ اب اس موقع پر تقریباً اٹھائیس سو ایکڑ رقبہ پر سفیدہ اور شیشم کی فصل موجود ہے جس کی مناسب طریق سے دیکھ بھال کی جارہی ہے۔ اس سال کے دوران مزید رقبہ پر درخت لگائے جا رہے ہیں۔ سابقا سالوں میں اگر جنگل کا جو کوئی بھی نقصان ہوا ہے تو وزیر اعلیٰ پنجاب کی معائنہ ٹیم اس کی باقاعدہ انکوائری کر رہی ہے جو کہ تقریباً آخری مراحل میں ہے۔ نہروں اور سڑکوں کے کنارے بھی جو کچھ نقصان درختوں کا ہوا ہے اس بارے میں بھی باقاعدہ انکوائری وزیر اعلیٰ پنجاب کی معائنہ ٹیم کر رہی ہے۔ اب درختان کی ناجائز کٹائی پر عرصہ چھ ماہ سے تقریباً مکمل کنٹرول کر لیا گیا ہے۔ اس میں سابقا عرصہ کے دوران جو بھی ملازمین اور افسران ملوث رہے ہیں انہیں سخت سے سخت سزائیں بھی دی گئی ہیں 62 ملازمین کو نوکری سے برخاست کرنے کے ساتھ ساتھ نقصان کی recovery بھی کی گئی ہے اور بشمول دیگر سزائیں بھی دی گئی ہیں۔ جن لوگوں کو نوکری سے برخاست کیا گیا ہے ان کی جگہ پر جو لوگ کام کر رہے ہیں وہ جانفشانی سے دن رات کام کر رہے ہیں اور جو مافیا ہے جنہوں نے یہ درخت کاٹے ہیں ان کے خلاف بھی کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آ گیا ہے اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈا پر درج ذیل کارروائی ہے۔

چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب! کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! یہ ہمارے معزز ممبر ہیں اور سندھو صاحب دونوں کو کہہ رہے تھے کہ دونوں شیخ صاحبان لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ گفتگو change ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھلوں صاحب! میرے خیال میں آپ کو بھی سکون نہیں آتا۔ میں اپنے چیمبر میں بلالوں گا اور رائے لوں گا۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خرم شہزاد صاحب!

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! میں آپ کا تھوڑا سا ٹائم لوں گا کہ یہ بڑا sensitive مسئلہ ہے۔ ہمارے پاکستان میں کل ایکسپورٹ 63 فیصد ہے جس میں 50 فیصد حصہ ٹیکسٹائل کا ہے اور اس میں سے 50 فیصد فیصل آباد سے ہے۔ وہاں پر 10 تاریخ کو اڑھائی سو ملیں بند کر دی گئی ہیں جس سے چار لاکھ خاندان directly یا indirectly وابستہ ہیں وہ بے روزگار ہو گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کس لئے بند کر دی گئی ہیں؟

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! گیس کی بندش کی وجہ سے بند کر دی گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم اپوزیشن لیڈر یہاں پر موجود ہیں۔ انہوں نے ایک تحریک التوائے کار یہاں پر دی تھی۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! میرے شہر کا مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ میری عرض سن لیں، کیا آپ اس وقت یہاں موجود تھے؟

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! 2008 میں ہمیں فیصل آباد میں ایک سال میں 220 دن گیس دی گئی اور اس سال ہمیں 120 دن 27 فیصد کوٹے کے حساب سے گیس دی گئی۔ اس 27 فیصد کوٹے کے باوجود ہماری ملوں کو بند کر دیا گیا۔ وہاں پر چار لاکھ خاندان بے روزگار ہو گئے ہیں، ملیں اور فیکٹریاں downsizing کر رہی ہیں اور مہنگائی کا طوفان ہے۔ میرے بھائی جو حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اُن کو بھی فیصل آباد کے حوالے سے بخوبی علم ہے کہ اس وقت چار لاکھ خاندان بے روزگار ہو گئے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! مجھے کم از کم صرف ایک بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا اسی کے متعلقہ بات ہے؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! ان کی بات ختم ہو جائے تو ان کے بعد پھر آپ کو موقع دیتا ہوں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں بنیادی طور پر آپ سے جو بات کہنے جا رہا ہوں وہ یہ ہے کہ set of Rules جو آپ کو اور اس ایوان کو اجازت دیتے ہیں کہ پہلا بزنس Question Hour سے شروع ہو گا یعنی گورنمنٹ کی کارکردگی کو منسٹر بیان کرتا ہے اور ممبران سوال کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار کے متعلق شیخ صاحب کہہ رہے تھے کہ rule 84 کو آپ over look کر گئے ہیں یا اس بارے جو بھی rules کہتے ہیں۔ اگر میں پوائنٹ آف آرڈر لے رہا ہوں تو پہلے نمبر پر میرا پوائنٹ آف آرڈر rules of Procedure کے مطابق ہونا چاہئے۔ میں یہ نہیں کر سکتا کہ public importance کا جتنا مرضی اہم معاملہ ہو گا تو میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کے سامنے بات کروں گا تو rules آپ کے اوپر قدغن لگاتے ہیں کہ آپ اس پوائنٹ آف آرڈر کو out of order قرار دے کر مجھے بیٹھنے کے لئے کہہ دیں لیکن rules کو bypass نہیں کرنا چاہئے۔ سپیکر بھی Rules of Procedure کی creation ہے؟ آپ نے اگر ایوان کو open کرنا ہے تو تمام قواعد کو معطل کر کے ابھی بات کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں اور یہ اختیار آپ کے پاس ہے لیکن اگر آپ Rules of Procedure کے تابع چل رہے ہیں تو جناب خود بھی انہی rules کی creation ہیں لہذا آپ ان کو follow کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! میں انہی کو ہی follow کر رہا ہوں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری ذرا عرض تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بس اب آپ رہنے دیں۔ بات یہ ہے کہ میں انہی rules کو ہی follow کر رہا ہوں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار کے متعلقہ practice ہے۔ اب جو شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار تھی انہوں نے rule 84 آپ کے سامنے put کیا جس پر آپ نے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! میں نے اس کو rules کے مطابق pending کر دیا تھا۔ میں نے اس پر ابھی ruling دینی ہے کیونکہ میں اس کو examine کر رہا ہوں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

میں اس پر اپنی ruling دے چکا ہوں۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔ خرم شہزاد صاحب! آپ اپنی بات مکمل کریں۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! یہ ہمارے فیصل آباد کا بڑا ہی sensitive مسئلہ ہے جس پر میں discuss کرنا چاہتا ہوں کیونکہ چار لاکھ خاندان ہیں جو directly یا indirectly اس گیس کی بندش کی وجہ سے متاثر ہو رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ rules کے مطابق اس پر کوئی تحریک التوائے کار لے آئیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ اس پر تحریک التوائے کار لے آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: قابل احترام اپوزیشن لیڈر صاحب بھی اسی حوالے سے بات کر رہے تھے۔ یہ بات ہو چکی ہے اور لاء منسٹر صاحب نے بھی اس پر بات کی ہے لہذا آپ آپس میں بیٹھ کر decide کر لیں تو جو بھی فیصلہ ہوگا اس کے مطابق ایوان میں rules suspend کر کے اس کی اجازت دی جائے گی۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار جمال خان لغاری صاحب!

سردار محمد جمال خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے اور آپ بھی بخوبی اس امر سے واقف ہیں کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور میں کچھ مہینے پہلے ایک انتہائی شدت کا سیلاب آیا تھا جس سے تباہ کاریاں ہوئیں اس میں آپ کا جو ٹھوس اور مؤثر کردار تھا یہاں سب لوگ اس بات سے آگاہ ہیں۔ جس سیلاب نے راجن پور کو تباہ کیا اس حوالے سے ہمارے خادمِ اعلیٰ/وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے وعدہ کیا تھا کہ اُس وقت تک میں چین کی نیند نہیں سوؤں گا جب تک ایک ایک بندے کو compensation نہیں مل جاتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! راجن پور میں compensation مل چکی ہے جس پر مجھے فخر ہے لیکن کیا ہم کمی یا شُودر ہیں کیونکہ ڈیرہ غازی خان کے مواضعات کو وہ compensation نہیں ملی؟ زرعی اجناس میں لوگوں کو جو چھوٹ ملنی تھی وہ ہمیں نہیں مل رہی اور کہا گیا ہے کہ نہیں ملے گی۔ بتایا جائے کہ کیوں نہیں ملے گی؟ جب ڈیرہ غازی خان کے مواضعات کے مکانات گرے جن کی compensation مل چکی ہے تو زرعی اجناس کے اندر کیوں نہیں ملے گی؟ مہربانی کر کے آج آپ اس موقع پر ruling دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!آپ مجھے یہ بتائیں کہ ڈیرہ غازی خان میں جن کے گھر damage ہوئے تھے کیااُن کے پیسے انہیں مل چکے ہیں؟

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر!اس compensation کی تمام فہرستیں بھی مل گئی ہیں اور اس ضمن میں رقم بھی ڈی سی او ڈیرہ غازی خان کے اکاؤنٹ میں آ چکی ہے لیکن میں زرعی اجناس کے بارے عرض کر رہاہوں اور بار باراس بات کو باور کرا رہاہوں کہ زرعی اجناس کی رقم مختص نہیں کی گئی بلکہ ٹھوس بتادیا گیاہے کہ نہیں ملے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!چونکہ میرا بھی خود اس متاثرہ ضلع سے تعلق ہے تو جتنانقصان میرے خیال میں ہمارے راجن پور خصوصاًمیرے آبائی گاؤں کا ہوا ہے شاید کسی کا بھی نہ ہوا ہو۔ جس طرح آپ کو پتاہے کہ ہماری تاریخی عمارات جو آباؤاجداد سے تھیں وہ بھی سیلاب کی نذر ہو گئی تھیں۔ راجن پور میں شاید66کروڑروپے لوگوں کو دیئے گئے ہیں جن کے house damages ہوئے تھے۔ اس سیلاب میں راجن پور سب سے زیادہ effected تھا۔چیف منسٹر صاحب وہاں خود آئے تھے جنہوں نے 66کروڑ روپے لوگوں کو چار دن میں distribute کروائے تھے۔ میرے علم میں ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں یہاں سے پیسے ٹرانسفر ہو چکے ہیں جو لوگوں کو مل جائیں گے۔ جہاں تک زرعی اجناس میں کھاد یا بیج کا package ہے تو وہ میرے بھی علم میں ہے۔چونکہ ابھی تک process کیا جا رہا ہے جو میرے خیال میں almost مکمل ہو چکا ہے۔ مجھے یہاں پر یہ بات کہنی نہیں چاہئے لیکن چونکہ یہ میرے notice میں ہے تو انشاء اللہ مجھے یہ امید ہے کہ جلد ہی مل جائیں گے۔آپ یہ بھی confirm کریں کیونکہ راجن پور میں بھی کسی کو کھاد package نہیں دیا گیاہے۔ میں اُدھر سے تعلق رکھتا ہوں اس لئے وہاں کے لوگوں کو house damages کے پیسے ملے ہیں باقی زرعی اجناس میں کھاد اور بیج کا جو اعلان چیف منسٹر صاحب نے کیا تھا وہ ابھی تک نہیں ملا۔ اگر راجن پور میں شروع ہوتا ہے تو مجھے امید ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں effected لوگوں کو بھی دیا جائے گا۔ بہر حال سردار صاحب!آپ اجلاس کے بعد میرے چیمبر میں آ جائیں اس پر بیٹھ کر ہم انشاء اللہ تعالیٰ detail میں بات کر لیتے ہیں کیونکہ آپ اور ہم بھی متاثرہ ہیں۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!آپ نے کہاہے کہ باری باری آپ کو موقع دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے جو کھڑے ہیں میں نے اُن کو بات کرنے کی اجازت دی ہے جس طرح شہزادہ صاحب پہلے کھڑے ہوئے تھے۔آپ دونوں میں سے ایک بات کر لیں جو بھی کرنا چاہتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہاں پر بات کرنا ہم سب کا right ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ دونوں میں سے پہلے کون بات کرنا چاہتا ہے یہ decide کر لیں؟

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ایک مریض کرامت علی جسے جنرل ہسپتال میں لایا گیا اُس کو road accident کے ساتھ head injury ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جنرل ہسپتال کے نیورو سرجیکل وارڈ میں ventilator نہیں ہے اور صرف چھ beds ہیں۔ اب پورا پنجاب لاہور کی طرف دیکھتا ہے اور وہ مریض اس وقت زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے۔ میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب کو point out کروں گا کہ یہ ventilator ایک life saving machine ہے جو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کی سطح پر ہونی چاہئے۔ میں ایک سرجن اور practicing ڈاکٹر ہوں۔ ہم اُدھر head injury کے مریضوں کو ambu bag کے ساتھ ایمبولینس میں لاہور یا اسلام آباد shift کرتے ہیں لہذا براہِ مہربانی لاہور میں تو کم از کم یہ سہولیات ہونی چاہئیں۔ میری request ہے کہ یہ ventilator ایک life saving machine ہے جو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کی سطح پر بھی ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اسے ذرا note کریں، اس مریض کا نام بھی note کر لیں اور اسے check کریں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ابھی اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احسن ریاض فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے ایک privilege motion دی تھی جسے ایوان کی ایڈوائزری کمیٹی نے پاس کر دیا ہے۔ میں نے privilege motion اس لئے دی تھی کیونکہ Salaries, Allowances and Privileges of Members Act 1974 کے section 3(4) کے متعلق میرا privilege breach ہوا ہے اور آرٹیکل 7 کا بھی breach ہوا ہے۔ اس کو ایڈوائزری کمیٹی نے منظور کر لیا ہے لہذا آپ اس پر تھوڑی سی توجہ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں سپیکر صاحب کے آفس میں ہے۔یہ میرے notice میں نہیں ہے کیونکہ سپیکر صاحب اس کو examine کر رہے تھے۔ بہر حال اب آپ نے point out کیا ہے تو میں اور آپ بیٹھ کر اس پر بات کر لیتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! تین چار ہفتے سے میری یہ privilege motion وہاں پڑی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اجلاس کے بعد میرے پاس آ جائیں تو دیکھ لیتے ہیں کیونکہ سپیکر صاحب اس کو examine کر رہے تھے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کوئی examine نہیں ہو سکا۔یہ تو بڑی اہم چیز ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔آپ میرے پاس آ جائیں ہم اس کو آج ہی solve کرتے ہیں۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ 2013

(۔۔۔جاری)

MR ACTING SPEAKER: We, resume Clause by Clause consideration on the Punjab Transparency and Right to Information Bill, 2013. Consideration on the Bill up to Clause 5 was completed on 11th December 2013.

Now, we take up Clause 6.

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain

Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr. Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it?

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم اس amendment کو withdraw کرتے ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment has been withdrawn. Now, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar,

Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

یہ بھی واپس تو نہیں لینی؟

جناب محمد عارف عباسی: نہیں۔جناب سپیکر! وہ ہو گئی تھی actual جو ہم چاہ رہے تھے وہ اسی طرح آ گئی ہے۔

I move:

"That in Clause 7 of the Bill, after sub Clause (1), the following proviso be added:

Provided that in the absence of the designated information officer, the head of the public body shall make immediate alternate arrangements to perform the duties of the designated information officer."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 7 of the Bill, after sub Clause (1), the following proviso be added:

Provided that in the absence of the designated information officer, the head of the public body shall make immediate alternate arrangements to perform the duties of the designated information officer."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اسے oppose کیا گیا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! کہیں تو پیروں کو ملائے بغیر کوئی کام کر لیا کریں۔ہر کام پیروں کو ساتھ ملا کر کرنا ہی ضروری ہے؟(قہقہہ)

جناب سپیکر! بڑی سادہ سی بات ہے اور یہ عوام کے بہترین مفاد میں ہے کہ appointed officer اگر چھٹی پر چلا جائے، بیمار ہو جائے، نہ available ہو تو اس کی جگہ alternate اگر black & white اس شق میں دے دیں کہ کس criteria کا آفیسر لگے گا اور کون اس کی عدم موجودگی میں کام کرے گا اور اس کی عدم موجودگی میں آپ نے کوئی alternate بھی نہیں لگایا تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ متعلقہ ای ڈی او کی ذمہ داری ہونی چاہئے۔ اس چیز کو ensure کریں کہ انفارمیشن کمیشن کا آفیسر اگر ضلع میں available نہیں ہے تو ان کے جانے سے پہلے ان کی جگہ کس کو لگائیں گے اس لئے اس کے لئے criteria واضح ہونا چاہئے کہ کل یہ چلا جائے گا ویسے بھی آپ نے سرکاری آفیسر ہی لگانے ہیں اور ہونا بھی وہی ہے جو آپ لوگ چاہیں گے لیکن ہم عوام کے بہترین مفاد میں یہ چاہتے ہیں کہ ایک چیز ریکارڈ میں آئے اور ہم اپنی کوشش کر رہے ہیں کہ اس بل کو credible بنایا جائے۔ اگر عوام کو ان کا حق دے رہے ہیں تو وہ اس کی اصل روح کے مطابق عوام کو حق ملنا چاہئے صرف لفاظی نہ ہو اور بل کی حد تک محدود نہ رہے اس لئے ہم نے یہ ترمیم دی ہے کہ انفارمیشن آفیسر کی عدم موجودگی میں ایک تو alternate ہونا چاہئے کہ کون لگائے گا اور دوسری بات یہ ہے کہ کون لگے گا اور اس کا criteria کیا ہو گا یعنی اس کی impartially کس طرح ensure ہو گی کہ کیا وہ غیر جانبدار ہے، عوام کو وہ انفارمیشن دے گا اور وہ حکومت کے مفادات کا تحفظ کرنے کی بجائے عوام کے مفاد میں بہتر فیصلے کرے گا؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہماری ترمیم بڑی simple ہے اور سادہ سی بات ہے کہ جب ایک آدمی اپنی post پر نہیں ہو گا تو پھر next کون ہو گا؟ اس میں ہم یہ چاہ رہے ہیں، میرا مائیک بند کر دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میرا خیال ہے کہ یہ مائیک خراب ہے اور کھگہ صاحب کو بھی یہی مسئلہ ہوتا ہے کہ وہ اسی پر ٹھہرتے ہیں تو ان کا مائیک بند ہو جاتا ہے اس لئے آپ ساتھ والے مائیک پر آ جائیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! پورے پنجاب کی نمائندگی یہاں پر بیٹھی ہے اور یہ بہت ہی اہم اسمبلی ہے ماشاء اللہ۔ میرا خیال ہے کہ یہ تاریخی جگہ بنتی جا رہی ہے اور ہماری اسمبلی کافی بوڑھی ہوتی جا رہی ہے اس لئے مہربانی کر کے مائیک اور ساؤنڈ سسٹم کو تھوڑا سا مرمت کروالیں تاکہ جو جہاں بات کرنا چاہے at least وہ comfortably بول تو سکے۔ آگے بات سنی جائے، مانی جائے اور نہ سنی یا نہ مانی جائے وہ تو ایک علیحدہ chapter ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم! آپ کی آواز پورے ایوان میں گونج رہی ہے۔

جناب محمد سبطین خان: مہربانی جی۔ میری گزارش یہ تھی کہ who would be the next? یہ ایک بہت important question ہے کہ یہ چیزیں ہمیں پہلے determine اور settle کر لینی چاہئیں کہ جیسے in order ہوتا ہے کہ اگر یہ بندہ خدانخواستہ if that very concerned man اللہ نہ کرے if he expires خدانخواستہ کوئی اور mishap ہو جاتا ہے یا کوئی حادثہ ہو جاتا ہے تو ہم وہ temporary arrangements کیوں کر رہے ہیں؟ جب ہم ایک قانون بنا رہے ہیں اور اس میں ترامیم کی جا رہی ہیں تو ہمیں ایک set pattern دینا چاہئے تاکہ اس میں کوئی confusion نہ ہو۔ اس میں یہ ہو گا کہ lets suppose اگر یہ آدمی کسی وجہ سے جو چیئر مین ہے، کا کوئی upset ہو جاتا ہے تو کیا ہم وہاں پر لوکل گورنمنٹ کا بندہ لگا دیں گے، کیا وہاں حکومت پولیس کا آدمی لگا دے گی؟ دیکھیں پولیس کے تو پہلے ہی بڑے کام ہیں اور اب تو یہ نوبت آ گئی ہے کہ سبزیوں کی قیمتوں کو بھی پولیس کنٹرول کر رہی ہے اور عنقریب یہ ہو جائے گا کہ ان کے ہاتھ میں ڈینگی سپرے دے کر ان سے سپرے کروایا جائے گا۔ ایک چیز کی کوئی limit اور حد ہونی چاہئے۔ ہم چیزوں کو mingle up کیوں کر دیتے ہیں، ہماری اپنی چیزوں میں ایک clarity کیوں نہیں ہوتی، جب ہم ایک پیغام عوام کو دینا چاہتے ہیں تو ایک clear message کیوں نہیں دینا چاہتے؟ ہم جب جہاں confusion رکھتے ہیں تو I understand کہ وہ confusion ہمیشہ حکومت کے حق میں ہوتی ہے کہ حکومت اس confusion سے جو بھی ambiguity ہو یا confusion ہو، اپنی مرضی کا درمیان میں سے point نکالنا چاہے تو وہ نکال لیتی ہے لیکن کیا یہ عوام کے لئے فائدہ مند ہے؟ ہماری یہ گزارش ہے کہ ہماری ترمیم میں clarity پیدا کی جائے۔ مجھے پتا ہے کہ میرے دوست اب یہ کہیں گے کہ ہماری تو ہر چیز clear ہے اور اپوزیشن کی سمجھ میں clarity نہیں ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جب یہ بل آپ کے سامنے ہے اور جب اسی میں ہی ambiguity ہے تو چاہے اپوزیشن ہو یا حکومت ہو تو اس میں تو clarity نہیں آ سکتی۔ دیکھیں آپ نے کتنا prompt action لیا کہ یہ جو کل شیشے والی بات ہوئی تھی تو آج الحمدللہ شیشہ تبدیل ہو گیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، ابھی change نہیں ہوا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! change ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! ابھی وہ تبدیل نہیں ہوا کیونکہ سیشن چل رہا ہے اور اسے تبدیل کرنے میں کافی وقت لگنا ہے، جب سیشن ختم ہو گا تو یہ تبدیل کر دیا جائے گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! تبدیل ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں ہوا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: اگر تبدیل نہیں ہوا تو وہ ٹھیک ہو گیا ہے۔ (قہقہہ) یا اسے اتنے خوبصورت طریقے سے camouflage کیا گیا ہے کہ وہ دراڑ چھپ گئی ہے۔ یہ الفاظ کے گورکھ دھندے سے ہمیں نکلنا چاہئے۔ ہمیں چیزوں میں clarity پیدا کرنی چاہئے تاکہ ہم جو کہنا چاہ رہے ہیں we mean that thing اور پنجاب کو بھی یہی پیغام جائے لہذا confusion والا کردار ختم ہونا چاہئے اور میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں حکومت کو چاہئے کہ وہ اپنا clear point of view دے۔ بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بل کی Clause 7 میں جو یہ ترمیم چاہتے ہیں وہ اس طرح سے ہے کہ

> A Public Body shall within 60 days of the commencement of this Act designate and notify as many officers.
>
> یعنی یہ کوئی ایک آفیسر کی بات نہیں ہے بلکہ
>
> As many officers as Public Information Officers in all administrative units or offices under it as may be necessary.

یعنی جو بھی متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ہو گا، پبلک باڈی ہو گی وہ as many as officers designate کرے گی یا جتنے اس کے یونٹ ہوں گے، جتنے اس کے آفس ہوں گے یا جتنی ضرورت ہو گی۔ اب یہ اس میں کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ آفیسر کسی وجہ سے بیمار ہو جائے یا غیر حاضر ہو جائے تو اس باڈی کا head یہ کام کرے۔ یہ اس طرح سے نہیں ہوتا بلکہ وہاں ایک سے زیادہ آفیسر ز ہوں گے۔ اگر خدانخواستہ ان میں سے کوئی بیمار پڑ جائے، چھٹی لے لے یا اس کو کوئی problem پڑ جائے تو اس کا چارج اسی level کا آفیسر

جو کسی دوسرے یونٹ میں ہوگا اس کو دے دیا جائے گا اور اُتنے دن تک وہ آفیسر ایڈیشنل چارج لے کر کام کر سکے گا لہذا یہ ترمیم، جس طرح سے انہوں نے بات کی ہے کہ "میں یہ کہوں گا کہ ان کی سمجھ میں نہیں آیا" تو بات ایسی ہی ہے ورنہ اس میں کوئی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 7 of the Bill, after sub-Clause (1), the following proviso be added:

"Provided that in the absence of the designated information officer, the head of the public body shall make immediate alternate arrangements to perform the duties of the designated information officer."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: I move:

"That in Clause 13 of the Bill, in sub-clause (2), the commas and the words "for reason to be recorded," be inserted between the word "if" and the words "the Commission".

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 13 of the Bill, in sub-clause (2), the commas and the words "for reason to be recorded," be inserted between the word "if" and the words "the Commission".

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم جو amendment لا رہے ہیں مجھے نہیں پتا کہ منسٹر صاحب نے اس کو کیوں oppose کر دیا۔ اس کے پیرا۔I میں تھا کہ:

Public Information Officer may refuse an applicant for causes to information where disclose of the information shall or is likely to cause harm to.

نیچے اس کے reasons لکھی ہیں۔ جو پیرا۔2 ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

If the Commission determined that Public Interest.

جناب سپیکر! If کے بعد اگر اس کی reason آ جاتی کہ وہ کس وجہ سے نہیں دینا چاہ رہا ہے اگر وہ ریکارڈ ہو جائے تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ اگر کوئی آفیسر کسی وقت کسی بھی چیز کے لئے refuse کرتا ہے اور جو انہوں نے reasons دی ہیں یہ تو پورا ایک area cover ہو رہا ہے۔ اگر یہ کلاز اس میں نہیں ہے تو یہ depend کرتا ہے کہ Information Officer وہی معلومات دے گا جس کی حکومت نے اجازت دی ہو گی اور جس کی اجازت نہیں ہو گی تو وہ قطعی طور پر نہیں دے گا۔ یہ بالکل right of information کے بل کی روح کے خلاف ہے۔ یہ تو پھر صوابدیدی اختیارات ہی ہو گئے کہ وہ

reasonریکارڈ نہیں کرے گا اور ہم نے یہ کہا ہے کہ وہ reasonریکارڈ کرے۔ مجھے نہیں پتا کہ حکومت اس ترمیم کے ساتھ کیوں disagreeکر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس شق کو اگر پورا پڑھا جائے تو وہاں پر یہ لکھا ہے کہ جب کمیشن determineکرے گا تو how he will determine? جب وہ determineکرے گا تو وہاں پر reasonsاور decisionدے گا اس کی بنیاد پر ہی determineکرے گا اس لئے ان الفاظ کا اضافہ غیر ضروری ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 13 of the Bill, in sub Clause (2), the commas and the words "for reason to be recorded," be inserted between the word "if" and the words "the Commission".

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: I move:

"That in Clause 23 of the Bill, the following proviso be added at the end:

"Provided that a petition may be filed in the High Court challenging the plea of good faith."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 23 of the Bill, the following proviso be added at the end:

"Provided that a petition may be filed in the High Court challenging the plea of good faith."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!اس میں ہم نے simpleاتنا کہا ہے کہ اس clauseکو کسی بھی غلط اقدام کو identityکے نام پر بری ذمہ قرار دیا گیا ہے اور اقدام کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا ہے۔اب یہ سارا کچھ آپ نے سرکاری افسران کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ آپ کسی ہائیکورٹ میں بھی نہیں جاسکتے تو یہ کہاں کاانصاف ہے ؟اگرایک بندہ سمجھے کہ اس کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے اور کسی فیصلے کو بلکہ کسی انتظامی افسر کے فیصلے کواور ایساافسر جس کی غیر جانبداری بھی ensureنہیں ہے۔اگر اُس کے فیصلے کے خلاف آپ عدالت نہیں جاسکتے اور ہائیکورٹ بھی نہیں جاسکتے اس طرح توآپ ہائیکورٹ پر بھی قدغن لگارہے ہیں کہ وہ petitionنہیں سن سکتا،کیوں نہیں سن سکتا؟اگر پاکستان کاایک آزاد شہری یہ سمجھتا ہے کہ انتظامی افسر نے اُس کے خلاف غلط فیصلہ دیا ہے اور اُس کی حق تلفی کی ہے توآپ اس پر کس طرح پابندی لگارہے ہیں کہ ہائیکورٹ اس کی petitionنہیں سن سکتا؟یہ تو میں کہتا ہوں کہ آپ بنیادی حقوق کے بھی خلاف بات کررہے ہیں،آپ کو اعتبار ہی نہیں ہے،آپ کرنا ہی نہیں چاہ رہے آپright of informationکے نام پر یہ سارا ڈرامہ رچارہے ہیں اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے عوام کو information مل سکے ۔اتنی پابندیاں،اتنےrules and regulations، سب ہی انتظامیہ کے اپنے اختیار میں ہے تو پھر یہ ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟آپ یہ نہ کریں۔ ہائیکورٹ کوآپ کہہ رہے ہیں کہ آپ نہیں سن سکتے۔

ایک معزز ممبر:ان کو پانی پلائیں۔

جناب محمد عارف عباسی: ہم پانی پی کرآتے ہیں۔آپ لوگ اس کی فکر نہ کریں،آپ اپنی فکر کریں کہ آپ لوگ عوام کے ساتھ کر کیا رہے ہیں؟ہم جب عوام کی بات کرتے ہیں تواُس کامذاق اُڑایا جاتا ہے

MR ACTING SPEAKER: No cross talk.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ دس کروڑ عوام کے حق کی بات ہے اور آپ قدغن لگا رہے ہیں کہ ہائیکورٹ میں نہیں جا سکتے، کیوں نہیں جا سکتے؟ یہ amendment صرف ہم نے اس لئے دی ہے کہ عوام کے بنیادی حقوق کو ensure کیا جائے۔ آپ ویسے ہی کہہ دیں کہ کل سے کوئی کھانا ہی نہ کھائے۔ یہ حق ہے تو میری اس ایوان سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ خدا کے لئے حقوق چھیننے نہ دو، جو آئین نے حقوق دیئے ہیں وہ تو نہ چھینیں؟ مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ ایک انتظامی افسر کے فیصلے کے خلاف کوئی شہری عدالت نہیں جا سکتا۔ یہ ڈکٹیٹر شپ ہے یہ جمہوریت نہیں ہے اس طرح کے کارنامے جمہوریت میں نہیں چلا کرتے۔ جمہوریت میں عوام کے لئے قانون بنتے ہیں جس میں عوام کو ریلیف ملے اور جس میں عوام کو حقوق ملیں اس لئے میری گزارش ہے کہ اس amendment کو خدا کے لئے مان لیں، یہ عوام کے حق کی بات ہے، ہم نے اس میں حکومت کے خلاف کوئی بات نہیں کی اور ہم صرف اتنی بات کر رہے ہیں کہ عوام کو حق دیں۔ اُن کے خلاف جو نام نہاد Bill لا رہے ہیں، یہ جو کمیشن بنے گا وہ نام نہاد کمیشن ہوگا اور ہم اُس کے خلاف ہیں۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ یہ پابندی نہ لگائیں کہ عوام ہائیکورٹ نہ جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم لاء منسٹر سے پوچھتے ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے معزز بھائی نے جس طرح سے جذبات کا اظہار کیا ہے اور جس طرح سے انہوں نے اپنے جسم کو جنبش دی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ ان کے جذبات کی قدر کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ان کے جذبات کی قدر کرتا ہوں لیکن وہ جس طرح سے جھنجھنا رہے تھے مجھے خطرہ تھا کہ کہیں کوئی حادثہ نہ ہو جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ مجھے یہ بتائیں کہ اب ان کی ignorance یا قانون نہ جاننے کو کیا نام دُوں یعنی یہ قانون کے جس حصے پر بحث فرما رہے تھے یہ indemnity section 23 ہے۔

> No suit prosecution or other legal proceeding shall be against any person for anything which is done in good faith.

جناب سپیکر! یہ کم و بیش ہر law کا حصہ ہے۔ اگر ایک سرکاری ملازم نیک نیتی سے اُس قانون کے تحت کوئی کام کرتا ہے تو اُسے تحفظ حاصل ہو گا۔ اگر آپ نیک نیتی سے کئے جانے والے کام کو بھی تحفظ نہیں دیں گے تو پھر کوئی بھی آدمی اپنی ڈیوٹی کو صحیح perform نہیں کر سکتا۔ اب اُس سے یہ مطلب نکال رہے ہیں کہ ہائیکورٹ نہیں جا سکتا، یہ تو بڑی ڈکٹیٹر شپ ہے حالانکہ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ایک 199 article ہے اور جو چیز آئین میں درج ہو وہ نیچے کسی law میں درج کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آئین سپریم لاء ہے۔ آئین میں جو چیز درج ہے وہ subordinate legislation میں درج کی جا سکتی ہے اور نہ ہی subordinate legislation کے ذریعے اُس حق کو چھینا جا سکتا ہے۔ Under article 199 ہائیکورٹ کو یہ مکمل اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی حکومت کے اہلکار کے act پر cognizance لے سکتا ہے اور یہ وہی writ petition کا حق ہے جو بڑا popular بھی ہے اور اس کے تحت ہائیکورٹ کو all powers حاصل ہیں اس لئے میری بھائی سے یہ گزارش ہے کہ انہوں نے اس سے متعلق جن صاحب کو بھی amendment دینے اور تیاری کے لئے رکھا ہوا ہے۔ آج ذرا جا کر اس کے کان کھینچیں کہ وہ انہیں صحیح بات بتایا کریں یعنی ایک چیز جو آئین میں موجود ہے اور اُس کی یہ نفی فرما رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 23 of the Bill, the following proviso be added at the end:

"Provided that a petition may be filed in the High Court challenging the plea of good faith."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ 2013

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013 (Bill No.17 of 2013). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Mr. Speaker! I move:

> "That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR ACTING SPEAKER: Opposed.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!ایل ڈی اے سے متعلق جو ترامیم یہاں پر لائی جارہی ہیں۔لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی، لاہور کی ایک انتہائی اہم اتھارٹی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا بنیادی مقصد عوام کو facilitate کرنا تھا یہ کمرشل ادارہ نہیں تھا لیکن بد قسمتی سے

یہ کمرشل ادارہ بن چکا ہے۔ایک اتنا اہم ادارہ جس کے بارے میں ترامیم لائی جارہی ہیں لاہور شہر جو تقریباًڈیڑھ کروڑ کی آبادی کا شہر ہے۔(شوروغل)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):کیا ہی بہتر ہوتا کہ اس بل کو عوام کی مثبت تجاویز کے لئے مشتہر کیا جاتا، پچھلے تیس سال سے ایل ڈی اے کی ناقص کارکردگی کے بارے میں لوگوں کی جو شکایات ہیں یا لوگوں کی جو مثبت تجاویز ہیں ان کو invite کیا جاتا اس کے بعد اس ایوان کے اندر یہ ترامیم آتیں تو بہت بہتر ہوتا۔ایل ڈی اے جیسے میں نے شروع میں کہا کہ یہ مفاد عامہ کے لئے ایسا ادارہ تھا جو عام آدمیوں کو، عام شہریوں کو، شہر لاہور کے اندر جو آبادی کا بڑھتا ہوا دباؤ تھا اس کے پیش نظر ان کو رہائش کی سہولتیں فراہم کرتا تھا، ٹاؤن پلاننگ کرتا تھا یہ اس کا بنیادی مقصد تھا لیکن پچھلے تیس سال میں یہ ادارہ اپنے اس بنیادی مقصد سے بالکل غافل رہا اور یہ کمرشل ادارہ بن چکا ہے۔آج بھی اس ادارے کی کھربوں روپے کی properties ہیں، اربوں روپے کی hidden properties ہیں اور اس سے عوام کو کوئی ریلیف نہیں مل رہا ہے۔اس ملک میں، اس شہر میں بسنے والا کوئی مزدور، کوئی low paid person، کوئی سرکاری ملازم، کوئی عام آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ ایل ڈی اے کی کسی سکیم میں پلاٹ خرید سکتا ہے۔کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا، سوچ بھی نہیں سکتا اور میرا چیلنج ہے کہ آج شہر کے اندر پانچ مرلہ کے پلاٹس کی قیمت 20لاکھ، 30لاکھ، 40لاکھ روپے ہے۔یہ ادارہ کس لئے بنایا گیا تھا اور یہ ادارہ کر کیا رہا ہے؟ عوام تو بے چارے مارے مارے پھر رہے ہیں انہیں تو اس شہر لاہور میں سر چھپانے کی کوئی جگہ تک نہیں مل رہی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ purely ایک کمرشل ادارہ بن گیا ہے۔حکومت نے کسی کو bribe کرنا ہوتا ہے، یہ آج کی بات نہیں ہے جب سے یہ ادارہ بنا ہے یہ اس وقت کی بات ہے، یہ پرانی ہسٹری ہے۔1988میں دیکھ لیں، 1997، 1993، 1990، 1980میں دیکھ لیں کہ لوگوں کو politically bribe کرنے کے لئے پلاٹ الاٹ کئے جاتے ہیں اور پھر یہاں پر جو پبلک کمیونٹی کے پلاٹس ہیں، sites for public buildings ہیں، آج میرے ساتھ آئیے، شہر لاہور کی جتنی سکیمیں ایل ڈی اے نے develop کی ہیں آپ وہاں چلے جائیں وہاں پر درجنوں پلاٹس پچھلے تیس سال سے خالی پڑے ہیں اور جو پلاٹ انہوں نے الاٹ کئے وہ منظور نظر افراد کو bribe کرنے کے لئے دیئے۔وہ سکولوں کے پلاٹ تھے، ہسپتالوں کے پلاٹ تھے یا دیگر sites تھیں وہ اپنے منظور نظر لوگوں کو ریوڑیوں کی طرح بانٹی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! ایک بلاک، گارڈن ٹاؤن میں original master plan میں تیس کنال کا پلاٹ تھا، پندرہ کنال کے پلاٹ، کنال کنال کر کے ایم کیوایم کے ایم این ایز کو الاٹ کر دیئے گئے، 1990 میں جب پیپلز پارٹی کی بے نظیر بھٹو صاحبہ کے خلاف عدم اعتماد آنا تھا وہ تیس کنال کا پلاٹ تھا، اس تیس کنال کے پلاٹ کے کنال کنال تیس کے پلاٹ بنائے گئے۔ میں نے اُس وقت بھی ایوان میں آواز بلند کی کہ ہم Public Custodian ہیں یہ ہسپتال کی site ہے اس کی اس طرح سے تقسیم کار اور بندر بانٹ کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے۔ اسی اسمبلی کے floor پر اس وقت میں نے تحریک التوائے کار بھی دی اس کے بعد پھر انہوں نے یہ کیا کہ پندرہ کنال تو الاٹ کر دیا اور پندرہ کنال پر کہا کہ یہ ہسپتال کی site ہے آج بھی وہاں وہ site خالی پڑی ہے۔ علامہ اقبال ٹاؤن سکندر بلاک میں بیس کنال کا پلاٹ آج بھی خالی پڑا ہے۔ کمیونٹی سنٹر کے جتنے پلاٹ ہیں وہ خالی پڑے ہیں، اپنے مختلف افراد کو نوازنے کے لئے انہوں نے سکولوں کے پلاٹ استعمال کئے۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے دائرہ کار کو لاہور شہر سے وسیع کر کے پورے ڈویژن پر یہ ادارہ بنا دیا جائے اور اس میں لاہور ڈویژن کے بقیہ تین اضلاع بھی شامل کر لئے جائیں۔ دُہائی خدا کی، ہمارے دین کی تعلیمات یہ ہیں، نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے کہ 'ایک خاص حد تک جب آبادی سے شہر بڑے ہوں تو نئے شہر بسانے چاہئیں' یہ نہیں کرنا چاہئے کہ ایک شہر جو پہلے ایک کروڑ سے ڈیڑھ کروڑ کی آبادی پر مشتمل ہے اب اگر ایل ڈی اے قصور، ننکانہ اور شیخوپورہ کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہاں کے لوگوں کے ساتھ بھی زیادتی ہوگی اور ان کے حقوق غصب کرنے والی بات ہے کہ آپ ایل ڈی اے کی jurisdiction لاہور نکال کر پورے ڈویژن کے اوپر یہ ادارہ بنادیں تو یہ وہاں کے لوگوں کے ساتھ ظلم وزیادتی ہے اور یہ ان کی حق تلفی ہے، یہ کسی صورت میں بھی نہیں ہونا چاہئے۔ اگر یہ ترمیم اخبارات میں مشتہر کی جاتی تو یقین مانیے کہ اس پر ہزاروں اعتراضات آتے اور لوگ اس پر سراپا احتجاج ہوتے کہ ہم اپنے اضلاع کی زمینیں ایل ڈی اے کے کنٹرول میں نہیں دینا چاہتے اور پھر یہاں پر یہ کر دیا گیا کہ اس اتھارٹی کا چیئرمین وزیراعلیٰ ہوگا، وزیراعلیٰ صاحب تو پہلے ہی وزیراعلیٰ ہیں وہ by the virtue of Chair پورے صوبے کے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ آپ انہیں ایل ڈی اے کا چیئرمین کیوں بنانا چاہتے ہیں؟ ایل ڈی اے کا چیئرمین لاہور کے elected Mayor کو ہونا چاہئے، آئین یہ کہتا ہے کہ powers devolve کر کے آپ عوام کے منتخب کردہ لوگوں کو دیں۔ پھر یہاں پر ترمیم میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ کمشنر اس اتھارٹی کا ممبر ہوگا۔ ?Why Commissioner یہ کمشنروں سے، بیوروکریسی سے، ان سیکرٹریوں

سے ، اس Colonial mindset سے for God sake باہر آ جائیے۔اپنے elected لوگوں کو empower کیجئے، اپنے elected بلدیاتی اداروں کو، اپنے elected ممبران کو آپ اس کا ممبر کیوں نہیں بناتے ؟میں یہاں پر یہ بھی کہوں گا کہ اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے جو ایک، دو ممبر ہیں ان کو اس اتھارٹی کا ممبر ہونا چاہئے تاکہ اس کی کارکردگی کو بہتر کیا جا سکے اور میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر اس کی jurisdiction ہم دوسرے اضلاع تک بڑھاتے ہیں تو پچھلے دِنوں اس ایوان میں مہنگائی پر کافی بات ہوئی تو ان سارے اضلاع میں اگر ہاؤسنگ سکیمیں ہی بن جاتی ہیں تو اناج، سبزیاں اور خوردونوش کی دیگر اشیاء ناپید ہو جائیں گی اور اس ڈویژن کے اندر ایک شدید قسم کا بحران پیدا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایل ڈی اے کی جو already jurisdiction ہے وہ اس کے اندر رہ کر کام کرے۔اس ادارے کو commercial بنانے کی exercise کرنے کی بجائے، مفاد عامہ جو اس کا اصل مقصد تھا، اس کی طرف آئے اور عام آدمی کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کا بندوبست کرے۔اس کام سے ہی عہدہ برآ ہو جائے تو یہ بھی بہت بڑی بات ہو گی۔اب پورے ڈویژن کو اس میں شامل کر رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ پتا نہیں ان کے پیش نظر کیا مقاصد ہیں؟اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ ہماری ترامیم انتہائی اہم ہیں لہذا اس بل کو جلد بازی میں معزز ایوان میں پیش کر کے، منظور کروانے کی بجائے کو مشتہر کیا جائے تاکہ کروڑوں لوگ اس بات کو سمجھ سکیں کہ آئندہ ان کے عزائم کیا ہیں اور آئندہ یہ کیا کرنے جا رہے ہیں۔اس کے بعد اس بل کو ایوان میں لایا جائے اور اسے پاس کروایا جائے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ لاہور شہر پر بہت زیادہ pressure اور burden ہے، اتنے زیادہ مسائل ہیں کہ اسی کو focus کیا جائے۔اسی ڈسٹرکٹ پر مشتمل اتھارٹی ہونی چاہئے، دیگر اضلاع کو کسی صورت میں بھی شامل کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے ۔ مجھے امید ہے کہ treasury benches بھی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اس بل کو جلد بازی میں پاس نہ کیا جائے۔یہ ایک انتہائی اہم قانون سازی ہونے جا رہی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ پہلے اس بل کو مشتہر کیا جائے جو stakeholders ہیں، جو اس شہر لاہور کے عوام ہیں، جو ہمارا provincial headquarter ہے، جو انتہائی اہم شہر ہے یہاں سے لوگوں کی تجاویز لی جائیں۔اس وقت جو ایل ڈی اے کے ڈسے ہوئے لوگ ہیں، آج اگر ایل ڈی اے کا نام آتا ہے تو ایک عام آدمی جس نے بھول کر بھی ایل ڈی اے کی کسی سکیم میں پلاٹ لیا ہو تو وہ کانپ جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے دس پندرہ سال کے اندر ایل ڈی اے

کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے، لینڈ مافیا کی وجہ سے، کرپشن کی وجہ سے جگہ جگہ اب لوگ خوف کھاتے ہیں اور ایل ڈی اے کے اندر پلاٹ لینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔آج پرائیویٹ سیکٹر موجود ہے، واپڈا ٹاؤن، ڈیفنس، پی آئی اے اور دیگر جو پرائیویٹ سیکٹر کی ہاؤسنگ سکیمیں ہیں اس میں پلاٹ لینے کو ترجیح دیتے ہیں۔لوگوں کو پتا ہے کہ اگر ایک دفعہ ایل ڈی اے کے پاس چلے گئے تو فائل کو پاس کرواتے ہوئے اتنا پیسا خرچ ہو جائے گا۔یہاں پر تو لاکھوں کی تعداد میں ڈبل الاٹمنٹس ہیں، یہاں پر possession کے "رولے" ہیں اور file to file یعنی فائل کو جب تیزی سے "پہیے" نہ لگائے جائیں ایک سے دوسری جگہ move نہیں ہوتی۔ جس ادارے کا پہلے سے یہ حال ہو، جس ادارے کا record ہی خراب ہو، کرپشن میں نمبر ون پر آنے والا ہو، جو ادارہ اپنے اصل مقصد سے ہٹ چکا ہو، جو ادارہ ٹوٹل کمرشل بنیادوں پر ہو، جو ادارہ عوام کو facilitate کرنے کی بجائے غلط راستوں پر چلنے کے لئے راستے دکھاتا ہو، اس تیزی کے ساتھ اس میں ترامیم کر کے اس کے دائرہ کار کو پورے ڈویژن تک بڑھانا کسی طور پر بھی قرین انصاف نہ ہوگا۔ میری استدعا ہوگی کہ اس کو elicit کرنے کے لئے پہلے اخبارات میں بھیجا جائے اور پھر اس کے بعد ایوان کے اندر لایا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: شکریہ۔جناب سپیکر! لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ترمیمی بل 2013 جو آج اس معزز ایوان میں پیش کیا گیا ہے، اس حوالے سے کچھ گزارشات پہلی ترمیم کے حوالے سے کروں گا کہ اس بل کو public awareness کے لئے مشتہر کیا جائے تاکہ مفاد عامہ کے حوالے سے لوگوں کی جو رائے ہے وہ ہم تک پہنچ سکے اور بہتر انداز میں اس کی legislation کے عمل کو آگے بڑھایا جائے تاکہ عوام کی زندگیوں کے اندر ہم آسانیاں پیدا کر سکیں نہ کہ مشکلات پیدا کریں۔اس ادارے کے بارے میں آج اس ایوان میں جو بات ہو رہی ہے ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ اس بارے میں لوگوں کی perception کیا ہے؟ حکومت کے باقی ادارے بھی موجود ہیں، باقی محکمے بھی موجود ہیں لیکن اس محکمے کے بارے میں اگر ہم لوگوں کی perception لیتے ہیں تو کوئی شریف آدمی اس ادارے کے آگے سے گزرنا تک پسند نہیں کرتا۔آج بھی مختلف عدالتوں کے اندر، ایل ڈی اے کے اندر وہ لوگ خوار ہو رہے ہیں جنہوں نے کبھی یہاں پر پلاٹ لیا۔بے شمار مثالیں ایسی ہیں جن کو یہاں پر quote کیا جا سکتا ہے۔ میری اس بات سے اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے دوست یا حکومت میں بیٹھے ہوئے دوست کم از کم اختلاف نہیں کریں گے۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ پنجاب حکومت کا حق ہی نہیں بنتا کہ وہ اس طرح کے معاملات کے اندر اپنے آپ

کو الجھائے،اگر ہم تھوڑا سا پیچھے جائیں تو2002کے اندر ایل ڈی اے کا جو چیئر مین تھا وہ لوگوں کا elected، عوام کی نمائندگی کرنے والا میئر ہوتا تھا۔1975کے ایکٹ کے مطابق جب ایل ڈی اے معرض وجود میں آیا اس وقت سے لے کر 1998تک مختلف ادوار کے اندر چیف منسٹر صاحب اس ادارے کے Headرہے یعنی چیئر مین رہے۔اگر آپ اس کی تاریخ کو اٹھاکر دیکھیں تو شاید دو یا تین دفعہ چیف منسٹر صاحب نے اس کی میٹنگ کو Chairکیا ہوگا۔ باقی تمام چیزیں ایک سمری کی شکل میں moveہوا کرتی تھیں اور کبھی بھی زحمت نہیں کی گئی تھی کہ 1975سے لے کر 1998تک یہ ادارہ جو کہ لاہور کے اندر ہے اس کی چیئر مین شپ اگر چیف منسٹر صاحب کے پاس ہے تو اس کو presideبھی کر لیں، صرف اور صرف سمریوں کے ذریعے کام چلایا جاتا تھا۔اب ہم کرنے کیا جارہے ہیں؟آپ نے چند مہینے پہلے اسی ایوان میں لوکل گورنمنٹ بل منظور کیا اور اس بل کے اندر آپ نے کچھ اختیارات ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو دیئے۔آج وہی اختیارات آپ واپس لینے جارہے ہیں،اس بلدیاتی بل کے اندر ترمیم کئے بغیر واپس لینے جارہے ہیں۔میں اس کو پڑھ دیتا ہوں،میں اسی وجہ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کو اخبارات میں مشتہر کریں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ ان کی حکومت ان کے ساتھ کیا کرنے جارہی ہے؟ دو چہروں کے ساتھ آپ نے اس ایوان کے اندر قانون سازی کی ہے،پہلا چہرہ یہ ہے کہ آپ نے یہ لوکل باڈیز بل پاس کیا ہے،یہ بل کیا کہتا ہے اس کے functionsکیا کہتے ہیں،میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر!یہ بل کہتا ہے کہ اگر کسی جگہ پر Functions of Metropolitan and Municipal Corporations،یہ سارے ایوان کے لئے بات ہے کہ ہماری قانون سازی کے ساتھ کیا مذاق ہو رہا ہے۔ میرے پاس اس بل کا پورا pageموجود ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کیا کرے گی، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے مراد یہ ہے کہ وہاں کا میئر کیا کرے گا؟اس کے اندر لکھا ہے،اس میں مختلف چیزیں ہیں اور اس کی ایک لمبی چوڑی detailہے ، سہانے خواب جو کہ لوکل باڈیز الیکشن کے اندر آپ نے لوگوں کو دکھائے ہیں۔ میرے پاس اس کی بڑی لمبی چوڑی تفصیل ہے اور اگر میں اس کو یہاں پر پڑھوں تو ایوان کا وقت ضائع ہوگا۔ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کیا کرے گی، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے functionsکیا ہیں،metropolitanکا کام کیا ہے؟

جناب سپیکر!میں اس کے اندر سے صرف ایک آدھ حصہ پڑھ دیتا ہوں۔

Approve master plan, zoning, land use plan including classification and re-classification of land environment

control urban design urban renewal and ecological balances.

جناب سپیکر!یہ کون کرے گا؟ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کرے گی ۔ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے مراد میئر کرے گا۔اب میں آپ کے بل کی وہ شق پڑھتا ہوں جس کے اندر آپ نے یہ فرمایا ہے کہ یہ ایل ڈی اے کرے گا۔ایل ڈی اے کیا کرے گا؟ Chapter 1 کی amendment کے جز(q) میں لکھا ہوا ہے:

Master plan means the traditional method for presenting assets of land uses allocation and control measure in the form of map, graphical form and allocation and control measure.

جناب سپیکر!آپ نے چند ماہ پہلے اتنا بڑا پلندہ پاس کیا ہے۔جو functions ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کرے گی وہ ایل ڈی اے کرے گا۔کیا ایک صوبے کے اندر دو وزیر اعلیٰ ہوتے ہیں؟ جواب ہو گا نہیں۔ ہمارے قانون میں نہیں ہے۔ایل ڈی اے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے اختیارات سلب کرنے جا رہا ہے۔ آپ اوپر رولا ڈالتے ہیں کہ پرائیویٹائزیشن کریں ادارے نقصان میں جا رہے ہیں ہم ان کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے لیکن آپ یہاں پر ان کے حقوق سلب کرتے ہوئے سارا کچھ centralize کرنا چاہ رہے ہیں۔آپ کی تو de-centralization کی پالیسی ہی کہیں نظر نہیں آتی۔کیا آپ میں اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ اگر کسی شہر کا کوئی میئر آ جائے تو اسے یہ اختیارات دیئے جائیں اور وہ اپنے شہر کو خود سنبھالے۔پوری دنیا کے اندر جہاں بھی ترقی ہوئی ہے وہاں کا میئر یہ کام کرتا ہے؟

جناب سپیکر!میں ایک قدم اور آگے بڑھتا ہوں کہ ایل ڈی اے سونے کی ایک چڑیا ہے۔اس چڑیا کو اپنے پنجرے میں بند کرنے کے لئے ہر کوئی گھر سے نکل پڑا ہے۔میں آگے جا کر اس کی مثال دوں گا۔میں عوام کو اس وجہ سے بتانا چاہ رہا ہوں کہ یہ بل اخبار کے اندر دیں تاکہ عوام کو پتا چلے کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔لاہور کا ایک کلچر رہا ہے، ہم لاہور رئیے ہیں، یہاں کا ایک کلچر رہا ہے۔ایگریکلچر لینڈ ہوا کرتی تھی، ایل ڈی اے نے ایک fund generating ادارہ بن کر لاہور کی تمام زمینوں پر قبضہ کر کے عمارتیں کھڑی کر دی ہیں۔اس شہر کے پاس کوئی زرعی رقبہ نہیں رہ گیا سوائے وہ رقبہ جو حکمرانوں کا ہے۔اس کے علاوہ لاہور میں کوئی زرعی رقبہ نہیں رہ گیا۔یہاں پر صاف ہوا کے لئے ہمارے پاس کوئی buffer زون نہیں ہے کہ جہاں سے میرے ڈیڑھ کروڑ کی آبادی والے شہر کو صاف ہوا مل جائے۔

جہاں پر آپ کی پسند ناپسند ہوتی ہے آپ کہتے ہیں کہ یہاں پر بلڈنگ نہیں بنے گی، یہاں پر نقشے منظور نہیں ہوں گے، یہاں پر رجسٹریاں نہیں ہوں گی۔ ایک غریب کسان جس کی دو چار یا دس ایکڑ زمین ہوتی ہے آپ اس کی زمین ہتھیا لیتے ہیں۔ اس کے باپ دادا سے اس کی زمین ہے لیکن آپ زبردستی کرتے ہیں، آپ ایل ڈی اے کا سیکشن 4 اور 6 کا قانون لگا کر اس کی زمین چھینتے ہیں۔ اسے بے گھر بھی کرتے ہیں۔ اسے اپنی من مرضی کی قیمت دیتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ یہاں سے نکل جا۔ یہ کہاں کا اصول ہے؟ پھر آپ اسے عدالتوں کے چکر لگواتے ہیں۔ باپ نے کیس کیا ہوتا ہے اور پوتا جا کر کیس finalize کراتا ہے۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ آپ اس کا دائرہ کار بڑھا رہے ہیں ذرا پہلے اس پر تو بحث کر لیں کہ ایل ڈی اے نے لاہور میں ایسے کون سے کام کئے ہیں کہ ہمیں ضرورت پڑ گئی ہے کہ سانگلہ ہل تک کے ایریا کو بھی اس میں شامل کر لیں۔ لوگوں کی زمین acquire کئے چالیس سال ہو گئے ہیں لیکن ایل ڈی اے تو ابھی تک وہ اپنے نام نہیں کر سکا۔ پچھلے ہفتے ہائیکورٹ کے ایک معزز جج نے ڈنڈا دے کر سارا انتقال ایل ڈی اے کے نام کرایا۔ ابھی تک ایل ڈی اے کے اندر allocation اور exemptions کی فائلیں چل رہی ہیں، یہ تو حال ہے ایل ڈی اے کا اور آپ اس کا دائرہ کار قصور سے لے کر سانگلہ ہل تک بڑھانے چلے ہیں۔ ایل ڈی اے نے ایسا کون سا کارنامہ کر لیا ہے؟ شہر کے اندر جائیں تو پورا شہر تباہی کی طرف ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ ایل ڈی اے نے اپنے rules پر کہاں تک implement کیا ہے؟ ایل ڈی اے مافیا ہے، ایل ڈی اے کے ذریعے لوگوں کو bribe کیا جاتا ہے۔ آپ ایک چھوٹے سے سرکاری ملازم کے پیچھے پڑ کر اس کی جائیداد کے پیچھے پڑ کر اس کا سارا کچھ انٹی کرپشن سے چیک کراتے ہیں۔ جس نے آج تک ایل ڈی اے کے اندر نوکری کی ہے آپ اس کا ریکارڈ چیک کرائیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ وہ کتنے کروڑوں اور اربوں روپے کا مالک ہے۔ ایل ڈی اے پراپرٹی ڈیلر کا ایک دفتر ہے وہ صبح ایک منڈی کی طرح کھلتا ہے، وہاں پر پلاٹوں کے ریٹ لگتے ہیں اور وہاں پر لے دے ہوتی ہے۔ ایل ڈی اے کوئی اچھا ادارہ نہیں ہے۔ ایل ڈی اے ایسا کون سا کام کر بیٹھا ہے کہ آج میرے حکمرانوں کو یہ خیال آ گیا کہ ایل ڈی اے کے پر بڑھا دیئے جائیں۔ ایک اٹھارہ گریڈ کا آدمی ایل ڈی اے کو چلا رہا ہے جو کسی قانون میں نہیں ہے۔ اٹھارہ گریڈ کا آدمی بیس اور اکیس گریڈ کے آدمیوں کے تبادلے کر رہا ہے۔ آپ کے پاس کوئی افسر نہیں رہ گیا؟ سپلیمنٹری گرانٹیں بھری پڑی ہیں وزیر اعلیٰ صاحب کا دل چاہا تو چار کروڑ روپے اس کو انعام دے دو۔ یہ پبلک منی ہے ٹیکس منی ہے، اسمبلی سے پوچھیں۔ سپریم کورٹ کا بھی

فیصلہ ہے کہ discretionary grant کوئی grant نہیں ہوتی۔آپ جب تک عوام کو بتائیں گے نہیں کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کرنے جارہے ہیں تو وہ کہاں کھڑی ہو گی؟

جناب سپیکر!جوہر ٹاؤن، گلشن راوی، سبزہ زار، اقبال ٹاؤن ایل ڈی اے کی سکیمیں ہیں ان کے اندر جائیں اور دیکھیں کہ یہ کب بنی تھیں لیکن ابھی تک exemption کی فائلیں ٹھڈے کھا رہی ہیں۔کیا آپ نے settle کر لیا ہے، کیا آپ نے ان کالونیوں کے اندر سہولتیں دے دی ہیں، کیا وہاں سڑکوں کا نظام ٹھیک ہو گیا ہے، پینے کے پانی کا نظام ٹھیک کر دیا گیا ہے اور کیا ایل ڈی اے اتنا اچھا تھا کہ لوگوں نے اتنی favour کی ہے کہ ہم قصور شیخوپورہ اور ننکانہ کو شامل کریں گے یہ کیا اختیارات ہیں؟ آپ سسٹم بنائیں بندے مت بنائیں۔ہم نے دیکھ لیا ہے کہ گورنمنٹ کے بندے کسی کے نہیں ہوتے یہ اسی کے ہوتے ہیں جن کی گورنمنٹ ہوتی ہے۔گزارش ہے کہ آپ سسٹم بنائیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا ٹائم ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ لاہور میں ایک جوبلی سکیم بنی تھی۔کیا ایل ڈی اے نے اسے develop کر لیا ہے؟آٹھ سال ہو گئے ہیں غریب آدمیوں نے ادھر پلاٹ لئے ہوئے ہیں۔میری گزارش ہے کہ ان غریبوں کے حال کا بھی پتا کر لیں۔ان سے پوچھیں کہ اس سکیم کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ وہاں پر دو چار یا دس جگہوں پر litigation ہو گی، وہاں ہر سکیم کے اندر litigation ہے۔جوبلی سکیم develop کیوں نہیں کی گئی اس کے پس منظر میں جائیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ کیوں نہیں develop کی گئی۔وہ ایک بہت بڑی سازش ہے لینڈ مافیا کے ساتھ مل کر، پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے ساتھ مل کر ایک بہت بڑی سازش ہے۔وہاں اس وجہ سے development نہیں کی جارہی کہ وہاں پر جو پرائیویٹ کالونیاں بنی ہوئی ہیں ان کا بزنس چمکے۔اس کو بنے ہوئے آٹھ سال ہو گئے ہیں۔کسی نے کیا کیا ہے؟کچھ نہیں کیا، غریب آدمی نے چپ سادھ لی ہے وہ بول نہیں سکتا۔"کھندے نیں وتیچ دیو"اس سے دس کلومیٹر آگے جو پرائیویٹ کالونیاں ہیں اُن کو نوازا جارہا ہے۔صرف اسی بنیاد پر کہ پرائیویٹ سکیم والوں کا بھلا ہو جائے لیکن جوبلی ٹاؤن سکیم کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی۔اگر غریب آدمی نے جوبلی ٹاؤن سکیم کے اندر پلاٹ لے لیا ہے تو وہ ویسے کا ویسا ہی رہے۔

جناب سپیکر!پہلے ایک گرین ٹاؤن ہاؤسنگ سکیم بنی تھی، دوستوں کی نظر میں ہو گی۔یہ سکیم Canadian aid کے تحت بنی تھی۔1993 میں ایل ڈی اے نے اس کو بھی جلدی جلدی grab کر کے اپنے اندر ڈال لیا تھا اور اب آپ اس کا جا کر حال دیکھیں۔"ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا" گرین ٹاؤن سکیم

میں ایل ڈی اے نے کوئی سہولت فراہم نہیں کی۔ انہیں شوق تو بڑا ہے کہ ہمارے ہاتھ میں اختیارات آ جائیں لیکن کرتے کچھ نہیں۔ جب ہم پوچھتے ہیں کہ آپ نے جوبلی ٹاؤن سکیم میں ترقیاتی کام کیوں نہیں کئے ؟ تو کہتے ہیں کہ پیسے نہیں ہیں۔ "پلے نئیں دھیلا تے کر دی پھرے میلہ میلہ" ان کے پاس funds موجود نہیں، جوبلی ٹاؤن سکیم کو develop نہیں کر سکے جو کہ ہزاروں ایکڑ پر مشتمل ہے لیکن اب ایک نیا chapter کھولنے جا رہے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ جتنی بھی زرعی زمینیں ہیں وہ سب ختم کر دیں تا کہ لاہور کے شہریوں کے لئے فروٹ، سبزیاں اور صاف ہوا میسر نہ ہو سکے۔ یہ چاہتے ہیں کہ یہاں پر عمارتیں ہی عمارتیں بن جائیں اور پھر ہم انڈیا سے پھل، سبزیاں اور دوسری چیزیں منگوائیں کیونکہ ہم انڈیا کے ساتھ تعلقات ٹھیک کرنا چاہ رہے ہیں۔ خُدا کے لئے اپنے زرعی شہر کو ختم کر کے عمارتیں نہ بنائیں۔ اس شہر کے شہریوں نے کھانا بھی کھانا اور سانس بھی لینا ہے۔ ہم اپنی نسلوں کو تحفے میں کیا دے کر جا رہے ہیں ؟ ہم اپنی نسلوں کو تحفے میں ایل ڈی اے دے کر جا رہے ہیں۔ ایل ڈی اے کا مطلب ہے "کرپشن"۔ یہ ایک مافیا ہے جو کہ ہم اپنی نسل کو دے کر جا رہے ہیں۔ اس ایوان کے اندر قانون سازی کا فائدہ کیا ہے ؟ آپ نے District Government کا Bill بنایا جس میں بہت سی خامیاں ہیں۔ کیا ان کے افسروں نے اس موجودہ Bill کو پڑھا ہے ؟ انہیں تو اپنے اختیارات کی پڑی ہوئی ہے۔ ایل ڈی اے صرف ایک بندے کے ارد گرد گھومتا اور طواف کرتا ہے۔ پورا ایل ڈی اے جس کا اربوں روپے کا بجٹ ہے وہ ایک بندے کے گرد گھومتا ہے۔ ہمیں کوئی اور افسر ہی نہیں ملا۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہم "اگا دوڑ تے پچھا چوڑ" والا کام نہ کریں بلکہ ہم پیچھے بھی ٹھیک کر کے جائیں اور آگے بھی ٹھیک کریں۔

جناب سپیکر! میں ایک اور بہت ہی اہم نوعیت کے معاملے کو point out کرتا ہوں۔ یہ اسی Bill کے حوالے سے ہے۔ یہ میں ضرور بیان کروں گا تاکہ عوام کے علم میں آ سکے کہ کیا ہونے جا رہا ہے ؟ اس Bill کے اندر ایک ٹربیونل بنایا جا رہا ہے۔ پہلے ایل ڈی اے کے حوالے سے cases کے فیصلے ایک سینئر سول جج صاحب کرتے ہیں۔ Land Acquisition Act کے مطابق فیصلے کئے جاتے ہیں۔ اب آپ اس Bill میں دیئے گئے ٹربیونل کو پڑھیں۔ اس میں ایک سول جج صاحب ہوں گے اور اگر وہ انہیں پسند نہیں آتے تو یہ سات سال کا تجربہ رکھنے والے اپنی مرضی کے کسی بھی وکیل یا پھر کسی ریٹائرڈ جج کو لگا سکتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے حکومتی بنچوں تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ جس طرح پنجاب سروسز ٹربیونل میں چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کی مشاورت سے کوئی جج لگایا جاتا ہے۔ اس کی ایک سروس ہوتی ہے اور اس کو پتا ہوتا ہے کہ میں نے آئین اور قانون کے مطابق انصاف کرنا

ہے۔اگر آپ سات سال کی وکالت کا تجربہ رکھنے والے کسی اپنے سیاسی آدمی کو اس عہدے پر لگا دیتے ہیں تو وہ لوگوں کو کیا انصاف دے گا؟ وہاں پر اربوں اور کھربوں روپے کی جائیداد کے فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔کیا ہی اچھا ہو کہ حکومت چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کی مشاورت سے کوئی جج یہاں پر لگائے تاکہ غریب آدمی کی بات بھی سنی جائے اور انصاف پر مبنی فیصلے ہو سکیں۔آپ اس ٹربیونل کا سیکشن 7(a) پڑھیں۔اگر پسند کا فیصلہ آ گیا تو ٹھیک اور نہ آیا تو پھر سیکشن 7(a) اس پر apply ہوتا ہے۔اس میں کہا گیا ہے کہ:

25C.Tribunal. - (7) The Government may-

(a) Dissolve the tribunal with effect from such date as may be mentioned in the notification to be published in the official Gazette;

جناب سپیکر! جب دل چاہے تو اسے کہہ دیں کہ "چلو گھر"۔ میں کہتا ہوں کہ جس طرح ہم پنجاب سروس ٹربیونل کے کسی ممبر کو نامزد کرنا چاہتے ہیں تو چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کے ساتھ بیٹھ کر فیصلہ کرتے ہیں تو یہاں پر بھی یہی اصول اپنا لیں۔کوئی اچھا بندہ لگا دیں تاکہ کسی غریب آدمی کو remedy مل جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایک بہت ہی ضروری بات میں ایوان میں کرنا چاہ رہا ہوں۔ابھی یہ Bill اسمبلی میں بحث کے لئے پیش کیا گیا ہے جبکہ اس حوالے سے کام پہلے سے ہو رہا ہے یعنی جو کام ہونا ہے وہ پہلے سے شروع ہو چکا ہے۔وہ کیا ہونا ہے؟ اسے میں اب بیان کرنے لگا ہوں۔پراپرٹی ڈیلر مافیا already اس کے لئے اپنا کام شروع کر چکا ہے اور میں ایک فہرست آپ کی اجازت سے اس ایوان کے اندر پڑھ دیتا ہوں۔عوام کا شکار کرنے کے لئے already چھ کمپنیاں میدان میں نکل چکی ہیں۔وہ کمپنیاں لوگوں سے زمینیں خرید رہی ہیں اور ایل ڈی اے ان چھ کمپنیوں کے علاوہ کسی اور سے زمین نہیں خریدے گا۔وہ چھ کمپنیاں کون سی ہیں؟ وہ عام آدمی کی کمپنی کیوں نہیں ہو سکتی؟ اس میں معمار پاک اسٹیٹ ایجنسی، پیراگون، ملینیم، الفا اسٹیٹ اور اربن ڈویلپر شامل ہیں۔ان کے پیچھے بھی جا کر دیکھیں۔یہ Bill ابھی اسمبلی نے پاس کرنا ہے لیکن ان کمپنیوں نے زمینوں کی خریداری کا کام شروع کر دیا ہے۔انہیں license to kill دے دیا گیا ہے کہ جس کی مرضی زمین grab کر لیں۔گزارش یہ ہے کہ کن rules کے تحت ان کمپنیوں کو ایل ڈی اے کے اندر enlist کیا گیا ہے اور کہاں پر prequalification ہوئی؟ کل دو سو کے قریب کمپنیاں ہیں جبکہ ان میں سے صرف منظور نظر چھ کو چُنا گیا ہے۔میں کہتا ہوں

کہ لاہور کی عوام پر ظلم نہ کریں۔ بہت ہو گیا، بہت ہو گیا اب تھوڑا ہتھ ہولا رکھیں۔ ابھی پانچ سال پڑے ہوئے ہیں۔ خدانخواستہ میں بے جا تنقید نہیں کر رہا بلکہ میں تو اپنے تحفظات اور خدشات بیان کر رہا ہوں۔ معاشرے کے اندر لوگ جو باتیں کر رہے ہیں میں وہی آپ تک facts and figures کے ساتھ پہنچا رہا ہوں۔ میں اپنے پاس سے generate کر کے باتیں کر رہا ہوں اور نہ ہی میں نے کوئی اپنی سٹوری بنائی ہے۔

جناب سپیکر! اس اسمبلی نے Local Body Act پاس کیا اور اس کے تحت تمام اختیارات ضلع کے میئر کو دے دیئے گئے۔ اب آپ نے اس Bill کے تحت ایک نیا ایجنڈا بنا دیا، ایک شہر کے اندر دھکے کھانے کے لئے دو دفتر بنا دیئے، کوئی ادھر جائے گا اور کوئی اُدھر جائے گا۔ کسی کو کچھ سمجھ نہیں آنی اور اس طرح مسائل دن بدن بڑھتے جائیں گے۔ پچھلے دنوں اسمبلی نے ضمنی بجٹ پاس کیا۔ ایل ڈی اے کے ادارے کے اندر یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے اداروں کے اندر جو by laws ہیں جو rules اسمبلی نے پاس کئے ہیں کیا وہ موجود ہیں؟ موجود ہیں۔ کیا کیا آپ نے؟ آپ اس ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 338 پر دیکھیں کہ کیا لکھا ہوا ہے؟ 338 پر جو grants issue 28, 29, 30 & 33 کی گئی ہیں وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

Grant in aid to a company named Urban Sector Planning and Management Services Unit Private Limited.

اس کمپنی کو کتنے پیسے دیئے 10 کروڑ روپیہ۔ اس کمپنی نے کیا کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ اُس نے اتنی محنت سے کمپنی رجسٹرڈ کرائی ہے تو کوئی 10 کروڑ روپیہ لیا ہو گا، باقیوں کا بھی اُس نے بھلا کیا ہو گا۔ یہاں تو give and take ہے ناں، اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے۔ ایل ڈی اے موجود ہے، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس سٹاف موجود ہے، ہر چیز ہے۔ ایک Urban Development Company درمیان سے اُٹھی ہے اُسے 10 کروڑ روپیہ grant in دے دیا ہے، لو جی 10 کروڑ روپیہ لے لو۔ کوئی خوفِ خدا کھاؤ۔ یہ public money ہے یہ بتا سکتے ہیں کہ اس نے کیا کیا ہے۔ ایل ڈی اے اتنی نکمی تھی تو اس سے ایسا کروایا ہے۔ اگر ایل ڈی اے اتنی اچھی ہوتی تو 10 کروڑ روپیہ grant دیتے؟ میں یہ باتیں ہوا میں نہیں کر رہا ان کی کتابیں بولتی ہیں اور میں یہ چیزیں ان کی کتابوں سے نکال کر لایا ہوں۔ آپ ان کا حال دیکھ لیں اپنے کسی پیارے کو نوازنا ہو گا، بندے کو اپنوں پر زیادہ پیار آ ہی جاتا ہے، اپنے جو ہوئے اُن کو نوازنے کے لئے یہ کیا ہے، اسمبلی بُھگتے گی اور ہم پھر اپنے حلقوں میں جا کر بُھگتیں گے۔ آج صبح ایک

صحافی مجھ سے انٹرویو کر رہے تھے کہ لاہور شہر کے اندر پینے کے صاف پانی کی بڑی shortage ہے۔ آپ نے 10 کروڑ روپیہ اُٹھا کر ایک ادارے کو دے دیا ہے اور شہر کے اوپر شہر بناتے جا رہے ہیں۔ جیل روڈ، مال روڈ وغیرہ چار بڑی سڑکیں چھوڑ دیں باقی گلی محلوں میں جا کر دیکھیں آپ کو لاہور شہر کے حال کا پتا چل جائے گا۔ میں اپنی بحث کو اُس طرف نہیں لے کر جانا چاہتا۔

جناب سپیکر! اگر آپ کی نیت ٹھیک ہے بلدیاتی الیکشن ہونے ہیں، جو آپ کے پبلک نمائندے بنیں آپ اُنہیں empower کریں، اُن پر trust کریں۔ آپ ایک سرکاری بندے پر تو trust کرتے ہیں تو اپنے بندے پر بھی trust کریں یار۔ یہ سارے لوگ ووٹ لے کر آتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ بات کی تھی کہ پاکستان کے اندر ووٹ لینا اور لوگوں کے مسائل سُننا بہت مشکل ترین کام ہے۔ وکیل اور ڈاکٹر مشورہ دینے کے پیسے لیتا ہے جبکہ یہ سیاسی لوگ اپنے جذبات کو ضبط کر کے روزانہ اپنے دفتروں میں بیٹھ کر دو دو، تین تین، چار چار، پانچ پانچ سو بندوں کی بات سُنتے ہیں۔ ہم اپنے بندوں پر trust کرنے کو تیار نہیں ہیں جبکہ ہم اٹھارہویں گریڈ کے بندے پر trust کرنے کو تیار ہیں۔ ایسا ظلم نہ کریں یار۔ اپنے پبلک نمائندوں پر trust کر کے اُنہیں اختیارات دیں۔ چیف منسٹر کی یہ ٹیم ہے وہ ٹیم نہیں ہے۔ وہ اُس کی ٹیم ہے جس کی حکومت ہے۔ آپ ان پر trust کریں ان کا feed back لیں۔ ہم local bodies پر جو اتنا huge expense کرنے جا رہے ہیں۔ اُس پر اربوں کھربوں روپیہ لگ جانا ہے۔ آپ نے اُس کو دینا کیا ہے اُس سے سب کچھ تو لے لیا ہے۔ ایل ڈی اے سے اپنا لاہور شہر سنبھالا نہیں جا رہا، لاہور کی boundary، لاہور کی سکیمیں، لاہور کا ماسٹر پلان اور لاہور کی litigation سنبھالی نہیں جا رہی تو اب ایک نیا شوشا چھوڑ دیا گیا ہے۔ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے سانگلہ ہل تک جانا ہے اور ہم نے اس کے اندر قصور بھی ڈالنا ہے۔ اس پر غور کریں اور یہ ظلم نہ کریں۔ آپ فصلیں ختم کرتے جا رہے ہیں تو اس شہر کے لوگ اور اُس شہر کے لوگ کہاں سے کھائیں گے؟ اس وجہ سے آپ کہتے ہیں کہ انڈیا کے ساتھ ہمارے تعلقات اور تجارت ٹھیک ہو، اِدھر ساری عمارتیں بن جائیں اُن سے ہم لے کر کھائیں۔ کیا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے شہر کے اندر کچھ نہیں ہونا چاہئے، کوئی سبزہ نہیں ہونا چاہئے؟ ایل ڈی اے نے سکیمیں شروع کیں تو کتنی سکیموں کے اندر ایل ڈی اے نے اتنی plantation کی ہے، کوئی ہے رپورٹ؟ plantation کے حوالے سے zero کی رپورٹ ہے۔ چلیں، ہم مان لیتے ہیں کہ یہاں پر لاہور میں ایک ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی ہے اُس کے کوئی parameters ہیں اُس کی کوئی چلتی ہے۔ آپ ایل ڈی اے کی ایک سکیم بتا دیں جہاں ہم بڑی خوش دلی کے ساتھ پلاٹ لے کر رہنا پسند کریں، کوئی ایک سکیم بتا دیں؟

میں اپنے دوستوں سے کہہ کر یہ ساری amendments withdraw کرالوں گا کوئی ایک سکیم بتا دیں کہ وہ رہنے کے قابل ہے؟ ماسٹر پلان کے اندر جو چیزیں ہیں وہ آپ سے implement نہیں ہوتیں، آپ اُس کی طرف جاتے نہیں اور آپ نے ایک نیا پنڈورا باکس کھول کر عوام کو سہانے خواب دِکھا دیئے اور آپ نے لوگوں کی زرعی زمینیں خریدیں۔ آپ پابندی لگائیں کہ زرعی زمینوں پر ہاؤسنگ سکیمیں نہیں بننی چاہئیں۔ جس طرح آپ نے اپنی ذاتی زمین کے ارد گرد بلڈنگیں بننے کی اجازت نہیں دی۔ تھوڑا سا اُن کا بھی سوچیں وہ بھی اِدھر کے شہری ہیں۔ اگر آپ اپنی زمینوں کو protect کرنے کے لئے سارا کچھ کر رہے ہیں تو اُن کی زمینیں بھی بچائیں وہ بھی آپ کا فرض ہے۔ ہاں! آپ نے اگر اُن کی زرعی زمینیں لینی ہیں تو اپنی زمینوں کی بھی قربانی دے دیں کہ آؤ یہاں بھی ہاؤسنگ سکیم بناؤ۔ جس کے پاس دو چار ایکڑ زمین ہے اُس کسان کو اپنی اُس زمین سے کتنا پیار ہے۔ میں زمیندار کا بیٹا ہوں مجھے پتا ہے کہ زمیندار کو اپنی زمین سے بڑا پیار ہوتا ہے۔ اُس کا جینا مرنا اُسی زمین کے ساتھ ہوتا ہے وہ اللہ پر توقع رکھ کر اُسی زمین میں ہل چلا کر اپنی روزی کماتا ہے اور آپ وہاں پر رہائشی سکیمیں بنا رہے ہیں۔ کوئی پلان نہیں ہے اگر آپ نے کہیں رہائشی سکیمیں بنائی ہیں اور میں آپ کے توسط سے اپنے وزیر موصوف تک یہ بات پہنچانا چاہ رہا ہوں کہ اگر آپ نے وہاں پر تین مرلہ، پانچ مرلہ، دس مرلہ، حد ایک کنال کی کچھ سکیمیں بنائی ہیں تو اس پر پابندی لگائیں۔ اگر آپ نے کسی ادارے کو fund generating ادارہ بنا لیا تو پھر وہ funds ہی generate کرے گا۔ آپ فلاحی ادارہ بنائیں fund generating ادارہ نہ بنائیں۔ ایل ڈی اے کا قطعاً یہ کام نہیں ہے کہ وہ funds generate کرتا رہے۔۔۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! اُن کا حق ہے، اُن کو بات کرنے دیں۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہاں بار بار repetition ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ اُن کی amendment ہے یہ اُس پر بات کر رہے ہیں آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! معزز ممبر پوری تقریر کر رہے ہیں انہوں نے جو amendment دی ہے اُس پر بھی انہوں نے سیر حاصل بحث کر لی ہے یا پھر آپ ruling دے دیں کہ یہ اپنی amendment پر پوری تقریر کر سکتے ہیں۔

(اذانِ عصر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ ہمیں احساس ہے کہ ایوان کا وقت بڑا قیمتی ہے۔ ہم روزانہ کوشش کرتے ہیں کہ اسی طرح ایوان میں وقت پر آئیں جس طرح سکول، کالج اور یونیورسٹی میں جاتے تھے۔ حکومتی ممبران کا یہ حال ہے کہ روزانہ کی بنیاد پر پونے بارہ بجے اجلاس شروع ہوا۔ اس ایوان کے اندر جو چیزیں استعمال ہوتی ہیں اور جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ غریب عوام کے ٹیکسوں سے ہوتا ہے۔ اجلاس پونے دو گھنٹے دیر سے شروع ہوتا ہے تو عوام پیسے خرچ کر رہی ہوتی ہے، ہم اپنے پلّے سے نہیں دے رہے ہوتے بلکہ ہم لے رہے ہوتے ہیں۔ یہاں اتنی seriousness ہے کہ وارث کلو صاحب معزز ممبر ہیں، میرے بھائی ہیں اور میرے دوست ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!آپ بل پر آ جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! seriousness کا اندازہ لگالیں کہ یہاں کورم پورا کرنے کے لئے بیس بیس منٹ لگ جاتے ہیں، پانچ منٹ کی گھنٹیاں اور پندرہ منٹ میں گنتی مکمل نہیں ہوتی۔ ہم بات کو دوسری طرف نہ لے کر جائیں بلکہ اسی طرف رہیں جس طرح ہم چاہ رہے ہیں۔

جناب ابوحفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مولانا صاحب!

جناب ابوحفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر!جب اذان ہو تو نماز کا وقفہ کیا کریں۔ اس کے علاوہ اسمبلی کی مسجد نہیں ہے۔ مسجد بنانے کے لئے کئی سال پہلے چندہ بھی اکٹھا کیا گیا تھا لیکن ابھی تک اسمبلی میں مسجد نہیں بنائی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی بات کو آگے بڑھا دیتا ہوں اور مسجد کے حوالے سے میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ آج صبح میں نے، چنیوٹی صاحب اور ڈاکٹر وسیم اختر صاحب نے پہلے یہی کام کیا ہے۔ ہم نے مسجد کمیٹی کی میٹنگ کی ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد آپ تمام ممبران سے بھی اس حوالے سے گزارش کریں گے۔ اس کے علاوہ جنہوں نے نماز پڑھنی ہے وہ نماز پڑھ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!گزارش ہے کہ انہوں نے جو بات اٹھائی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جب اذان ہوتی ہے تو یہ اللہ کی طرف سے پکار ہوتی ہے کہ اب سب کام چھوڑ دو

حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح آؤاب نماز کی طرف، آؤاب فلاح کی طرف جبکہ یہاں تو سب کام چلتے رہتے ہیں اس لئے جماعت سے دس منٹ پہلے بیس منٹ کا وقفہ دیا جانا چاہئے تاکہ وضو کر کے نماز پڑھی جا سکے۔ اس سے کوئی قیامت نہیں ٹوٹے گی۔ یہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اسی سے بے برکتی ہوتی ہے۔ میری یہی درخواست ہے۔ آپ نے پرسوں بھی ماشاء اللہ وقفہ نماز کر دیا تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کورم بھی نہیں ٹوٹے گا اور سب بھائی بیٹھے رہیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جن صاحبان نے نماز پڑھنے کے لئے جانا ہے وہ نماز پڑھ لیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اپنی بات کو چند منٹ میں سمیٹوں گا۔ میں نے جس طرح پہلے عرض کی ہے کہ آپ نے جو لوکل گورنمنٹ ایکٹ پاس کیا ہے۔ آپ نے جو یہاں پر offences کے حوالے سے amendments دی ہیں کہ اگر کوئی crime ہوتا ہے یا چیزیں ہوتی ہیں تو اس حوالے سے بھی یہاں پر دیکھ لیں۔ اگر آپ لوکل گورنمنٹ ایکٹ کا وہ شیڈول پڑھیں جس کے تحت لوگوں کو سزا اور جرمانے کئے جاتے ہیں تو اس کی repetition آپ offences amendment کے حوالے سے ایل ڈی اے میں دے رہے ہیں۔ وہ same چیزیں اِدھر بھی ہیں اور اُدھر بھی ہیں۔ وہی master plan اِس میں ہے اور وہی اُس میں ہے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب قانون سازی ہوتی ہے تو میرا خیال ہے کہ تمام اداروں کی coordination آپس میں بہت ضروری ہے۔ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ، ایل ڈی اے، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ یا جتنے بھی stackholders ہیں ان تمام کو ایک جگہ پر بٹھائیں اور اچھی قانون سازی لے کر آئیں جسے ہم بھی proper طریقے سے سمجھ سکیں کہ ہمارے شہر یا صوبہ کے لئے بہت بہتری ہو رہی ہے۔ یہاں پر inverted commas کی change ہے اور ہم نے آگے پیچھے legislation کی ہے۔ ہم end of the day اخبار والوں کو کہیں گے کہ ہم نے یہاں پانچ سو قانون پاس کئے ہیں۔ یہ کچھ بھی نہیں کیونکہ قانون کتابوں کا حصہ رہ جاتا ہے۔ کتابیں وہاں پڑی ہوئی خراب ہو جاتی ہیں اور گرد آلود ہو جاتی ہیں۔ وہاں پر اپنی مرضی کے فیصلے مسلط کئے جاتے ہیں۔ ہم نے جس شہر کے اندر ٹماٹروں کی چیکنگ کے لئے DPO کو لگا دیا ہے تو وہ کیا نظام حکومت ہے؟ اب پولیس ڈینگی بھی مارے گی، پولیس ٹماٹر بھی چیک کرے گی۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں کہہ رہا ہوں کہ system develop کریں۔ اس کو کسی سسٹم کے تحت لے کر آئیں۔ یہ سونے کی چڑیا ہے اس کو رہنے دیں، آپ اپنی بوٹی کے لئے یہ بکرا نہیں

بلکہ ہاتھی ذبح کرنے لگے ہیں ایسانہ کریں اور مہربانی کریں۔ان زرعی زمینوں کو protection دیں، وہاں پر فصلیں اُگیں، لوگوں کو کھانے کو اناج ملے اور لوگوں کو صاف ستھری صحت والی چیزیں ملیں۔ ہم نے چھ پراپرٹی ڈیلر ڈھونڈ لئے ہیں ان کے ذریعے ہم نے عوام کے شکار شروع کر دیئے ہیں۔ میں اس پر یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ تمام چیزیں اخبار میں دیں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ آنے والے وقت میں ان کے ساتھ کیا ہونا ہے۔آپ سب کا بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،ڈاکٹر وسیم صاحب! ایل ڈی اے ہے بہاولپور کا BDA نہیں۔(قہقہہ)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے یہ احساس ہے کہ کافی تفصیل سے اس حوالے سے پوسٹمارٹم ہو چکا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پہلے ہی کافی disparity موجود ہے۔ ہم نے لوکل گورنمنٹ کا ویسے تو لوکل گورنمنٹ کہنا بھی بڑی زیادتی ہے اس کی تفصیل میں چلے جائیں تو اس میں گورنمنٹ نام کی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ ہم نے سروسز کا ایک قانون بنایا ہے۔اس کے بھی قواعد وضوابط اور ساری چیزیں ہیں سیکشن A–140 جس کے تحت لوکل گورنمنٹس یا ضلع کونسلیں بنی ہیں اس کی بالکل contravention ہے۔ ہم نے اسی میں ہیلتھ اتھارٹی اور ایجوکیشن اتھارٹی بنادی ہیں جو independent function کریں گی۔اس کے علاوہ لوکل گورنمنٹ کمیشن بنادیا جو ان سب کو لپیٹنے کے اختیارات رکھتا ہے اور بڑا hotchpotch سا معاملہ اس میں بنا ہوا ہے۔اب لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں نیا اضافہ اس حوالے سے کیا جارہا ہے۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جو حشر نشر اس ایل ڈی اے کے اندر موجود ہے اس کا چھوٹی چھوٹی مثالوں سے اندازہ ہو جاتا ہے۔ میں 93–1990 میں جب اس ایوان کا ممبر بنا تو میرا room mate کرنل ڈاکٹر راشد حسین تھا اس کا ایک پلاٹ ایل ڈی اے میں موجود تھا۔وہ پلاٹ مل ہی نہیں رہا تھا، اس نے کہا کہ آپ ایم پی اے بن گئے ہیں اب یہ پلاٹ مجھے تلاش کر کے دیں، تین سال گزر گئے ایل ڈی اے والوں نے ہاتھ نہیں پکڑایا، انہوں نے کہا کہ آپ کی یہ فائل ہی جعلی ہے۔اس کے بعد اسمبلی ٹوٹ گئی، ہم گھر کو چلے گئے میں جب دوبارہ 2002 میں منتخب ہوا تو پھر وہ آ گیا کہ اب کام کرائیں۔ وہ پانچ سال بھی گزر گئے اب اس نے دوبارہ مجھ سے رابطہ کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب میرا پلاٹ تو آپ مجھے دلوادیں۔ میں بار بار خود ذاتی طور پر گیا ہوں تو بڑی مشکل سے ایل ڈی اے مانا ہے کہ ہاں جی ان کا پلاٹ تھا لیکن مجھے انہوں نے کہا کہ سر! بات یہ ہے کہ اس پلاٹ پر کسی اور نے تعمیر کر لی ہے۔اب آپ ہم سے مک مکا کر لیں۔اب مک مکا کیسے کریں کیونکہ اب اس کا rate کدھر ہے؟ تو کہتے ہیں کہ اُس زمانے میں

جو rate تھا اس کے مطابق آپ کو ادائیگی کریں گے اور اگر وہ بنک میں رکھ لیں تو اس کے بعد جو سود بنتا ہے وہ ہم آپ کو دے دیتے ہیں۔ یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے جو میں عرض کر رہا ہوں۔ یہ بات اس حوالے سے پہلے آ گئی ہے کہ جو لوکل گورنمنٹ کا قانون پاس ہوا ہے اس میں بھی یہی چیزیں ہیں جو اس میں ہیں۔ اس میں اب جو duplication ہو گی اس سے avoid کرنے کے لئے میں وزیر قانون موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ یہ پورے لاہور ڈویژن کو اس کے دائرہ کار میں لا رہے ہیں۔ اس میں بہت ہی اچھا ہو گا کہ یہ لوگوں کو خراب نہ کریں۔ انتخابات میں لوگ پیسے خرچ کریں گے اور پوری دوڑ لگے گی اور دشمنیاں بھی آپس میں ہوں گی۔ اس سب سے یہ لاہور ڈویژن کو بچالیں اور لاہور ڈویژن کے لئے مسودہ قانون لے آئیں آپ کے پاس اکثریت ہے وزیر قانون صاحب نے نیچے دیکھتے دیکھتے اٹھنا ہے تو سب نے سمجھ جانا ہے کہ اب "Ayes" کہنا ہے اور وہ منظور ہو جانا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کیوں اتنی مشکل میں عوام کو ڈال رہے ہیں۔ آپ یہ ترمیم لے آئیں کہ جو ہم نے لوکل گورنمنٹ کا قانون بنایا ہے لاہور ڈویژن کو اس سے مستثنیٰ کر دیں۔ یہ اتھارٹی رکھ لیں یا وہ کر لیں۔ اگر یہ ایسا کر لیں گے تو میں باقی اپوزیشن کی بات تو نہیں کرتا لیکن ذاتی طور پر میں اس کی یقین دہانی کراتا ہوں۔ اگر وزیر قانون اس حوالے سے Bill لے آئیں گے کہ ہم یہاں پر لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنانا چاہتے ہیں جو بہت اچھی بات ہے، اب یہی رہے گی اور لاہور ڈویژن کے اندر بلدیاتی انتخابات نہیں ہوں گے تو میں ایوان کے اندر کھڑے ہو کر on oath کہتا ہوں کہ یہ Bill لے آئیں تو میں اس کی favour کروں گا۔ چاہے اپوزیشن اس کی مخالفت کرے لیکن میں yes کروں گا تاکہ duplication کا خاتمہ ہو۔ اس حوالے سے یہ کوئی اچھا sign نہیں ہے اور میں لمبی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ اب اس میں جو amendments آئی ہیں اُن کو پڑھنا چاہتا ہوں۔ اس میں amendment یہ ہے کہ:

"(5) A person, local body or Government agency shall not, within the area, prepare a planning or development scheme except with the concurrence of the Authority."

اور اس میں آگے لکھا ہے کہ:

(b) For subsection (6), the following shall be substituted:-

(6) In case of a private housing scheme, the Authority may grant approval subject to the following conditions:

(a) mortgage of twenty percent plots of the scheme with the Authority against development and clearance of all kinds of default under applicable laws, rules and regulations;

یعنی پچیس فیصد پلاٹ اتھارٹی کے حوالے کر دیتے ہیں۔اب اتھارٹی اس کی کیسے بندر بانٹ کرے وہ اس کا subject ہے۔اب آگے اسی کے subsection 9 کے اندر disparity دیکھیں کہ:

(9) The development of an approved scheme shall be completed within the period given hereunder:

یعنی پچیس فیصد پلاٹ development کے قاعدے اور قانون میں جو کچھ بھی ہونا ہے وہ ہونا ہے۔ آپ قاعدے قانون کی کیا بات کرتے ہیں بلکہ میں نے ایسے بے شمار آرڈر دیکھے ہیں کیونکہ میں تیسری دفعہ ایوان میں آیا ہوں اور وزرائے اعلیٰ کو دیکھا ہے۔کسی کو نوازنا ہوتا ہے تو چیف منسٹر کے پاس بے بہا اختیارات ہیں اُس نے simply لکھنا ہے کہ:

Approved in relaxation of all rules and regulations

جناب سپیکر!اس کے بعد پھر کوئی قاعدہ قانون دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔اب اس میں جو default under applicable laws, rules and regulations لکھا گیا ہے اس کو ٹھیک کرنا ہے تو اس کے لئے صرف ایک فقرہ لکھنا ہے کہ approved in relaxation of all rules and regulations پھر کوئی وکیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کسی افسر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے یا کسی ماہر قانون کو بیچ میں engage کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اگر یہ فقرہ لکھ دیں تو پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔یعنی ایک فقرے کے against پچیس فیصد پلاٹ اتھارٹی کے پاس ہیں چاہے اُس کی mutation کروائی ہے یا mortgage کروائی ہے۔اس کے باوجود ڈویلپمنٹ اس نے خود کرنی ہے کیونکہ یہاں لکھا گیا ہے کہ:

(a) two years, in case of sub-division or an area up to 100 kanals.

یعنی دو سال میں اس کو مکمل کرنا ہے۔اگر وہ نہیں کرے گا تو پھر اس کے ساتھ جو معاملہ ہونا ہے وہ علیحدہ ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں ایوان میں بیٹھے میرے بھائیوں نے detail میں study نہیں کیا کیونکہ اس کی وجہ اسمبلی کا یہ ہمارا سارا سسٹم ہے۔ ہم آپس میں جب بیٹھتے ہیں تو یہ ساری باتیں ہوتی ہیں۔ کل ہم لابی میں بیٹھے تھے تو اس side سے ہمارے ایک بھائی آئے تو یہ بات discuss ہو رہی تھی کہ یہاں پر بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اسمبلی نے صرف ایک کام چیف منسٹر کو منتخب کرنا ہوتا ہے، اس کے بعد بجٹ ہوتا ہے اور اس بجٹ میں کتنا کس کا حصہ ہوتا ہے یہ بھی مجھے اور آپ کو معلوم ہے۔ یہ ساری بحث ہو رہی ہے اس کا کوئی فائدہ تو نہیں ہونا کیونکہ وہ اپنے گلے چیخ پھاڑ کے چلے گئے ہیں اور میں بھی باتیں کر رہا ہوں لیکن ان کا فائدہ کچھ نہیں ہونا۔ جو کچھ بھی ہونا ہے اس ہاتھ نے کرنا ہے اور سب کچھ ہو جانا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ان ممبران نے اس Bill کو پڑھا نہیں ہے۔ جو باتیں میں نے یا میرے دوسرے بھائیوں نے پیش کی ہیں یہ محض point scoring کے لئے نہیں ہیں بلکہ بڑی دردمندی سے کی ہیں کہ اس پر غور و فکر کر لیں۔ یہ دوبارہ اس Bill کو review کر لیں اور میں نے جو disparity کی بات کی ہے اس کو دیکھیں تو میرے خیال میں بہتری ہو جائے گی۔ یہ بڑے بڑے شہر بسانے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے اس حوالے سے علامہ اقبال جب یورپ کے دورے پر اٹلی گئے تو Mussolini سے ان کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ذکر کیا کہ ہمارے اللہ کے نبیؐ نے یہ version دیا تھا کہ بستیاں اور شہر چھوٹے رکھو تاکہ آپ اس کو کنٹرول کر سکو اور لوگوں کو facilities دے سکو۔ اس کے اوپر وہ اُچھل پڑا اور بار بار پوچھا کہ یہ آپ کے نبیؐ نے چودہ سو سال پہلے کہا تھا تو انہوں نے کہا کہ ہاں پہلے کہا تھا۔ اس بات پر وہ بڑا حیران ہوا کہ اس شخصیت کا اس حوالے سے کتنا vision تھا۔ اب یہ پورے لاہور ڈویژن کو اس میں شامل کر کے ایک عجیب سا سلسلہ بنا دیں گے۔ پہلے ہی یہ لاہور شہر سنبھلتا نہیں ہے کیونکہ اتنی زیادہ سہولیات یہاں موجود نہیں ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جو گزارشات میں نے بڑی دردمندی سے آپ کی خدمت میں رکھی ہیں ان کو زیر غور لائیں اور مہربانی کریں۔ اگر مستقبل میں کوئی ارادہ ہے کہ لاہور کو علیحدہ صوبہ بنانا ہے تو پھر ٹھیک ہے لیکن میں یہی عرض کروں گا کہ doubling نہ کریں۔ خدا کے لئے اس ڈویژن کے اندر لوکل گورنمنٹ کے الیکشن نہ کروائیں۔ اس کو اتھارٹی میں لے آئیں تو معاملات streamline ہو جائیں گے۔ اللہ ان کا اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مجھے لگ رہا تھا۔ خیر کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

گنتی کی گئی ہے اور کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی آگے بڑھائی جاتی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ 2013

(---جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہاں پر جتنی بھی گفتگو ہوئی ہے، پہلے اپوزیشن لیڈر فرما رہے تھے اور اس کے بعد میاں اسلم اقبال صاحب نے میرا خیال ہے کہ ایک ہی بات کو مختلف انداز سے کوئی دس دس، بیس بیس مرتبہ repeat کیا اور پھر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ لوگوں کا کوئی حافظہ نہیں ہے اور لوگوں کو چہروں کی شناسائی نہیں ہے؟ انہوں نے تقریر ختم کرتے ہوئے یہ کہا کہ یہ سونے کی چڑیا ہے۔ اس سونے کی چڑیا کو آپ اس طرح سے نہ نوچیں ذرا ہاتھ ہولا رکھیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ سونے کی چڑیا، سونے کی چڑیا 12۔اکتوبر 1999 کو تھی۔ اب یہ سونے کی چڑیا نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ سونے کی چڑیا 12۔اکتوبر 1999 کو تھی جب اس سونے کی چڑیا میں کوئی لوڈشیڈنگ نہ تھی، اس ملک میں کوئی مہنگائی کا رونا نہیں روتا تھا، اس ملک میں کوئی دہشت گردی نہیں تھی، اس ملک میں کبھی کسی نے سوچا نہیں تھا کہ خودکش حملہ کیا ہوتا ہے، یہ ملک ترقی کر رہا تھا، یہ ملک Asian Tiger بننے جا رہا تھا، دنیا بھر کے اخبارات یہ لکھ رہے تھے کہ پاکستان Asian Tiger بننے جا رہا ہے اور 2008 میں دنیا بھر کے اخبارات لکھ رہے تھے کہ پاکستان default ہونے جا رہا ہے۔ وہ کون سے چہرے ہیں جو 12۔اکتوبر 1999 سے لے کر 2008 تک اس سونے کی چڑیا کے اوپر مسلط رہے جو

اس لاہور شہر کے اوپر مسلط رہے؟ وہ کون سا گھر ہے ظہور الٰہی روڈ کے اوپر جہاں پر پانچ سال تک پٹواری اپنے سروں پر بستے رکھ کر بیٹھے رہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کیا لوگوں کو بھول گیا ہے، کیا لاہور کے باسیوں کو یہ نہیں معلوم کہ لاہور میں mushroom growth کس دور میں ہوئی ہے، لاہور میں کس دور میں رنگ روڈ کے route تین بار تبدیل کئے گئے اور ان routs کے اوپر پہلے زمین خریدی گئی پھر اس کے بعد اربوں اور کروڑوں روپے منافع لے کر فروخت کیا گیا۔ وہ کون لوگ تھے، وہ کون وزیر اعلیٰ تھا اور اس کی کابینہ میں کون لوگ موجود تھے؟ آج وہی لوگ یہ فرما رہے ہیں کہ اس سونے کی چڑیا، بھئی سونے کی چڑیا تو آپ نے رہنے نہ دیا۔ پٹواریوں کے سروں پر بستے اور وہ اس روڈ پر اس گھر کے باہر بیٹھے رہے۔ یہ بنکرز ہاؤسنگ سوسائٹی یعنی کون سی ہاؤسنگ سوسائٹی ہے جہاں پر آپ نے تین تین سو، پانچ پانچ سو شناختی کارڈ کے اوپر پلاٹس الاٹ کروائے اور اس کے بعد فروخت کئے؟ یہ پراپرٹی کا کاروبار جو تین شہزادے لاہور میں بیٹھ کر کرتے رہے ہیں، ان سے کون واقف نہیں ہے۔ پنجاب بنک کو کس طرح سے پلاننگ کر کے لوٹا گیا، کس طرح سے 50۔ارب روپے پنجاب بنک سے لوٹا گیا، آج وہ President سزا بھگت رہا ہے اور یہ لوٹنے والے یہاں پر کہہ رہے ہیں کہ اس شہر کا یہ حال ہو گیا اور وہ حال ہو گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! حالت یہ ہے کہ اپوزیشن نے ان ترامیم کو پڑھا ہی نہیں ہے اور تقاریر ایک طرف سے شروع کر کے دوسری طرف چلے جاتے ہیں۔ ایک طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ کالونیاں دیکھیں، انہوں نے گرین ٹاؤن سکیم کا حوالہ دیا کہ وہ 1993 میں بنی تھی اور ابھی تک وہاں بہت بُرا حال ہے۔ بھئی! 1999 سے لے کر 2008 تک وہ دس سال کہاں گئے، اس وقت آپ کو گرین ٹاؤن نظر نہ آیا اور کیوں یہ حال ہوا؟ اس لئے یہ حال ہوا کہ پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیز کو regulate کرنے کے لئے کوئی قانون نہیں تھا۔ اگر ہم یہ قانون بنا رہے ہیں اور اس میں یہ بات رکھ رہے ہیں کہ جو بھی پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹی بنے گی وہ اپنی 25 فیصد اراضی کو اتھارٹی کے پاس رہن رکھے گی اور جب تک وہاں پر لوگوں کو گیس، بجلی، سڑک، پارک، ہسپتال اور جو بھی انہوں نے وعدے کئے ہیں، وہ سہولتیں نہ دیں اس وقت تک اس کا 25 فیصد رقبہ حکومت کے پاس mortgage رہے گا۔ اس پر ڈاکٹر صاحب اعتراض کر رہے ہیں کہ یہ دیکھیں جی، یعنی ایک یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیز میں لوگوں کا استحصال کس طرح سے ہو رہا ہے اور دوسری طرف اس بات کا بھی اعتراض کر رہے ہیں کہ اس استحصال کو روکنے کے لئے آپ قانون کیوں بنا رہے ہیں۔ اسی طرح سے یہ کہہ رہے ہیں دیکھیں ہر جگہ

پرbuildings بن جائیں گی یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ buildings کی پلاننگ ہو گی اور ہر جگہ پرbuildingsبنیں گی حالانکہ ماسٹر پلان میں پورے شہر کا، اس شہر کے اطراف کا، اس پورے ضلع کا، اس پورے ڈویژن کا کیلہ نمبر، کھتونی نمبر، کھیوٹ نمبر اور مربع نمبر درج کر کے یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ یہاں پر رہائشی کالونی بن سکتی ہے، یہاں پر کمرشل ایریا بن سکتا ہے اور یہ ایریا زراعت کے لئے ہو گا اور کوئی آدمی، کوئی بھی اتھارٹی اور کوئی بھی پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹی اس پلاننگ سے باہر نہیں جا سکتی۔ جو رقبہ زراعت کے لئے declareہو گا وہاں پر کوئی گھر نہیں بنا سکے گا اور کالونی نہیں بنا سکے گا۔ جو رقبہ کمرشل declareہو گا وہاں پر کوئی اور دوسرا کام نہیں ہو سکے گا۔ اگر ہم نے اب یہ قانون بنایا ہے اور یہ mushroom growth جو ہر طرف ہوئی ہے، کچی آبادیاں، کالونیز، پرائیویٹ کالونیز، بغیر نقشے کے اور بغیر کسی پلاننگ کے، اگر آج یہ قانون بنا کر ہم انہیں پابند کر رہے ہیں تو اس پر بھی انہیں اعتراض ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ پتا نہیں اب سانگلہ ہل جا کر پلاننگ کریں گے اور وہاں پر جا کر کالونیز بنا دیں گے۔ بھئی ماسٹر پلاننگ کے معنی سمجھیں اور ماسٹر پلاننگ اسی مقصد کے لئے ہے کہ کم از کم اگلے ایک سو سال کے لئے اس بات کا تعین ہو جائے کہ یہ رقبہ زرعی ہو گا، یہ کمرشل ہو گا اور یہ رہائشی ہو گا۔ اس سے پہلے یہ ماسٹر پلاننگ مربوط اور comprehensiveطور پر نہیں تھی اور جو جزوی طور پر تھی اسے enforceکرنے کے لئے اختیارات نہیں تھے۔ ہم جو قانون بنا رہے ہیں، ہم نے اسے enforceکرنے کے لئے باقاعدہ ایک شیڈول دیا ہے جس میں اس چیز کو جرم قرار دیا گیا ہے اور جس کا اختیار اس اتھارٹی یعنی حکومت کو دیا ہے جس پر بھی آپ اعتراض کر رہے ہیں۔ یہ رنگ روڈ کا کرپشن کا جو قبرستان آپ نے چھوڑا تھا اسے ایک سڑک کے طور پر کس نے بنایا؟ پچھلے پانچ سالوں میں پچھلی حکومت میں میاں محمد شہباز شریف کے حصے میں ہی آئی۔ آپ لوگ تو بیچ کر، اس کی کمیشن جیب میں ڈال کر اور پٹواریوں سے انتقال وغیرہ کروا کر گھر جا چکے تھے۔ اِس وقت جو amendments لائی جا رہی ہیں ان amendments کے ذریعے ان تمام malpractices کو جن کو دس سال روا رکھا گیا 1999 میں لاہور کا یہ حال نہیں تھا، پاکستان کا یہ حال نہیں تھا، پنجاب کا یہ حال نہیں تھا جو حال یہ دس سال بعد 2008 کو چھوڑ کر گئے تھے۔ جو برائیاں اور خرابیاں تھیں ان کو comprehensively in detail cover کرنے کے لئے یہ قانون سازی کی جا رہی ہے تاکہ آئندہ سے یہ چیزیں رُک جائیں۔ اب ان کو اس پر بھی اعتراض ہے کہ master planning کیوں ہو رہی ہے اور ان چیزوں کو کیوں ختم کیا جا رہا ہے؟ اسی طرح سے انہوں نے فرمایا کہ کوئی دس سال سے دھکے کھا رہا ہے، کوئی بیس سال سے کھا رہا ہے اور کوئی تیس سال سے کھا رہا

ہے۔اب اس کے لئے ہم نے ایک کمیشن تشکیل دیا ہے جس میں سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ کے ریٹائرڈ جج ہوں گے۔اس قسم کے تمام disputes خواہ کوئی تیس سال سے ہے، دس سال سے ہے اور خواہ کوئی پانچ سال سے ہے ہم نے one time Commission بنایا ہے اُس کی یہ legislation ہے۔ وہاں پر ان تمام مسائل کی شنوائی ہو گی اور اس کے مطابق اس level پر For all times to come یہ تمام تنازعے یعنی کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے، کسی نے کسی کا حق مارا ہے ، کسی نے encroachment کی ہے یا کسی کو دادرسی کی ضرورت ہے تو وہاں یہ تمام مسائل حل ہوں گے۔اس طرح یہ legislation ان تمام چیزوں کو دور کرنے کے لئے ہے اور اُن چیزوں کو حل کرنے کے لئے ہے جن کا ذکر یہ فرما رہے ہیں، فرما کچھ اس انداز سے رہے ہیں جیسے اُس دوران اِن کا تو کوئی حصہ ہی نہیں رہا ہے۔ حالانکہ اس ملک کو 1999 کے بعد ،1999 وہ عہد ہے کہ جب ملائشیا اور انڈونیشیا سے یہاں پر لوگ آرہے تھے،ان کا کہنا تھا کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ پاکستان کیسے Asian tiger بننے جارہا ہے اور پاکستان کیسے آگے بڑھ رہا ہے؟آج حالت یہ ہے کہ ملائشیا کی اکانومی دیکھیں،انڈونیشیا کی اکانومی دیکھیں، ترکی کی اکانومی دیکھیں کہ وہ کہاں پر ہیں اور ہم کہاں پر ہیں؟اس میں ماسوائے اس کے کہ دس سال کے لئے ایک ڈکٹیٹر آیا،اس نے اس ملک کے اوپر قبضہ کیا، ملک کا آئین توڑا، ملک کا قانون توڑا، پھر اسے چند سیاست دان جو آج پھر ایک نئے انداز سے عوام کو دوبارہ دھوکا دینا چاہتے ہیں وہ ان کے ساتھ ملے۔ ملنے کے بعد انہوں نے اس ملک کو خراب کیا، پنجاب کو خراب کیا اور لاہور شہر کی بربادی کی۔اب اگر ہم اس کو درست کر رہے ہیں اور درست کرنے کے لئے قانون سازی کر رہے ہیں تو اس پر بھی ان کو اعتراض ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ شاید اس طرح سے یہ ملک، یہ شہر، یہ صوبہ کہیں بہتر نہ ہو جائے لیکن انشاء اللہ تعالیٰ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ تقاریر کریں لیکن یہ سوچ سمجھ کر کریں کہ ان تقاریر کے پیچھے جو مقاصد ہیں اُن مقاصد کی ہمیں بھی سمجھ ہے۔ یہ ایک طرف تو بات کرتے ہیں اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ یہاں پر بات کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔اگر بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو پھر بھی انہوں نے اڑھائی گھنٹے بات کی ہے،اس کے بعد ہماری بات نہ سننے کے لئے انہوں نے کورم point out کر دیا اور سارے باہر بھاگ گئے۔اگر ان چیزوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو پھر یہ کھیل کیوں کھیل رہے ہیں؟

جناب سپیکر! یہی وہ معزز ایوان ہے جس کے ممبران کو لوگوں نے منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے۔ ان کی یہ ترمیم ہے اور اس ترمیم پر انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔ یہ اِدھر اُدھر بھاگتے رہے لیکن amendment پر کوئی بات نہیں کی۔ یہ اس ترمیم میں یہ کہہ رہے ہیں کہ اس قانون کو مشتہر کر دیا

جائے لوگوں سے آراء لینے کے لئے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لوگوں کی یہ آراء اس ایوان میں بیٹھی ہے، یہ اس صوبے کے دس کروڑ عوام کی رائے ہے، اس صوبے کی دس کروڑ عوام نے legislation کرنے کے لئے، اس صوبے کو چلانے کے لئے اور اپنی رائے کے اظہار کے لئے ان لوگوں کو منتخب کر کے بھیجا ہے۔ ان کی رائے ہی حتمی رائے ہو گی اور عوام کے مفاد میں ہو گی اس لئے میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اس ترمیم کو rule out کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from: Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer ud-din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan and Mrs Baasima Chaudhary, Any mover except the one who has moved or discussed the earlier motion may move it.

DR MURAD RAAS: Mr Speaker! I move:

> "That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31st December 2013:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA

4. Dr Salah ud Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31st December 2013:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah ud Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مرادراس صاحب!

ڈاکٹر مرادراس: شکریہ۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے ابھی بڑی خوبصورت باتیں کیں۔ انہوں نے ماسٹر پلان اور کمیشن کے بارے میں بڑی زبردست اور اچھی speech کی۔ یہاں ماسٹر پلان کے بارے میں تو بات ہو ہی نہیں رہی ہے کہ ماسٹر پلان implement نہ کیا جائے بلکہ بات یہ ہو رہی ہے کہ ایل ڈی اے کے اندر کتنی خرابیاں ہیں۔ The problem is LDA, not the Master Plan

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت اچھی بات ہے کہ کورم کی نشاندہی کی وجہ سے کافی ممبران واپس آ گئے۔ آج میں یہاں جو بھی بات کروں گا وہ facts پر ہو گی اور آپ کے سامنے facts آئیں گے۔ آپ نے یہ نہیں سمجھنا کہ وہ facts اپوزیشن کی طرف سے آ رہے ہیں یا حکومت کی طرف سے آ رہے ہیں۔ یہ تمام facts آپ کے سامنے ہوں گے آپ نے اپنے ضمیر کو ذرا جھنجوڑنا ہے۔ آپ نے ڈنڈے کے زور پر یہ بل پاس نہیں کر دینا بلکہ آپ نے دیکھنا ہے کہ what is right for people جن کی بات رانا ثناء اللہ خان نے کی کہ وہ لوگ پہلے حکومتوں کے ساتھ بیٹھے رہے ہیں میں اُن میں سے نہیں ہوں۔ میں آپ سے facts پر بات کرنے کے لئے آیا ہوں for the people ہم نے بہتری دیکھنی ہے ہم نے کسی اور کی بہتری نہیں دیکھنی۔ میں سب سے پہلے facts کی بات کروں گا کہ ایل ڈی اے کے پاس صرف چالیس فیصد لاہور ہے۔ مگر جو ڈیپارٹمنٹ کرنے جارہا ہے اس کے اندر کتنی problems ہیں۔ the most important thing is جو ڈیپارٹمنٹ اس کی responsibilities لینا چاہ رہا ہے، ہمیں دیکھنا ہے کہ How corrupt the department is and what problems the department has? میں آپ کو بتاتا ہوں کہ سب سے پہلے یہاں پر بات master planning پر ہوئی، Nobody is against master planning. It is a very good thing. میں Human Resources پر بات کرتا ہوں کہ ایل ڈی اے کے اندر انہوں نے تقریباً 200 نئے Assistant Directors شامل کئے ہیں، لوگ add کئے اور نوکریاں دیں لیکن پھر بھی لوگوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں۔ ہر روز ہزاروں لوگوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں لیکن ان کے کام نہیں ہو رہے۔ ہزاروں لوگ اپنے کام کے لئے آتے ہیں جن کے ہونے ہوتے ہیں، جن کی جان پہچان ہے ان کے کام ہو جاتے ہیں اور جن کی جان پہچان نہیں ہے وہ اسی طرح وہاں سے واپس چلے جاتے ہیں پھر اگلا دن ان کا شروع ہو جاتا ہے۔ اگر آپ لاہور ڈسٹرکٹ کو سائز کے لحاظ سے دیکھیں تو یہاں پر بہت زیادہ employees چاہئیں۔ یہ میں صرف 40 فیصد کی بات کر رہا ہوں اور 40 فیصد سے زیادہ کی بات نہیں کر رہا، 60% of Lahore is not even included ایل ڈی اے کی responsibility ہے کہ وہ competent لوگ hire کرے۔ ایسا سسٹم بنائے جس کی وجہ سے لوگوں کو سہولیات ملیں اور لوگوں کو کم از کم وہ ریلیف ملے جس کے لئے وہ بنایا گیا ہے۔ ایل ڈی اے کے نیچے 235 سوسائٹی سکیمیں آ رہی ہیں اور کوئی بلڈنگ کنٹرول نہیں ہے۔ میں آپ کو یہ exact numbers دے رہا ہوں، یہاں پر پہلے جو باتیں ہوئی ہیں ان میں سے بہت کم

چیزوں کی میں repetition کروں گا۔ جس طرح کہ پہلے بھی point out ہوا ہے۔ان سوسائٹی سکیم کے نیچے آپ دیکھیں کہ بلڈنگ کنٹرول کے نام کی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ وہاں پر exception پلاٹس کے ساتھ لوگوں کو problem آ رہی ہیں۔ یہ ان لوگوں کو پتا ہے جنہوں نے وہاں پر چیزیں خریدی ہوئی ہیں۔ جن لوگوں سے میری بات چیت ہوئی ہے جنہوں نے پلاٹس وہاں پر لئے ہوئے ہیں ان کو وہاں پر کتنی problems آ رہی ہیں۔ میں آپ کو LDA Avenue-1 Society کی مثال دیتا ہوں۔ میں تو 235 میں سے صرف ایک example دے رہا ہے جو کہ 2000 میں لوگوں نے پلاٹس خریدے تھے اور 2003 میں ان کو پلاٹس ملنے تھے۔ مجھے پتا ہے کہ رانا صاحب کہیں گے کہ یہ 1999 کے بعد ہوا ہے لیکن پچھلے پانچ چھ سال سے تو ان کی حکومت ہے۔ یہ سکیم 2000 میں بنی تھی، سوسائٹی کا نام دوبارہ بول دیتا ہوں تاکہ یہاں ایوان میں سب کو پتا ہو۔ LDA Avenue-1 Society نے 2003 میں پلاٹس دینے تھے اور آج 2013 ہو گیا ہے، آپ جا کر ذرا سوسائٹی کی حالت دیکھیں، ابھی تک کسی کو ایک پلاٹ نہیں ملا اور وہاں پر بجلی تک نہیں ہے۔ پانچ سال چھ مہینے سے یہ بھی تو بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے صرف یہ بتا دیں کہ وہاں پر پانچ سال چھ مہینوں میں کچھ نہ کچھ تو ہو سکتا تھا؟ یہ ایک ڈکٹیٹر کو الزام تو دیتے جا رہے ہیں لیکن اپنی responsibility بھی تو لیں اور اپنی responsibility کو own کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ آپ اگر دس سال کسی اور پر ڈال رہے ہیں تو پانچ سال چھ مہینے آپ کو بھی ہو گئے ہیں۔ اس سوسائٹی کو بنے ہوئے 13 سال ہو گئے ہیں۔ آج ان لوگوں کا کیا قصور ہے جنہوں نے 2000 میں وہاں پر پلاٹ خریدے؟ یہ کوئی امیر لوگ نہیں تھے، یہ مڈل کلاس لوگ تھے اور ان مڈل کلاس لوگوں نے آ کر پلاٹ خریدے۔ انہوں نے ایک خواب دیکھا اور جن کو ایک خواب دکھایا گیا کہ آپ یہاں پر آئیں گے اور آپ رہیں گے۔ ان کو تصور میں زبردست تصویریں دکھائی گئیں، ان تصویروں کے اندر وہاں پر پارک بھی تھے اور ان تصویروں کے اندر ہر قسم کی amenity تھی۔ آپ آج بھی جا کر دیکھیں تو وہ جگہ ویسی کی ویسی پڑی ہے جس طرح 2000 میں تھی۔ لاہور اور لاہور کے لوگوں کے ساتھ یہ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ جب آپ کہتے ہیں رانا صاحب کے لئے یہ کہنا بڑا آسان ہے کہ ہمیں یہ کرنا چاہئے اور وہ کرنا چاہئے مگر ہمیں پہلے existent چیزیں ٹھیک تو کرنی چاہئیں۔ اگر existent problems اتنے زیادہ ہیں تو پھر ہمیں آگے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ ایک ڈیپارٹمنٹ جو اتنی زیادہ problems پہلے ہی دکھا رہا ہے، I don't know what is the problem? کیا جلدی پڑی

ہوئی ہے، کیا ضرورت ہے؟ یہ سب divide کر دیں، کسی اور کے حوالے کر دیں۔ ایک غلط ڈیپارٹمنٹ کو کیوں مزید responsibility دی جارہی ہے جو کہ پہلے اتنی غلطیاں کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں آپ کو اپنے حلقے کی کچھ examples دیتا ہوں کیونکہ میں لاہور سے ہوں۔ میرے حلقے کے اندر گلبرگ آتا ہے اور گلبرگ کے اندر آپ دیکھ لیں کہ جتنے residential areas تھے، آپ سب چیزیں main boulevard اور جیل روڈ پر دیکھ لیں۔ اپنی مرضی سے جس کا دل چاہا، جس نے پیسے دیئے اور جس نے جو کہا اس کو کمرشل کر دیا۔ جس نے پیسے نہیں دیئے اسے residential رہنے دیا۔ مجھے صرف اتنا بتادیں کہ ایل ڈی اے کے پاس اتنی skill نہیں ہے کہ جو گھر residential بنا ہوا ہے اس کے اندر سکول بنا دیا جائے جس کے اندر دس بندے رہ رہے تھے اب پانچ سو بچے سکول کے اندر ہیں تو وہاں بجلی، سیوریج اور ساری چیزوں کو کس طرح maintain کر سکتے ہیں جبکہ وہ infrastructure کے لئے جگہ تیار ہی نہیں ہے۔ ?How is it possible تبھی آپ دیکھیں کہ جگہ جگہ کتنی problems ہیں؟ لاہور میں اس وقت سب سے بڑی problem سیوریج کی ہے۔ ڈینگی کے ساتھ ساتھ سیوریج کی problem ہے۔ میں آپ کو یہ بتادوں کہ لوگوں کو زبردستی اپنی جگہیں بیچنی پڑیں۔ میرے جاننے والوں نے کہا کہ ہم اس جگہ سے نکلنا چاہتے ہیں کیونکہ ٹریفک کا اتنا problem ہے۔ لاہور میں ٹریفک problem کیوں ہے؟ آپ ذرا residential areas میں چلے جائیں، جاکر دیکھیں کہ ہر جگہ سکول بنانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ سوسائٹی کے درمیان میں سکول بنے ہوئے ہیں، آپ سب کو یہ problems آتی ہیں، یہ صرف مجھے نہیں آرہیں یا میرے حلقے والوں کو نہیں آرہی ہیں بلکہ آپ سب کو بھی یہی problems آتی ہیں۔ کوئی zoning رکھی نہیں ہے، zoning کا کوئی concept ہی نہیں ہے۔ اگر ہم اتنے زیادہ ماڈرن ہو چکے ہیں، ہم اتنی زیادہ آگے کی چیزوں کا سوچ رہے ہیں اور آگے کرنا چاہتے ہیں۔ At least ہمیں یہ چاہئے کہ ہم zoning کا concept clear کریں کہ یہ کمرشل zoning ہے، ادھر یہ ہوگا اور یہ residential area ہے تو کمرشل میں نہیں آسکتا۔ ساری دنیا میں یہ نظام ہے۔ جب ہم کمیٹیوں میں بیٹھتے ہیں تو لندن اور Tokyo کی examples دی جاتی ہیں۔ کیا غلط examples دے رہے ہیں، وہاں پر بیٹھ کر کیسی examples دے رہے ہیں؟ ایل ڈی اے والے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم لاہور کو ٹوکیو بنانا چاہتے ہیں، ہم لاہور کو لندن بنانا چاہتے ہیں، کیسی بچوں والی باتیں کر رہے ہیں اور کس کو بیوقوف بنا رہے ہیں، مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ کس کو بیوقوف بنا رہے ہیں؟ ایسے ایسے شہروں کے نام لے کر کہتے ہیں کہ

ہم ایسے شہر بنانے جارہے ہیں۔ایک شہر جس کے اندر Zones ٹھیک نہیں ہیں اور آپ اس zoning کی وجہ سے سیوریج اور ٹریفک کی problems دیکھ لیں؟ جب آپ یہاں سے 4 یا ساڑھے 4 بجے نکلیں گے تو آپ مجھے بتائیں کہ اس شہر کی کیا حالت ہوتی ہے، صبح نکلیں تو تین گھنٹے صبح کی کیا حالت ہوتی ہے اور تین گھنٹے شام کی کیا حالت ہوتی ہے؟ اگر کوئی چیزیں بہتر کرنی ہیں تو پہلے وہ چیزیں جو 40 فیصد کے اندر آپ کے نیچے آرہی ہیں پہلے ان کو fix کریں۔آپ اسی ڈیپارٹمنٹ کو اور چیزیں دینے جارہے ہیں کہ تو نے یہ ٹھیک نہیں کیا، تمھارا یہ انعام ہے کہ تم جاؤ اور باقی جگہ کو بھی تباہ کرو۔

This is what we are giving you because you have completely messed up 40% of Lahore.

اب ہم آپ کو باقی علاقہ بھی دے رہے ہیں اس کو پکڑیں اور جاکر تباہ کریں۔ایک اور بڑی زبردست example جو پہلے بھی mention ہو چکی ہے اس کا ایک اور point بھی بتانا چاہوں گا تاکہ ممبران کو یہ بھی پتا لگے۔جوہر ٹاؤن کا آپ سب لوگوں کو پتا ہی ہے کہ وہاں پر کیا ہوا؟ ایل ڈی اے نے وہاں پر کیا زبردست کام کیا۔میں یہ تھوڑا سا point اس لئے explain کرنا چاہوں گا کیونکہ ممبران کو شاید یہ نہیں پتا کہ وہاں پر exactly ہوا کیا؟ for example اگر وہاں پر ایل ڈی اے کے آنے سے پہلے میری 10 کنال جگہ تھی تو مجھے اس کا 30 فیصد دیا گیا کیونکہ وہاں پر ایل ڈی اے کے آنے کی وجہ سے اس کی value بڑھ گئی ہے تو 10 کنال کی جگہ کو develop کر کے مجھے اس میں سے 3 کنال کی جگہ دے دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! آپ بڑے غور سے سن رہے ہیں میرے خیال میں آپ کے لئے بھی اچھی information نہیں لگ رہی۔اس میں سے 3 کنال جگہ developed ملی کیونکہ اس کی price بہت زیادہ بڑھ گئی، 10 کنال زمین بنجر پڑی ہوئی تھی تو 3 کنال develop کر کے دے دی کیونکہ اس کی value بہت اوپر چلی گئی۔آپ یہ سوچیں کہ انہوں نے 30 فیصد کا حساب رکھا ہوا تھا یعنی جو آگے آئے گا جس کی زمین ہو گی اس کو 30 فیصد ملے گا یہ 55% upto تک پہنچ گئی because of corruption in LDA اگر مجھے دس کنال رقبہ میں سے تین کنال ملنا چاہئے تھا تو میں نے وہاں آپس میں ڈیل کر کے، پیسے اِدھر اُدھر کر کے، گپ شپ لگا کر، influence استعمال کر کے ساڑھے پانچ کنال لے لیا، اس کا کیا نقصان ہوا؟ ایل ڈی اے کو جو پیسے ملنے تھے اس اضافی اڑھائی کنال کے 30 فیصد سے 55 فیصد تک یہ بات اوپر چلی گئی، ایل ڈی اے کو جو 25 فیصد اوپر پیسے ملنے تھے وہ نہیں ملے کیونکہ وہ سب

کی جیبوں میں چلے گئے، یہ facts ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں پر یہ facts بتائے جائیں تاکہ سب کو پتا چلے اور جب یہ اس بل کے لئے ووٹ کرنے جائیں تو انہیں پتا ہو کہ اس میں کتنے مسائل ہیں مگر یہاں پر ایوان میں کئی ممبران ایسے ہیں جو یہ بات سُننا نہیں چاہتے جب وہ اس دروازے سے باہر نکلتے ہیں تو ہمیں کہتے ہیں کہ ہمیں تو بولنے کی اجازت ہے اور نہ کسی اور چیز کی اجازت ہے ہم تو بس "ہاں" یا "ناں" میں شامل ہیں جو کہ بہت افسوس کی بات ہے۔ ایوان کے اندر facts سُن رہے ہیں مگر اس کے against ووٹ نہیں کر سکتے بہت افسوس کی بات ہے۔ سب facts ان کے سامنے ہیں، سب پڑھے لکھے لوگ ہیں مگر پھر بھی عوام کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اسی عوام نے ان کو ووٹ دیا ہے اور اسی کی بہتری کے لئے ہم کہہ رہے ہیں، میں اپنی ذاتی بہتری کے لئے تو نہیں کہہ رہا۔

جناب سپیکر! Hopefully اس دفعہ سب اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں گے کہ actual facts کیا ہیں، ہمیں صرف اس لئے ووٹ نہیں کر دینا چاہئے کہ آپ اس سائیڈ پر بیٹھے ہیں اور میں اس سائیڈ پر بیٹھا ہوں۔ ہم سب کو مل کر سوچنا چاہئے کہ اس ایوان کے باہر کون ہے؟ That is the most important thing. جنہوں نے آپ کو یہاں پر بھیجا ہے۔

جناب سپیکر! ایل ڈی اے بلڈنگ کا ایک بہت زبردست incident ہوا۔ بلڈنگ کو آگ لگ گئی، لگائی گئی، بجھائی گئی۔ ابھی تک کسی کو پتا نہیں ہے، ہمیں آج تک اس کا scenario ہی نہیں clear ہوا کہ ایل ڈی اے بلڈنگ کے ساتھ کیا ہوا تھا؟ ایل ڈی اے بلڈنگ ایک ہیڈ کوارٹر تھا اور ہیڈ کوارٹر کے اندر یہ ڈیپارٹمنٹ کی responsibilities ہیں میں یہ issue کیوں سامنے لے کر آیا ہوں کیونکہ یہ ڈیپارٹمنٹ کی responsibility تھی، ایل ڈی اے بلڈنگ کو آگ لگی، آگ نہ بجھائی گئی ریکارڈ جل گیا یا جلایا گیا کسی کو نہیں پتا مگر کم از کم اس کا back up تو رکھنا چاہئے تھا، back up کیوں نہیں رکھا گیا؟ ایک اتنا بڑا ادارہ چل رہا ہے، سارے ریکارڈ ان کے پاس ہیں، اتنا بڑا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ back up نہ ہو، ?How's that possible میں آج کل کی electronic age کی بات کر رہا ہوں، یہ آج سے چھ مہینے پہلے ہوا ہے، الیکشن سے کچھ دِن پہلے اور کیسا زبردست coincident ہے کہ یہ الیکشن سے کچھ دِن پہلے ہی ہوا ہے مجھے ابھی تک یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ اس electronic age میں جہاں پر اس ملک میں کروڑوں لوگوں کے پاس cell phones ہیں، جو اتنے laptops دیئے گئے، کچھ laptops میں ہی data retrieve کر کے ڈال دیتے، کہیں تو اس data کو بچاتے، کیا اس data کو بچانے کا ہی کوئی طریقہ نہیں تھا؟ .It's shocking پھر ہم کہہ رہے ہیں کہ اس

ادارے کو مزید بڑھادیا جائے اور اس ادارے پر مزید responsibilities ڈال دی جائیں جس کے پاس back up system ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ایک بہت زبردست چیز ایل ڈی اے کے ذریعے کی جاتی ہے۔ جہاں پر کمزور لوگوں کے پلاٹس ہوں یا جہاں پر قبضہ گروپس کی مدد کرنی ہو، یہ باتیں facts ہیں، میں آپ کو facts بتا رہا ہوں میں کوئی ہوائی بات نہیں کر رہا، ان باتوں کو چیلنج کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ یہ facts ہیں۔ جو پلاٹس ہیں ان پر نیچے کے افسران جو بھی ہیں، جہاں پر بھی ہیں مل ملا کر اگر ایک دفعہ پلاٹ پر قبضہ ہو جائے تو کوئی اپنا قبضہ چھڑانے کے لئے ایل ڈی اے کے پاس جا نہیں سکتا، لوگ سالوں وہاں پر چکر لگاتے رہتے ہیں۔ سال گزر جاتے ہیں، باپ مر جاتا ہے، بیٹا آ جاتا ہے، بیٹا مر جاتا ہے اس کا بیٹا آ جاتا ہے مگر کوئی قبضہ نہیں چھڑا سکتا۔ آپ ڈی ایچ اے چلے جائیں، بہت سادہ سی مثال ہے اگر ایک اینٹ بھی کوئی کسی کے پلاٹ پر رکھ دے تو owner کو جانے کی ضرورت نہیں ہے انتظامیہ کے لوگ خود وہاں پر پہنچ جاتے ہیں کہ یہ اینٹ کیوں رکھی ہے، آپ کون ہیں؟ کیا ایل ڈی اے کو اس چیز سے چھٹی ہے؟ They only have 40% of Lahore. ان کے پاس لاہور کا صرف چالیس فیصد ہے وہ کیوں یہ نہیں کر سکتے؟ یہ جتنا بڑا ڈیپارٹمنٹ بنا ہوا ہے جتنے لوگ انہوں نے رکھے ہوئے ہیں یہ اور لوگ کیوں نہیں رکھ لیتے تاکہ لوگوں کو آسانی ہو؟ اگر مزید لوگ hire کرنے سے عوام کو آسانی مل سکتی ہے تو یہ مزید لوگ hire کر لیں مگر کسی طرح عوام کو آرام ملے، عوام کو سہولت ملے ان کے پلاٹس پر قبضہ نہ کروائیں، ان کے پلاٹس کو اسی طرح رہنے دیں انہوں نے پتا نہیں کتنی محنت مشقت کر کے وہ چھوٹے چھوٹے یا بڑے بڑے پلاٹس بنائے ہیں جو بھی پلاٹس بنائے ہیں۔ It doesn't matter کہ کون کون سے پلاٹ بنائے ہیں مگر قبضہ سے تو بچائیں۔ آپس میں ساری deals کر کے یہ چیزیں ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر! ایک اور بہت زبردست issue ہے کہ کم از کم ایک ہزار بندہ اس وقت لائن میں لگا ہوا ہے، ایک ہزار بندے کو این او سی نہیں مل رہا۔ وہ روزانہ لائن میں جا کر کھڑے ہوتے ہیں اور وہاں سے نکل آتے ہیں لوگوں کو این او سی لینے کے لئے چھ ماہ ہو گئے ہیں کہ ہم نے پلاٹ بیچنا ہے، ہمیں بیچنے تو دیں مگر وہاں پر کوئی ان کی مدد کرنے والا ہے ہی نہیں ہے۔ جب تک ان کا اندر کوئی نہ کوئی کنکشن نہیں ہے، جب تک وہ پیسے نہیں دیتے، جب تک کوئی deal نہیں کرتے ان کو این او سی نہیں ملتا، چھ چھ مہینے تک وہ اپنی جگہ بیچ نہیں سکتے۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ آج اگر میں نے ایمرجنسی میں اپنا گھر بیچنا ہے، خدانخواستہ کوئی فیملی ایمرجنسی ہو گئی ہے تو مجھے این او سی لینے کے لئے چھ مہینے تک انتظار کرنا

پڑے گا، مجھے چھ مہینے تک اس دفتر کے چکر لگانے پڑیں گے یا پہلے مجھے اپنے گھر کی کوئی ڈیل کرنی پڑے گی، پیسے دینے پڑیں گے یا اپنا کوئی کنکشن استعمال کرنا پڑے گا۔ That is the thing لوگوں کے لئے ہم کس طرح چیزوں کو smooth کریں، لوگوں کو کس طرح آرام دیں، لوگوں کی کس طرح مدد کریں؟ ?How are we going to do this یہ ساری problems ہیں جو ابھی آ رہی ہیں اور آتی جا رہی ہیں مگر ان کا کوئی حل نظر نہیں آ رہا۔ جتنی مرضی کمیٹیاں اور کمیشن بنا دیں کوئی فرق نہیں پڑتا جب تک سسٹم ٹھیک نہیں کیا جائے گا تب تک کوئی فرق نہیں پڑنے لگا۔ میں آپ کو یہ بتا دوں کہ اس ملک میں کمیٹی problem create کرنے کے لئے بنائی جاتی ہے، کمیشن problem create کرنے کے لئے بنایا جاتا ہے problem solve کرنے کے لئے نہیں بنایا جاتا۔

جناب سپیکر! یہ بات پہلے بھی ہو چکی ہے مگر میں چاہوں گا کہ اس کو تھوڑا سا repeat کیا جائے، اس میں minimum repetition ہو گی کہ ایل ڈی اے کو political advantages کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ Political pressures کے ذریعے اور political advantages کے لئے کس کو خوش کیا جائے، کس کو ناراض کیا جائے؟ جس کو ناراض کرنا ہے قبضہ کروا دیں اور جس کو خوش کرنا ہے اس کو پلاٹس دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ نے ایک بات کی ہے کہ problem create کرنے کے لئے کمیٹی بنائی جاتی ہے اور اس ترمیم میں آپ خود بھی آٹھ، دس لوگوں کی کمیٹی بنانے کا کہہ رہے ہیں۔ (قہقہہ)

ڈاکٹر مراد راس: کون سی؟

جناب قائم مقام سپیکر: اسی ترمیم میں آپ خود کمیٹی بنانے کا کہہ رہے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ ہمیں وہ کمیٹیاں بنانی چاہئیں جو کام کر سکیں ابھی تک جو کمیٹیاں بن رہی ہیں وہ صرف problems create کر رہی ہیں اور کچھ نہیں کر رہی ہیں۔ کمیٹی وہ بنائیں جو فیصلے implement کروا سکے اور عوام کے لئے صحیح فیصلے کر سکے۔ ہم یہاں پر کمیٹیاں بناتے رہتے ہیں، کمیٹیوں کا کیا فائدہ ہوتا ہے کہ باہر جا کر وہ discuss کرتے رہیں اور آخر میں جو majority ہوتی ہے وہ حکومت کی ہوتی ہے، کمیٹی کے اندر کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ جو حکومت کی طرف سے فیصلہ آ رہا ہے وہ صحیح ہے اور وہ اس کمیٹی کو بھی پہلے سے ہی سُنا دیا جاتا ہے۔ میں تو کمیٹی میں بیٹھتا ہوں اس لئے اپنے experience سے بتا رہا ہوں کہ اس کمیٹی کو پہلے ہی پتا ہوتا

ہے کہ فیصلہ کیا ہونا ہے ایک اپوزیشن کا بندہ بنچ میں بیٹھ کر کچھ نہیں کر سکتا مگر کم از کم ہم اس ایوان میں اپنی بات تو کر سکتے ہیں کہ جو facts ہیں وہ تو ایوان میں بتائے جائیں۔

جناب سپیکر! ایک بہت interesting بات اور ہے جو کہ fact ہے۔ اس وقت ایل ڈی اے کے سات ہزار cases ہیں۔ This is an exact number جو کہ اس وقت عدالتوں میں ہیں، ان کو کون solve کرے گا، کیا problems ہیں کیوں نہیں solve ہو رہی ہیں؟ سات ہزار families اس وقت ان cases میں پھنسی ہوئی ہیں اور کسی کو نہیں پتا کہ کب فیصلے ہوں گے، کون ان کی مدد کر رہا ہے، کون ان کی problems کو solve کر رہا ہے؟ یہ کوئی میں سو دو سو cases کی بات نہیں کر رہا بلکہ سات ہزار cases کی بات کر رہا ہوں۔ ایک ڈیپارٹمنٹ جو کہ صرف چالیس فیصد لاہور پر قابض ہے اس کے سات ہزار cases اس وقت کورٹس میں ہیں، litigation اس وقت out of control ہو گئی ہے۔ پچھلے پانچ سال اور چھ مہینوں کے اندر ان سات ہزار cases پر نظر ثانی کیوں نہیں کی گئی کہ یہ سات ہزار cases ہو کیوں گئے ہیں؟ پچھلے پانچ سال اور چھ مہینوں کے اندر ان points کو کیوں نہیں اٹھایا گیا؟

جناب سپیکر! آخر میں دو باتیں کرنا چاہوں گا اس کے بعد میں اپنی تقریر summarize کر دوں گا، ابھی میں اپنی تقریر summarize نہیں کر رہا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایل ڈی اے کا جو procedural matter ہے اس کی جو processing ہے اس کو simple کیا جائے اور میری آپ سے یہ request ہے۔ ایل ڈی اے کو بہتر کرنے کے لئے ایل ڈی اے کی جو processing ہے اور اس کا جو پورا process ہے اس کو simple کیا جائے کیونکہ اس وقت یہ بڑا complicated ہے۔ اس کے علاوہ جو laws ہیں ان کو بھی implement کیا جائے کیونکہ ان کو implement کرنا بہت ضروری ہے۔ چیف منسٹر صاحب کو اس بل کے ذریعے اتھارٹی کا چیئرمین بنا دیا گیا ہے میں ان کو پہلے ہی مبارکباد دے دیتا ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ آپ نے بل پہلے ہی پاس کر دینا ہے، مگر بات یہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب کے پاس تو ادھر آنے کا بھی ٹائم نہیں ہے آپ ان کو ایل ڈی اے کے اوپر بھی لگا رہے ہیں۔ میرے خیال میں ادھر بڑے competent لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کو ایل ڈی اے کا چیئرمین بن جانا چاہئے، کسی اور کو بھی موقع دیں، میری تو گورنمنٹ سے یہ request ہے، آپ رانا ثناء اللہ خان کو اس کا چیئرمین بنا دیں کیونکہ چیف منسٹر صاحب کے پاس تو یہاں پر آنے کا بھی ٹائم نہیں ہے اور رانا صاحب یہاں پر بہت ٹائم دیتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب کو یہ بات اچھی لگی ہے اس لئے وہ تھوڑا سا اس تجویز پر مسکرائے ہیں۔(قہقہے)

ڈاکٹر مراد راس: چیف منسٹر صاحب کے پاس ٹائم نہیں ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ان کو باقی کاموں کے لئے رہنے دیں، میری طرف سے یہ تجویز ہے کہ رانا صاحب کو اس کا چیئرمین بنا دیں۔ At the end دیکھیں، یہ لاہور کا ایک portion بدلنے جا رہے ہیں، یہ آپ سب کے لئے انفارمیشن ہے river front properties بننے لگی ہیں ، راوی کی directions change کی جا رہی ہیں کیونکہ راوی میں پانی نہیں ہے، کیسی زبردست بات ہے ؟یہ discussions Committee کے اندر بھی ہوئی ہیں لیکن ایل ڈی اے والوں نے کیا کہا؟ راوی میں پانی نہیں ہے، direction change کر دیتے ہیں river front property بنے گی،ایک طرف پانی نہیں ہے تو river front property کہاں سے بنی ہے؟ river direction change کرنے کے لئے اربوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر!آپ میری بات غور سے سن رہے ہیں اس لئے آپ کے لئے بھی یہ نئی انفارمیشن ہے۔ میں کہتا ہوں river direction change کرنے کے لئے اس پر اربوں روپے لگتا ہے اور دریا جتنا سوکھ گیا ہے اتنی پراپرٹی پہلے ہی acquire کر لی گئی ہے۔اس پورے پراجیکٹ پر ایک سال سے کام ہو رہا ہے یہ کوئی نیا کام نہیں ہے،آج جو بل ہم یہاں لے آئے ہیں ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ ایک دم سے decide ہوا ہے اور یہ بل آ گیا ہے، ایسا بالکل نہیں ہے۔ایک سال سے اس بل پر کام ہو رہا ہے، رانا صاحب کو بھی یہ انفارمیشن ہے، رانا صاحب شاید تھوڑے سے پریشان ہوں کہ میرے پاس یہ انفارمیشن کہاں سے آ گئی؟ مگر ایک سال سے اس بل پر کام ہو رہا تھا۔اس سلسلے میں properties بھی acquire کی گئی ہیں اور محکمہ اس وقت بھی acquire کر رہا ہے کیونکہ جب یہ بل پاس ہو گا تو وہاں developments کی جائیں گی، پلاٹ پہلے ہی لوگوں سے بہت کم قیمت پر خرید لئے گئے ہیں۔آپ کو پتا ہے یا ساری series کیسے چلتی ہے اس لئے ہمیں river front properties نہیں چاہئیں۔ دریائے راوی کو اسی طرح ہی رہنے دیں جس طرح یہ ہے کیونکہ دریائے راوی کو اگر آپ نے change کیا تو وہی اربوں روپیہ جو آپ نے اس کی directions change کرنے میں یا position change کرنے میں لگانا ہے وہ باقی چیزوں پر لگا دیں۔ایجوکیشن پر لگا دیں،ہیلتھ پر لگا دیں کسی بھی چیز پر لگا دیں river change کرنے پر نہ لگائیں کیونکہ اس کا فی الحال کوئی فائدہ نہیں ہو گا اس کی ضرورت

نہیں ہے اور بہت سی priorities موجود ہیں، بہت زیادہ different priorities اس وقت اور بھی موجود ہیں۔

جناب سپیکر! At the end میں صرف summarize کروں گا کہ سات ہزار cases کی problems solve کر دیں، ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کر دیں تاکہ ایل ڈی اے کی عمارت میں جو پہلے ایک دھماکا ہوا ہے، اس میں جتنا نقصان ہوا ہے یا کروایا گیا ہے وہ دوبارہ نہ ہو۔ لاہور جو اس وقت encroachments سے بھرا ہوا ہے کوئی اس کو نہیں دیکھ رہا اس وقت ایل ڈی اے کے نیچے جو 40 فیصد ہے وہ بھی encroachments سے بھرا ہوا ہے۔ اس کو ٹھیک کروا دیں، ایل ڈی اے ایونیو۔I کا خیال کر لیں جو 235 سکیموں میں سے صرف ایک میں نے بتائی ہے، ایسی جو others schemes ہیں ان کو بھی ذرا دیکھ لیں جو existing چیزیں ہیں میں ان کے متعلق بتا رہا ہوں، میں تو آگے جانے کا کہہ ہی نہیں رہا، میں تو کہہ رہا ہوں کہ جو existing problems ہیں ان کو solve کر دیں۔ جو zonings کی problems ہیں ان کو solve کریں، اس وقت لاہور میں جو problems آ رہی ہیں جو میں نے اس ایوان میں بتائی ہیں، جو ممبران کے لئے بھی hopefully ایک نئی خبر اور نئی چیزیں تھیں، ان سب چیزوں کو پہلے ٹھیک کریں پھر آگے چلیں۔ اسی ڈیپارٹمنٹ کو اگر آپ آگے لے کر چلے گئے تو سوچیں پھر کتنی تباہی مچے گی کیونکہ پہلے ہی بڑی تباہی مچی ہوئی ہے The most important thing is کہ پہلے تباہی مچی ہوئی ہے، میں صرف یہ request کروں گا کہ vote کرنے سے پہلے، کیونکہ مجھے پتا ہے کہ میری تقریر کے بعد ایک بڑی خوبصورت تقریر اس سائیڈ سے آئے گی اور وہ بڑی زبردست ہو گی۔ جس طرح آج اس چھت کے شیشے کو camouflage کیا گیا ہے اسی طرح ان points کو بھی camouflage کر دیا جائے گا کیونکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ ٹھیک نہیں ہوا اتنا زبردست camouflage ہوا ہے ہمیں لگ ہی نہیں رہا کہ وہ ٹوٹا ہوا ہے، ان points کو بھی آپ دیکھنا کہ اگلی تقریر میں کیسا زبردست camouflage کیا جائے گا۔ آپ کو پتا بھی نہیں لگے گا اور تمام ممبران یہ سمجھیں گے پتا نہیں کہ وہ کیا باتیں کر کے چلا گیا ہے کیونکہ اتنا زبردست انہوں نے اس پر آج camouflage پھینکنا ہے اس لئے میری آپ سے یہ request ہے آپ سب معزز ممبران سمجھ بوجھ والے ہیں، آپ سب کو پتا ہے کہ اس شہر کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، اگر آپ باہر سے بھی آتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ اس شہر کا خیال رکھیں کیونکہ انہی لوگوں سے آپ نے دوبارہ ووٹ لینے ہیں، انہی لوگوں نے آپ کو دوبارہ elect کرنا ہے۔ شکریہ

کورم کی نشاندہی

جناب خرم شہزاد: جناب والا! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے، پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔کارروائی آگے بڑھائی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ صاحب آپ نے کوئی بات کرنی ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! قانون سازی کے دوران اپوزیشن کی طرف سے بار بار کورم point out کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کر رہے ہیں تو یہ ان کا حق ہے۔جی، لاء منسٹر صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ 2013

(---جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں ڈاکٹر مراد راس صاحب جا چکے ہیں یا شاید لابی میں بیٹھ کر بات سن رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر مراد راس ایوان کے اندر تشریف لے آئے)

جی، ڈاکٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں۔اب ڈاکٹر صاحب! خود ہی اس بات کا فیصلہ کر لیں کہ ان سے پہلے جس amendment پر جو تقاریر ہوئیں ان تقاریر میں مجھے یہ suggest کیا گیا کہ اگر آپ ایل ڈی اے کو رکھ رہے ہیں، ایل ڈی اے کو اتنی powers دے رہے ہیں تو آپ لوکل گورنمنٹ کیوں بنا رہے ہیں۔میٹروپولیٹن بنانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ کہا کہ آپ ایسا کریں کہ ایک بل لے آئیں اور ایل ڈی اے کو ہی سارا اختیار دے دیں کیونکہ آپ جو amendments لا رہے ہیں ان کے بعد تو پھر لوکل گورنمنٹ کی ضرورت نہیں رہتی جبکہ ڈاکٹر مراد راس صاحب فرما رہے ہیں کہ ایل ڈی اے کے پاس صرف 40 فیصد ہے اور 60 فیصد باقی لوکل گورنمنٹ کے پاس موجود ہے۔ پہلے تقاریر ہوئی ہیں کہ یہ جو ماسٹر پلاننگ ہو رہی ہے یہ تو بڑا ہی ظلم ہو رہا ہے لیکن انہوں نے کہا کہ

very good یہ بہت اچھا اقدام ہو رہا ہے۔اب ڈاکٹر مراد راس صاحب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں تقریر نہیں کروں گا بلکہ صرف ایک fact بیان کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب اس amendment کے ذریعے یہ فرما رہے ہیں کہ سپیشل کمیٹی کی جو رپورٹ، یہ amendments جن کو ہم legislate کرنے جا رہے ہیں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔آپ اس پر ایک اور سپیشل کمیٹی بنائیں وہ سپیشل کمیٹی دوبارہ سے غور کرے۔اب اس سپیشل کمیٹی کی ہم نے جو رپورٹ ایوان میں lay کی ہے جس کو legislate کر رہے ہیں جس میں انہوں نے amendment دی ہے ۔ میں fact بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اس سپیشل کمیٹی میں کون لوگ ہیں۔اس کمیٹی میں میاں نصیر احمد، میاں طارق محمود، رانا محمد ارشد، مسٹر محمد قدیر خان، میاں کاظم علی پیرزادہ، مسٹر محمد خرم گلفام، مسز عائشہ جاوید اور ڈاکٹر مراد راس ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ہم جس رپورٹ پر amendment کر رہے ہیں اس میں لکھا ہے کہ:

After detailed discussion on the aims and objectives of Clauses of the Bill,

جس میں یہ تقریر فرما رہے تھے۔

The Committee unanimously decided to recommend that the Bill may be passed by the Assembly

ڈاکٹر مراد راس: میں نے وہاں abstain کیا تھا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب اس قسم کی صورتحال میں ایسی تقاریر ہوں گی تو پھر ان تقاریر کو اگر ممبران نہ سمجھیں یا ان پر غور نہ کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے اپوزیشن کے بھائیوں کو اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instruction to report thereon by 31st December 2013:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah Ud Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into the consideration once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan. Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

LEADER OF OPPOSITION(Mian Mehmood-ur-Rasheed): I move:

"That in Clause 5 of the Bill, in the proposed section 3 of the Principal Act, for para (c) the following, be substituted:

"(c) "area" means the area of Lahore District excluding the area under the jurisdiction of the Cantonment Boards, DHA and other similar bodies having their own rules and bye-laws;"

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 5 of the Bill, in the proposed section 3 of the Principal Act, for para (c) the following, be substituted:

"(c) "area" means the area of Lahore District excluding the area under the jurisdiction of the Cantonment Boards, DHA and other similar bodies having their own rules and bye-laws;"

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب بڑے ذہین وفطین تجربہ کار جہاندیدہ پارلیمنٹیرین ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ اس طرح بات کر رہے ہیں کہ جیسے یہ ایکٹ آج لایا جا رہا ہے۔ ایل ڈی اے ایکٹ 1975 سے موجود ہے یہ ابھی جس کے محاسن بیان کر رہے تھے اہالیان لاہور پچھلے تیس پینتیس سال سے بھگت رہے ہیں۔ ہم لاہور کے شہری ایل ڈی اے کے ایکٹ کو بھگت رہے ہیں۔ رانا صاحب تو فیصل آباد میں ہیں انہیں کیا پتا کہ لاہور کے شہریوں پر کیا بیت رہی ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایل ڈی اے Act پہلے بھی بنا جس میں انہوں نے کہا کہ بڑے زبردست قوانین ہیں، چیزوں کو regulate کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ادارہ ہے اور اس کو ہم مزید مضبوط کرنے جا رہے ہیں۔ لاہور بدقسمت ترین شہر ہے۔ میں وزراء کی پوری team کو ساتھ لے جا کر visit کرانا چاہتا ہوں تاکہ پتا چلے کہ کون کون سی سکیمیں develop ہوئیں اور کہاں کہاں commercial areas چھوڑے گئے؟ یہ ماسٹر پلان کی بات کرتے ہیں جبکہ انہوں نے تو ماسٹر پلان کی دھجیاں اُڑا دی ہیں۔ انہوں نے rules relax کر کے اور وزیر اعلیٰ کو سمریاں بھیج بھیج کر ماسٹر پلان کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ کس Act کی بات کر رہے ہیں؟ میں ان کو ساتھ لے جا کر visit کراؤں گا۔ میں ان کو سمن آباد، اقبال ٹاؤن، جوہر ٹاؤن، مسلم ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن، ٹاؤن شپ اور فیصل ٹاؤن کا visit کراؤں

گا۔آئیں، میرے ساتھ چلیں،پورا ایوان چلے اور جا کر دیکھے کہ ایل ڈی اے کے قوانین و ضوابط کے اُلٹ وہاں پر کیا تماشا بنا ہوا ہے؟وہ تمام علاقے جو کہ کمرشل تھے ان کو کسی نے نہیں پوچھا جبکہ تمام مین بلیوارڈز کو روپے لے کر یا سیاسی رشوت کے طور پر commercialize کر دیا ہے۔آج ان commercial areas کو کوئی نہیں پوچھتا۔جنہوں نے کروڑوں روپے دے کر auction پر وہ کمرشل پلاٹ خریدے تھے وہ لوگ تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔حکومت کا منظور نظر اُٹھتا ہے،وہ دباؤ ڈالتا ہے،وزیراعلیٰ کے پاس جاتا ہے،ایک درخواست دیتا ہے،نیچے سمری move ہوتی ہے،comments کے لئے آجاتی ہے اور پھر سمری پاس ہو کر چلی جاتی ہے کہ فلاں سڑک کو کمرشل قرار دے دیا جائے۔اسی ایل ڈی اے کو آپ دوبارہ پورا ڈویژن دینے جا رہے ہیں کہ جس نے اس شہر کے حُسن اور لوگوں کا ستیاناس کر دیا۔آج پورے لاہور میں جو haphazard آبادیاں ہیں،جو ٹریفک کا نظام تباہ و برباد ہو گیا ہے اور ایک سے دوسری جگہ move کرنے کے لئے گھنٹوں رُکنا پڑتا ہے یہ سب اسی ایل ڈی اے کی وجہ سے ہے۔ایل ڈی اے نے ہی اس شہر لاہور کا یہ حلیہ بنایا ہے۔آج اگر کسی ایمبولینس کو ہسپتال جانا پڑ جائے تو اسے اس شہر کے اندر ایک ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت طے کرنی پڑتی ہے۔آج پورے شہر لاہور کے اندر سکول، پرائیویٹ ادارے اور semi commercial organizations مشروم کی طرح اُگی ہوئی ہیں اور یہ آج اس کے محاسن بیان کر رہے ہیں۔رانا ثناءاللہ شاید لاہور میں گھومتے نہیں، یہ صرف جاتی امراء، ماڈل ٹاؤن اور اپنے گھر تک رہتے ہیں۔آئیں ذرا پورے لاہور کو دیکھیں تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ لاہور کے شہری کس طرح سے جی رہے ہیں اور کس طرح سے ایل ڈی اے کے اہلکاروں کے ظلم و ستم کا شکار ہیں۔انہوں نے کہہ دیا کہ ایل ڈی اے کو پورا ڈویژن دے دیا جائے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایل ڈی اے تو پہلے ہی پرائیویٹ سیکٹر کو crush کر رہا ہے۔اتنی سخت پابندیوں اور قوانین کی وجہ سے کوئی پرائیویٹ سیکٹر ان کے سامنے ٹھہر اور پنپ نہیں سکتا۔یہ sister-organizations کو encourage کرنے کی بجائے discourage کرتے ہیں۔ایل ڈی اے نے جو ظالمانہ قوانین بنائے ہیں۔میں انہیں دعوت دوں گا اور یہ صحافی بھائیوں کو بھی ساتھ لے کر چلیں۔ایل ڈی اے نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں اور جو سکیمیں develop کی ہیں وہ بھی دیکھ لیں اور پرائیوٹ سیکٹر نے جو سکیمیں develop کی ہیں ان کو بھی دیکھ لیا جائے۔ایل ڈی اے کی تمام تر پابندیوں اور سختیوں کے باوجود آج لوگوں کا رجوع پرائیویٹ سیکٹر کی طرف ہے۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ ماڈل ٹاؤن، واپڈا ٹاؤن، ویلنشیا ٹاؤن، طارق گارڈن، ڈی ایچ اے جا کر دیکھیں۔لوگ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہیں اور

کہتے ہیں کہ ہم ایل ڈی اے کی کسی سکیم میں کسی صورت پلاٹ نہیں لیں گے۔آج یہ اسی ایل ڈی اے کو پوراڈویژن سونپنے چلے ہیں۔ان کو آج یہ کروڑوں لوگوں کی مزید عمل داری دینے چلے ہیں۔یہ کیا کرنا چاہتے ہیں،ایل ڈی اے قصور گنڈا سنگھ والا میں جا کر کیا کرے گا، کھڈیاں،تلونڈی اور کنگن پور میں جا کر کیا کرے گا؟ہم یہ کہیں گے کہ ایل ڈی اے کی jurisdictionپورے ڈویژن تک بڑھانے کا کیا جواز ہے؟.No, never at all

جناب سپیکر!ایل ڈی اے نے اس پورے لاہور کے اندر بہت سی جگہوں پر پہلے لوگوں کے قبضے کرائے،اسے کچی آبادی declareکرایااور پھر اس کے بعد مالکانہ حقوق دے دیئے۔ایل ڈی اے والے پرائیویٹ سیکٹر سے کہتے ہیں کہ پچیس فیصد پلاٹ رہن رکھیں گے۔رانا صاحب!اپنی informationدرست کریں۔یہ mortgageآج سے نہیں بلکہ 1975 سے ہے۔پرائیویٹ سیکٹر میں جو کالونیاں بنتی ہیں ان کے پلاٹس یہ mortgageکرتے ہیں۔بدقسمتی یہ ہے کہ آج بھی درجنوں developers دربدر پھر رہے ہیں۔انہوں نے پرائیویٹ سکیموں کو developکیا اور اپنے mortgageپلاٹ چھڑوانے کے لئے ایل ڈی اے کے چکر لگا رہے ہیں۔ایل ڈی اے والے mortgageپلاٹ چھوڑنے کے لئے ان سے پلاٹوں کی demandکرتے ہیں۔واساوالوں سے کہا جاتا ہے کہ ہم نے یہ سیوریج ڈال دیا ہے آپ اس کی reportکریں۔وہ سالوں لگا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ positive reportکرنے کے لئے کتنے پلاٹ دو گے؟اس کے بعد انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ اور TEPAوالے آ جاتے ہیں۔وہ الگ bargainingکرتے ہیں۔Overseerسے لے کر Chief TEPAتک کہتے ہیں کہ ہم نے اس سکیم کوexemptionدینی ہے اورNOCدینا ہے کہ developmentٹھیک ہو گئی ہے لہذا اب bargainingکرو کہ کتنے پلاٹ دیتے ہو؟اس کے بعد واپڈا اور ٹاؤن پلاننگ کا محکمہ آ جاتا ہے۔میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ دو تین چیزوں پر میرا challengeہے۔حکومتی بنچوں سے تعلق رکھنے والے دوست ایل ڈی اے کے بڑے گُن گا رہے ہیں کہ شاید ایل ڈی اے کوئی بہتر کام کرتا ہے۔1988-90 میں انہی کی حکومت تھی۔جنرل جیلانی کی رپورٹ on recordہے کہ چھ ارب روپے سے زائد کی embezzlementہوئی۔اصل مالکان آج تک دھکے کھاتے پھرتے ہیں جبکہ اپنے منظور نظر لوگوں کو پلاٹوں سے نواز دیا گیا۔آپ جوہر ٹاؤن فیز-I میں چلے جائیں۔وہاں مالکان آج بھی دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں۔علامہ اقبال ٹاؤن، سکندر بلاک،رضا بلاک،عمر بلاک میں جن لوگوں کے کھوہ تھے،جن کی زمینیں تھیں اور جن کے

آباؤاجداد کی وراثت تھی وہ دربدر ہو گئے ہیں۔ایل ڈی اے کی سکیمیں بن جانے پر آج تیسری نسل کے اندر بھی وہ لوگ فائلیں اُٹھا کر پھر رہے ہیں کہ ہمیں exemption or compensation میں کوئی پلاٹ مل جائے۔ایل ڈی اے نے 1988 کے دور میں اربوں روپیہ لُٹایا ہے۔اُس وقت کے ذمہ داران حکومت اَن داتا بنے ہوئے تھے۔رانا ثناء اللہ خان 1999 تک آتے ہیں۔میں ان کی یادداشت درست کرنا چاہتا ہوں۔اسی جگہ پر جہاں اس وقت میں کھڑا ہوں رانا ثناء اللہ خان aggressive انداز سے یہی باتیں کرتے تھے جو آج میں کر رہا ہوں۔اُس وقت میں حکومتی بنچوں پر تھا اور آج یہ حکومتی بنچوں پر تشریف فرما ہیں۔یہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ ایل ڈی اے کو کنگال کس نے کیا ہے؟ان کے دور حکومت میں اور ان کے قائدین نے ایل ڈی اے کو کنگال اور تباہ برباد کر دیا۔ہزاروں پلاٹ اپنے چہیتوں میں بانٹ دیئے اور جو مستحق لوگ تھے انہیں کچھ نہیں ملا۔ساری گوالمنڈی بھر دی گئی۔

ایک معزز ممبر: اذان ہو رہی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! انہوں نے اذان کا کہہ کر میرا motion توڑ دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاید یہ چنیوٹی صاحب نے کہا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے آپ کی وساطت سے تین چار بڑی باتیں ایوان کے سامنے رکھی ہیں۔ایل ڈی اے کے کھربوں روپے کے assets اب بھی اس شہر کے اندر موجود ہیں۔اربوں روپے کی جائیدادیں hidden property کے نام سے موجود ہیں اور جن کا کوئی والی وارث نہیں۔کہیں بھینسیں باندھی ہوئی ہیں، کئی جگہوں پر encroachment ہے اور بعض جگہوں کو ایل ڈی اے کے افسران un-officially اپنے منظور نظر افراد کو کرائے یا lease پر دے کر مال بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر ہم ایسے ادارے کو کہیں کہ آپ قصور بھی چلے جائیں، گنڈا سنگھ بھی لے لیں، شیخوپورہ اور ننکانہ بھی چلے جائیں تو پھر اس ڈویژن کے اُوپر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔پرائیویٹ سیکٹر کے اندر جو چھوٹے لوگ ہیں، جو چھوٹے زمیندار ہیں۔جن کی دو دو، چار چار ایکڑ زمینیں ہیں جن کا روزگار اور جن کا دارومدار وہی زمینیں ہیں اب ان کی نظریں اُن کی زمینوں کو ہڑپ کرنے پر لگی ہوئی ہیں۔آج یہ ڈویژن تک extend کرنا چاہ رہے ہیں اس کا مقصد کیا ہے؟ بھئی! آپ نے اُس ضلع کو develop کرنا ہے تو اُس ضلع کے جو بلدیاتی لوگ منتخب ہو کر آئیں گے آپ اُن کے اوپر کوئی مہربانی کر کے اُنہیں کہیں کہ

جناب!آپ اس کے اندر ٹاؤن پلاننگ کا کوئی کام کریں،اس ضلع کی ترقی اور بہتری کے لئے کچھ کریں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ایک شہر جو پہلے ہی ڈیڑھ کروڑ کی آبادی پر مشتمل ہے جس کی حدود already قصور، گوجرانوالہ اور شیخوپورہ تک پہنچ گئی ہیں اب باقاعدہ اس کو ایل ڈی اے کا حصہ بنا کر ایل ڈی اے کے افسران کی ملی بھگت سے لینڈ مافیا trillions of dollars and rupees سمیٹنا چاہتا ہے ہم اس سازش کو بے نقاب کریں گے، کرتے رہیں گے اور یہ کہتے رہیں گے کہ ایل ڈی اے پہلے اپنی منجی کے نیچے ڈانگ پھیر لے اور یہ دیکھ لے کہ اُس نے اب تک جو کیا ہے وہ کیا ہے؟ یہ جن رولز کا حوالہ دے رہے تھے یہ سارے قوانین تو 1975 سے موجود ہیں۔ Land Acquisition Act بھی ہے، سکیمیں approve کرانے کا قانون بھی ان کے پاس ہے، commercial sites کا قانون بھی ہے، ماسٹر پلان بھی ہیں۔ ہر دو مہینے بعد ماسٹر پلان کے اندر تبدیلی کر کے site for public buildings کے درجنوں پلاٹ ہڑپ کر جاتے ہیں۔ میں نے دو حوالے دیئے ہیں جن کا وزیر قانون کی طرف سے جواب نہیں آیا۔ ایک بلاک گارڈن ٹاؤن میں 30 کنال کا پلاٹ site for hospital کی subdivision کر کے 1990 کے آغاز میں بے نظیر صاحبہ کی حکومت گرانے کے لئے ایم کیو ایم کو ساتھ ملانے کے لئے اور میں یہ بات on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ ایک ایک کنال کا پلاٹ دیا۔ اُس کے بعد سینکڑوں پلاٹ ہیں جو political bribe کے طور پر دیئے گئے ہیں۔ آج سینکڑوں پلاٹ ایسے ہیں جو مختلف سکیموں کے اندر پڑے ہیں، شان آرکیڈ Site for public building گارڈن ٹاؤن میں چھ کنال کا پلاٹ تھا آج وہاں مسلم لیگ (ن) کے ایک لیڈر کا بلند و بالا کمرشل پلازہ کھڑا ہے تو میں عرض کروں گا کہ خدارا یہ وزیر قانون ایل ڈی اے کے جو اتنے گُن گا رہے ہیں تھوڑا سا خیال کر لیں کہ ایل ڈی اے نے کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ میں نے ان کے سامنے ایک سوال رکھا تھا کہ یہ بتا دیں کہ ایل ڈی اے نے عام آدمی کو facilitate کرنے کے لئے آج تک کیا کیا ہے؟ صرف ایک سوال ہے کہ ایل ڈی اے کی develop ہونے والی سکیموں کے اندر start پر جو ریٹ شروع ہوتا ہے وہ 5/4 لاکھ روپیہ مرلہ ہے۔ مجھے بتایئے ایک آدمی جو دس بیس تیس ہزار روپیہ مہینہ بھی لینے والا ہے وہ ساری زندگی کی جمع پُونجی بھی جمع کرے، کمیٹیاں ڈالے، اپنے گھر والوں کے زیورات بیچے، آیا پھر بھی وہ ایل ڈی اے کی کسی سکیم میں کوئی پلاٹ لے سکتا ہے؟ جواب آئے گا، No۔ یہ Treasury Benches والے کہاں سو رہے تھے؟ آج کل عوام بالکل خودکشیوں پر مجبور ہے۔ اُن کو اپنی چھت کے لئے جگہ نہیں مل رہی۔ ان کو چاہئے تھا کہ ایل ڈی اے کو پابند کرتے کہ غریب آدمی کے لئے، مزدور کے لئے، عام شہری کے لئے،

لاہور کے عام باسی کے لئے سستی سکیمیں develop کرے۔ میں یہاں کھڑا ہو کر چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی ایک سکیم اے کیٹیگری کی develop نہ کرتے، بی کیٹیگری کی develop کر لیتے، سی کیٹیگری کی کر لیتے، سولنگ لگا دیتے، open drains بنا دیتے لیکن کسی غریب کو 50 ہزار یا ایک لاکھ روپیہ مرلہ کے حساب سے پلاٹ مل جاتا۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ ایل ڈی اے کی jurisdiction لاہور ڈویژن بالکل نہیں ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ amendment کے حوالے سے اِس پر ہی آ جائیں تو بہتر ہے۔ آپ کی جو پہلی amendment تھی آپ اُس کے اوپر جتنی بات کرتے رہے میں نے اُس پر آپ کو interrupt نہیں کیا۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو باتیں کیں اُن کا جواب دینا ضروری تھا۔ وہ اس طرح سے بات کر رہے تھے کہ شاید LDA Act کوئی نیا قانون آ رہا ہے۔ بھئی! LDA Act کے تمام اختیارات اُن کے پاس موجود تھے۔ ہمیں اُس ادارے کی کارکردگی دیکھنی ہے تو میں اس amendment پر کہہ رہا ہوں کہ اس کو کنٹونمنٹ بورڈ اور دیگر اداروں کے علاوہ صرف لاہور شہر تک restrict کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ نے اُس وقت چونکہ مجھے personal point of explanation نہیں دیا تھا تو میں صرف یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ میں نے پچھلے جو بھی points بتائے ہیں میں انہیں repeat کرنا چاہتا ہوں اور نہ میں وقت ضائع کرنا چاہتا ہوں۔ مگر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ خان کا politics اور سب چیزوں کے اندر بہت experience ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ لوگوں کو confuse کرنا کتنا آسان ہے تو اس لئے وہ ایک دو چیزیں پیش کر کے بڑا easily لوگوں کو confuse کر دیتے ہیں کیونکہ اُن کا experience بہت زیادہ ہے مگر انہوں نے میرے facts کو negate نہیں کیا تو میں اُن کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب! میاں صاحب آپ کوشش کریں گے کہ باتیں repeat نہ ہوں اور آپ اسی amendment پر ہی رہیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میری گزارش یہ ہے کہ جب میں اپنی تقریر ختم کر کے نماز کے لئے نکل گیا، پھر دوبارہ آیا تو رانا ثناء اللہ خان کی کچھ باتیں میں سُن سکا، کچھ نہیں سُن سکا۔ ماشاء اللہ وہ بڑے اچھے انداز میں چیزیں بیان کرتے ہیں۔ میاں محمود الرشید صاحب نے ابھی ایک بات کی ہے ناں کہ "اپنی منجی تھلے ڈانگ پھیرو۔" پہلے اپنی منجی تھلے ڈانگ پھیرو، اَدھی اسمبلی جیہڑی میرے نال بیٹھدی سی اوہ ہن تہاڈے نال اے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ میں اُس جمہوری حکومت کا حصہ تھا جس کے دور میں 20 کلو آٹے کا تھیلا 180 روپیہ کا تھا، جب چینی 28 روپیہ کلو تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ اس amendment پر آ جائیں پلیز۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر میں کسی جماعت میں تھا تو رانا ثناء اللہ خان بھی پہلے کسی اور جماعت میں تھے۔ وہ اب اس جماعت میں آئے ہیں۔ یہ جس جماعت کا دعویٰ کرتے ہیں میری فیملی نے اُس جماعت کے لئے قربانیاں دی ہوئی ہیں۔ انہوں نے کیا قربانیاں دی ہیں؟ ہم نے تحریک نجات میں قربانیاں دی ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ اگر ہم اس ایوان کو اچھے سیاسی انداز میں لے کر چلیں گے تو یہ سب کے لئے بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کا ٹائم ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ پرویز مشرف اچھا آدمی نہیں تھا۔ 2008 میں جب الیکشن ہوئے تو مسلم لیگ (ن) کی کیبنٹ نے جا کر حلف لیا تھا میں نے پرویز مشرف سے حلف نہیں لیا۔ میں ان کی جماعت کے ساتھ مقابلہ کر کے آزاد حیثیت سے جیت کر آیا تھا۔ میں نے ووٹ لئے تھے، لاہور شہر نے میرے اوپر اعتماد کا اظہار کیا تھا اور میں اب بھی ان کی جماعت کو ہرا کر آیا ہوں، میں پہلے بھی ہرا کر آیا ہوں اور میں لاہور میں ان کی جماعت کو ہرا کر آیا ہوں۔ یہ بات کرنے سے پہلے اپنی منجی کے تھلے ڈانگ پھیریں۔ یہ میرے ساتھ بات نہ کریں میں ان کے گھر کا بھیدی ہوں اس لئے میرے ساتھ وہ بات نہ کریں۔ میرے ساتھ اصول اور قانون کی بات کریں۔

جناب سپیکر! ہم ایل ڈی اے کے اوپر بات کر رہے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ مردِ مومن، مردِ حق کا نعرہ انہوں نے لگایا تھا میں ضیاء کی قبر پر نہیں جاتا۔ ان کے وزیر اعظم نے کہا تھا کہ ضیاء ہمارا

والی وارث ہے تو پوچھیں ان سے۔ جس وقت اقتدار کی ضرورت ہوتی ہے یہ کسی ڈکٹیٹر کو بھی سر پر بِٹھا لیتے ہیں اور جب اقتدار کی ضرورت ہوتی ہے تو اُن کے ساتھ گھر میں بیٹھ کر کھانے کھائے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ amendment پر آ جائیں۔ آپ ایسی بات نہ کریں۔ آپ کا یہ روّیہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ غلط بات ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو میں نے پہلے 40 منٹ بولنے کا موقع دیا اور یہاں پر کوئی مقابلہ نہیں ہو رہا۔ (قطع کلامیاں)

پلیز مجھے رولز کے مطابق چلنے دیں۔ میاں صاحب! آپ amendment پر بولیں، نہیں تو میں put question کرتا ہوں۔ جی، میاں صاحب! (قطع کلامیاں)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: .Order in the House میں بات کر رہا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم ایل ڈی اے پر بات کر رہے ہیں اور ایل ڈی اے کی amendment پر بات کر رہے ہیں لہذا ہم وہ بات کریں جو سب کے لئے بہتر ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ اسی طرف آ جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم سیاسی لوگ ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بار ہا request کر رہا ہوں کہ آپ اس پر آ جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اسی پر بول رہا ہوں۔ کیا آپ بولنے نہیں دیں گے؟ آپ ایوان کو in order کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: میں اس وقت تک نہیں بولوں گا جب تک House in order نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: Order in the House آپ سب خاموشی اختیار کریں۔ جی، میاں صاحب! اب آپ اسی پر رہیں تو بہتر ہے۔

(اذان مغرب)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! عصر کے وقت جماعت ہو رہی تھی تو اس وقت کورم کی نشاندہی ہوئی چاروں رکعتوں میں گھنٹی بجتی رہی۔ آپ بتائیں کہ لوگوں کی توجہ اللہ کی طرف ہے یا گھنٹی کی طرف ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نماز مغرب کے لئے پندرہ منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(نماز معرب کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر
5 بج کر 27 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! میرا خیال ہے کہ غصہ ٹھنڈا ہو گیا ہو گا اور اب امید ہے کہ آپ اسی پر بات کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم خود چاہتے ہیں کہ ایوان اچھے طریقے سے چلے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایک اچھی فضا کے اندر بیٹھے ہیں تو بات بھی اچھی کریں اور legislation کے اوپر بولیں نہ کہ دائیں بائیں پر بولیں۔[******] لہذا ہم وہ بات ہی نہ کریں کہ جس کی بنیاد پر ایک دوسرے سے تلخی ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسی لئے میں نے آپ سے بارہا کہا ہے کہ to the point بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ایک دو جملوں میں اپنی بات کو سمیٹتا ہوں تاکہ آپ proceeding کو مزید آگے چلا سکیں۔ ایل ڈی اے کے role کے بارے میں جو بات ہوئی ہے تو ہمارا مؤقف یہ ہے کہ اس ترمیم کے اندر یہی کہا گیا ہے کہ ایل ڈی اے کے role کو اسی جگہ پر confine کیا جائے جو کہ 1975 کے ایکٹ کے مطابق ایل ڈی اے چل رہا ہے۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پیر صاحب! بات مکمل ہو لینے دیں تو پھر آپ کو موقع دیا جائے گا۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! [*****] الفاظ کو حذف کیا جائے۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پیر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں خود دیکھ لوں گا۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: ہمارا اس ترمیم میں یہ مؤقف ہے کہ ایل ڈی اے کی جو jurisdiction آپ بڑھانے جارہے ہیں وہ کسی طرح بھی عوام کے لئے بہتر نہیں ہو گی۔ آپ ایل ڈی اے کے جو پہلے functions ہیں جہاں پر ایل ڈی اے کام کر رہی ہے، انہیں improve کریں اور اتنا improve کریں کہ پھر ہم کہہ سکیں کہ ہاں اب ایل ڈی اے اس قابل ہو گئی ہے کہ یہ اپنے wings پھیلا سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے عرض کی ہے کہ بلڈنگیں بنانے سے خوبصورتی پیدا نہیں ہو گی بلکہ آپ کا جو اپنا کلچر ہے جہاں سے آپ نے فوڈ لینی ہے، دوسرے معاملات لینے ہیں وہ چیزیں آخر اس شہر کو کہیں نہ کہیں سے تو supply ہونی ہیں۔ آنے والے وقت میں خوراک کا بحران آرہا ہے، چیزوں کی قیمتیں آسمان کو چھُو رہی ہیں لہٰذا آپ identify کریں کہ ان areas کے اندر کالونی نہیں بن سکتی۔ آپ کسان کو سہولتیں فراہم کریں تاکہ وہ اپنی زمین بیچنے پر مجبور نہ ہو۔۔۔ آپ House in order کریں تاکہ میں بات کر سکوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تمام ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ جی، بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ ان کسانوں کو جن کی چھوٹی چھوٹی land holdings ہیں وہ لاہور کے قرب و جوار، قصور، شیخوپورہ اور ننکانہ میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ ان کو سہولتیں دیں تاکہ وہ اناج پیدا کریں۔ ہمارے پاس already اتنی بڑی سکیمیں ہیں ہم ان کے معاملات کو ٹھیک کریں۔ ہم حکومت کے ساتھ ہیں، اگر ایل ڈی اے میں کوئی نقائص ہیں تو ان نقائص کو ہم آپ کے سامنے ایک شہری کے طور پر دکھا رہے ہیں، کوئی نمبر بنانے کے لئے نہیں کر رہے ہیں۔ ایل ڈی اے میں ابھی اتنی capacity نہیں ہے کہ آپ اس کے wings اتنے بڑے کر دیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ آپ ان کسانوں کے ساتھ زیادتی کرنے جارہے ہیں جن کی زمینیں آپ لے رہے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا کہ آپ یہ بل اسمبلی میں اب پیش کر رہے ہیں اور زمینیں ایک سال پہلے سے خریدی جارہی ہیں۔ پہلے سارا پلان کر لیا گیا تاکہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نے زمین فروخت نہیں کرنی کیونکہ اس کی قیمت کل کو بڑھ جائے گی۔ پہلے سے ان کے پاس ان چھ بندوں کی لسٹ بھیج دی گئی جس کے ذریعے ایل ڈی اے زمین خریدے گی۔ میرا اس ترمیم میں مؤقف یہ ہے کہ مہربانی کر کے زرعی areas کو protection دیں اور یہ protection ہر ملک دیتا ہے۔ ہمارا ہمسایہ ملک جہاں سے ہم خوراک منگواتے ہیں اس نے اپنے ملک میں جو land reforms کی ہیں اس میں کسانوں

کو protect کیا ہے۔ ہم اپنی زرعی زمینیں ختم کرتے جا رہے ہیں اس طرح ہم دوسرے ملکوں کے انحصار پر آ جائیں گے۔اگر کل کو ہمارے اور انڈیا کے حالات ٹھیک نہ رہیں تو ہم پھر اُن سے کیسے چیزیں منگوائیں گے؟ جب تک آپ اپنی سستی چیزیں خود produce نہیں کریں گے اس وقت تک آپ لوگوں کو provide نہیں کر سکتے۔ میں تنقید کے لئے بات نہیں کرتا۔ یہ بتائیں کہ کیا یہ پولیس کا کام ہے کہ وہ ٹماٹر چیک کرے، ڈینگی چیک کرے؟ پلیز، آپ سسٹم بنائیں ہمارے ہاں system collapse کر گیا ہے۔ وہی چیزیں جو پانچ سال پہلے دو سو روپے کی تھیں اب وہ نو سو روپے میں بھی نہیں مل رہی ہیں۔ لوگ اتنے مجبور ہو چکے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو خوراک دیں یا سکولوں کی فیسیں دیں؟ ہم اپنے سسٹم پر توجہ دیں اور ایل ڈی اے کو ابھی اتنا وسیع نہ کریں۔ زرعی زمینوں کو protection دیں، آنے والے وقت کے لئے سوچیں، صرف اور صرف اپنی ذات کے لئے مت سوچیں بلکہ یہ سوچیں کہ ہم دے کر کیا جا رہے ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہی گزارش کروں گا کہ باقی جو گفتگو میاں صاحب اور معزز ممبران اپوزیشن نے فرمائی ہے اس کی تان آ کر وہ یہیں پر توڑتے ہیں کہ اس وقت ایل ڈی اے خراب ہے، ایل ڈی اے کا کردار ٹھیک نہیں ہے، ایل ڈی اے کو ماضی میں جو کردار ادا کرنا چاہئے تھا وہ ادا نہیں کیا۔ اس بات پر کوئی dispute نہیں ہے کہ اداروں کی کارکردگی up to mark نہیں ہوئی۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ آپ کسی بھی ادارے کی بات کر لیں جب تک جمہوریت ایک تسلسل کے ساتھ اس ملک میں جاری نہیں رہے گی اُس وقت تک اداروں کی کارکردگی میں بہتری کی گنجائش ہمیشہ رہے گی۔ ایل ڈی اے کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی گنجائش بہر حال موجود ہے اس سے تو کوئی انکار نہیں ہے، اب اس کی بہتری کس طرح سے ہو سکتی ہے؟ اس بہتری کا اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے کہ جو ایکٹ موجود ہے اس ایکٹ میں ایسی تبدیلیاں لائی جائیں اور اس میں ایسی legislation کی جائے جس سے وہ ادارہ بہتر طور پر function کر سکے۔ اگر اب ہم اس کی بہتری کے لئے یہ legislation لے کر آئے ہیں تو میرے معزز بھائی جو اپوزیشن سے ہیں وہ وہی بات جس کو درست کرنے کے لئے ہم یہ legislation کر رہے ہیں وہ اس legislation کے عمل کے خلاف ایک اور argument بیان کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے اس بات کا بہت

زیادہ چڑ چا کیا کہ لوگ دھکے کھا رہے ہیں، لوگ تیس تیس سال سے مر رہے ہیں کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں ہے۔اس legislation میں سیکشن 32 ہے۔

32. Commission on issues of bonafide purchasers, illegal schemes and illegal constructions.

جناب سپیکر! in short words جتنی بات اپوزیشن کے ممبران نے کی ہے یا جتنی بھی تنقید کسی بھی ادارے پر کی جا سکتی ہے تو وہ تمام بات ان تین لفظوں میں bracket ہو جاتی ہے کہ bonafide purchaser کو اس کا پلاٹ نہیں ملا، اُس کو اُس کا حق نہیں ملا جس کی وجہ سے وہ دھکے کھا رہا ہے جس طرح یہاں بات کی گئی ہے۔ Illegal schemes جو سب سے بڑا مسئلہ ہے اور یہ بھی bonafide purchaser سے جُڑا ہوا ہے۔ جو لوگ سالہا سال سے سول کورٹس میں دھکے کھا رہے ہیں، اِدھر اُدھر دھکے کھا رہے ہیں اُن کا کوئی پرسان حال نہیں ہے ہم اُن لوگوں کے لئے یہ legislation لا رہے ہیں یعنی اس کا سیکشن 32 جو پہلے نہیں تھا اب اس کو لا رہے ہیں۔ یہ کہنا کہ قانون تو پہلے سے موجود ہے۔ ایسا نہیں ہے، یہ قانون پہلے سے موجود نہیں تھا بلکہ یہ نئی amendment ہے اور نئی legislation ہے۔اس میں یہ ہے کہ:

After the commencement of this Act, the Government shall constitute a Commission, as a one-time dispensation, for considering and deciding matters and disputes pertaining to bonafide purchase for value owing…

یعنی bonafide purchasers کے مسائل کو حل کیا جائے۔اسی طرح پہلے master planning نہیں تھی پورے پنجاب میں کسی جگہ کسی شہر میں بھی master planning نہیں کی گئی۔2004 میں پہلی دفعہ لاہور میں ایک half-hearted effort ہوئی تھی لیکن اس پر کوئی implement نہیں ہوا۔ یہ پہلی دفعہ کیا جا رہا ہے اور اس سے اس بات کا تعین ہو جائے گا کہ commercialization کہاں پر ہونی ہے، residential کہاں پر ہونی ہے اور agricultural کہاں پر ہو گی۔یہی وہ مسائل ہیں جن مسائل میں ایل ڈی اے سالہا سال سے الجھا ہوا ہے اس کو بہتر کرنے کے لئے ہی یہ legislation کی جا رہی ہے and without legislation which is the tool for rectification

اس کے بغیر اداروں کو بہتر کرنے کا دنیا میں اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔یہی طریقہ ہے جس کو موجودہ گورنمنٹ اپنا رہی ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause of the Bill, in the proposed Section 3 of the Principal Act, for para (c), the following be substituted:-
>
> "(c) "Area" means the area of Lahore District excluding the area under the jurisdiction of the Cantonment Boards, D.H.A. and other similar bodies having their own rules and bye-laws;"

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr. Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Mr Speaker, I move:

"That in Clause 5 of the Bill, in proposed Section 3 of the Principal Act, para (f) be omitted."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 5 of the Bill, in proposed Section 3 of the Principal Act, para (f) be omitted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR ACTING SPEAKER: Opposed.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا صاحب چونکہ بہت زیادہ معترض ہیں کہ ہم اس پر بہت زیادہ بولتے ہیں اور یہ ملتی جلتی باتیں ہیں۔ اس میں اس کو omit کر دیا جائے۔ Overall میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کمشنر کو LDA Authority کا ممبر بنایا ہوا ہے۔ ہم یہ propose کرتے ہیں اس کی جگہ پر اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے ممبر کو اس کا ممبر بنایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اپوزیشن لیڈر کی یہ تجویز تو نہیں ہے کہ اپوزیشن کے کسی ممبر کو اس کا ممبر بنایا جائے۔ انہوں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ اس لفظ کو omit کر دیا جائے۔ اب چونکہ اس کا ایکٹ میں ذکر ہے تو پھر اس طرح سے اس کو omit کرنا rule سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اگر وہ اپوزیشن کے ممبر کو اس کا ممبر بنانا چاہتے ہیں تو پھر ان کو اس کی علیحدہ سے amendment دینی چاہئے تھی۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, in proposed section 3 of the Principal Act, para (f), be omitted."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Mian Mehmood-Ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr. Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer ud Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

DR MURAD RAAS: Mr Speaker! I move:

"That in Clause 6 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of section 4 of the Principal Act, for para (a), the following be substituted:-

"(a) "Mayor, Metropolitan Corporation, Lahore Chairman"

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 6 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of section 4 of the Principal Act, for para (a), the following be substituted:-

"(a) "Mayor, Metropolitan Corporation, Lahore Chairman"

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر مراد راس!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ کم از کم ایک چیز پر راناصاحب ہاں کر دیں تو باقی لوگ بھی خوش ہوں گے، لوگ بھی empower ہوں گے اور ان کو بھی شاید گھر جانے کا موقع مل جائے لیکن ہم نے تو نہیں جانے دینا، ہم نے تو ہر چیز پر بحث کرنی ہے کیونکہ ہم لوگوں کے مفاد میں بحث کرنے کے لئے یہاں بیٹھے ہیں۔ مگر رانا صاحب ایک چیز تو مان لیں so we are hoping کہ جو amendments لے کر آئے ہیں ان میں سے ایک پر کم از کم I oppose نہیں آئے گا۔

جناب سپیکر! دیکھیں! یہ discussion پہلے بھی ہوئی ہے لیکن کوئی فائدہ نہیں۔ جب ہم دروازوں سے نکلتے ہیں تو سب یہ کہتے ہیں کہ نہ ہمیں پتا ہے کہ ہم "Ayes" کس پر کہہ رہے ہیں اور نہ ہی ہمیں یہ پتا ہے کہ ہم "No" کس پر کہہ رہے ہیں؟ یہ حالات ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! باہر آکر مذاق اڑا رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں یہ نہیں پتا کہ اندر جا کر کیا کرنا ہے، "Ayes" کہتے ہیں تو "Ayes" کہہ دیتے ہیں اور no کہتے ہیں تو "No" کہہ دیتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! please آپ اپنی amendment پر آجائیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR ACTING SPEAKER: No cross talk.

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس میں issue یہ تھا کہ چیف منسٹر صاحب کے پاس as discuss before بہت زیادہ responsibilities ہیں۔ پہلے ان کے پاس پندرہ سولہ منسٹریاں تھیں اب کم ہو کر شاید چھ سات رہ گئی ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ میرے کافی competent بھائی اور بہنیں بیٹھی ہوئی ہیں جن کو یہ وزارتیں مل جانی چاہئیں اور ہم ان کو مبارکباد دیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ منسٹریاں آپ کے پاس آئیں تاکہ ان کا بوجھ کم ہو۔ اگر ان کو چیئرمین ایل ڈی اے بنانا ہے جو کہ ایک میئر کی پوزیشن ہے، آپ ان کو اتنے نیچے والے level پر کیوں لے کر آرہے ہیں؟ چیئرمین ایل ڈی اے بنانے کے لئے

چیف منسٹر کو اس چیز میں involve کیا جارہا ہے اور ہمیں ابھی تک اس بات کی سمجھ نہیں آرہی کہ ان کے پاس پہلے ہی اتنی responsibility ہیں اور ان کے پاس اس ایوان میں آنے کا وقت نہیں ہے۔ میں نے تو اپنی پہلی speech میں کہا تھا کہ اگر ان میں سے کوئی نہیں تو رانا صاحب چیئر مین بن جائیں اس لئے ان کو responsibility دی جائے جو کہ یہ کام کر سکتے ہوں اور اس کو ٹائم دے سکتے ہوں۔ جب اتنے قابل ممبران جو کہ یہ پوزیشن handle کر سکتے ہیں تو ہم ان کو کیوں نہیں دے رہے ؟ان کا اس میں کافی تجربہ ہے ان کو دیں۔ ہر ایک کو opportunity دیں کیوں opportunity نہیں دیتے ؟یہاں پر کافی قابل ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ہم کیوں ہر چیز میں چیف منسٹر صاحب کو involve کرنا چاہتے ہیں، ہر چیز کا Head اور ہر چیز کا کنٹرول ان کے پاس کیوں ہونا چاہئے؟ that is the argument. The argument is not کہ کس کو دیا جارہا ہے ؟کیوں ہر چیز چیف منسٹر صاحب کے کنٹرول میں دی جارہی ہے جبکہ اور اتنے قابل لوگ ہیں جن کو یہ ذمہ داری دی جائے۔ ہم آگے جو بلدیات کا الیکشن کروانے جارہے ہیں اس میں لاہور کے میئر کے پاس یہ اتھارٹی ہونی چاہئے کہ لاہور میں کیا ہورہا ہے اور لاہور کو کس طرح handle کرنا ہے۔ چیف منسٹر صاحب کے پاس تو پورا پنجاب ہے، ان کے پاس پورا پنجاب دیکھنے کے لئے ہے ایک ایل ڈی اے کی اتھارٹی پر ان کو چیئر مین کس لئے بنانا ہے؟ What is the point? What is the sense behind that? یہ بھی تو پتا لگے کہ اس کی وجہ کیا ہے ؟اتنی چھوٹی سی چیز کے لئے چیف منسٹر صاحب کو involve کیا جارہا ہے۔ میری یہ request ہے کہ میرے قابل بہن بھائی ممبران جو یہاں بیٹھے ہیں اور جن کو وزارتیں نہیں ملی ہیں۔ ان میں سے ایک کو چیئر مین ایل ڈی اے بنایا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھنا کہ یہاں پر کافی قابل لوگ ہیں جو ایل ڈی اے کو بہتر چلا سکتے ہیں۔ شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!ہم نے لاہور کے اندر یہ تو دیکھا تھا کہ پولیس کی picket لگی ہوئی ہے اور پولیس نے ناکے لگائے ہوئے ہیں۔ یہ پہلی بار دیکھا ہے کہ ڈی ایم جی گروپ کے ہمارے دوست بھائی آفیسر نیچے کھڑے ہیں اور کسی ایم پی اے کو باہر نہیں جانے دے رہے۔ بہر حال اچھی بات ہے کہ سارے دوست اس میں proper contribute کریں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر آپ بھی احساس کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جو ہم کر سکتے ہیں، اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں وہ ہم کر رہے ہیں لیکن جو ادھر کے حوالے سے بات ہے ان کی legislation پر majority ہے تاکہ اس لئے اسمبلی کے اندر majority matter کرتی ہے۔ ہم اپوزیشن کی حیثیت سے جو بھی positive بات سمجھتے ہیں انشاءاللہ تعالیٰ ضرور contribute کریں گے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر ہم اس amendment کو تھوڑا سا غور سے دیکھیں کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے علاوہ پنجاب کے اندر کچھ اور بھی اتھارٹیاں کام کر رہی ہیں، جیساکہ فیصل آباد اتھارٹی، ملتان اتھارٹی، گوجرانوالہ بھی ہے اور وہ بھی اتھارٹیاں ہیں۔ کیا ایسی بات آ گئی ہے کہ لاہور شہر کا میئر اس اتھارٹی کا چیئرمین نہیں ہو سکتا؟ پہلے بھی تو 2002 سے لے کر 2009 تک اس اتھارٹی کا چیئرمین ایک میئر رہا ہے اور ہر ہفتے ان کی باقاعدہ ایک میٹنگ ہوتی رہی۔ میں یہ ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں otherwise نہیں، ریکارڈ نکال کر دیکھیں تو ریکارڈ کے اندر آپ کو یہ بات بڑی ہی خوش آئند نظر آئے گی کہ اس اتھارٹی کا بطور چیئرمین ہونے کے ناتے جو بھی میئر تھے۔ لاہور کے اندر جتنی ڈویلپمنٹ سکیمیں ہیں، چاہے وہ سبزہ زار سکیم ہو، جوہر ٹاؤن سکیم ہو، اقبال ٹاؤن کی سکیم ہو یا کسی دوسری جگہ پر ہو، میں بڑے دعوے سے یہ بات کر رہا ہوں کہ وہاں پر بنیادی سہولیات گیس، بجلی، سڑکیں کچھ نہیں تھا اور ان سکیموں کو بنے ہوئے تیس تیس سال ہو گئے تھے لیکن کبھی کسی نے اس طرف توجہ نہیں دی، اس وقت بھی یعنی 1999 تک جو چیئرمین تھے وہ وزیراعلیٰ تھے۔ بات یہ ہے کہ وزیراعلیٰ کے پاس کاموں کی بہتات ہے سارے معاملات انہوں نے چلانے ہیں ہم ضد کے طور پر کہ ایک elected member جو لاہور کے نمائندوں نے منتخب کیا ہو، لاہور کی 273 یونین کونسلیں ہیں، 273 یونین کونسلوں نے اپنا ایک میئر چننا ہے ہم اس پر اعتبار کرنے کو تیار نہیں ہیں کہ ہم اس کو اختیارات دے دیں، ہاں! اس کے اختیارات کے بارے میں آپ بات کر لیں، آپ کہہ رہے ہیں کہ نہیں، ہم نے اس کو اختیارات نہیں دینے۔

جناب سپیکر! پوری دنیا میں، میں نے شگاگو میں انٹرنیشنل میئر کانفرنس میں شرکت کی، میں وہاں پر دو بار گیا ہوں، آپ وہاں پر میئر کی ڈویلپمنٹ چیک کریں اس کی سٹیٹ کا گورنر اس کا چیئرمین نہیں ہوتا میئر ہوتا ہے۔ اس کا ماسٹر پلان یا اس کی جتنی بھی ترقی ہے، انفراسٹرکچر کے حوالے سے وہ ساری کی ساری اس کے ذمہ ہوتی ہے۔ اب ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ فیصل آباد چونکہ پسماندہ ہے، لاہور کی زمینیں تھوڑی زیادہ مہنگی ہوں گی گوجرانوالہ کی زمین اس سے تھوڑی کم مہنگی ہو گی لہذا یہاں پر ہم ایک اتھارٹی بنا

کر اس کا چیئر مین وزیر اعلیٰ کو لگا دیں گے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ جو 273 یونین کونسلوں کا بلدیاتی الیکشن کروانے جا رہے ہیں۔ وہاں سے جو میئر آنا ہے اس میئر کو authority and power دیں جو پہلے بھی تھا، آپ اوپر والے level پر باتیں سُنتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے powers کو decentralized کرنا ہے، ہم نے ادارے بیچنے ہیں، یہ گھاٹے کے سودے سے باہر نکلنا ہے، آپ نے 'ایل ڈی اے کو پتا نہیں کیوں جُبیھی پالتی مینوں سمجھ نئیں آندی پئی 'اس کا پیچھا چھوڑ دیں، آپ بڑے کام کریں، پلاننگ کریں اپنی پالیسی بنائیں، اپنا vision دیں، کسی چیز کے اختیارات اپنے پاس centralize کرنے سے ترقی نہیں ہوا کرتی، ترقی اس وقت ہوتی ہے جب ہم اپنی powers دیتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ ہمارے منسٹر ہوں گے، ایڈوائزر ہوں گے یا آگے کام چلے گا، اکیلا کوئی بندہ کام نہیں کر سکتا۔ ایک سیکرٹری ہوتا ہے، اس کا ایڈیشنل سیکرٹری ہے، ڈپٹی سیکرٹری ہے ایک سسٹم ہے۔ ہر چیز اپنی اپنی جگہ پر چلتی ہے ہم عوام کے نمائندے ہیں ہم پر حکومت اعتبار کرے، ہمیں کوئی پوچھنے والا ہو گا۔ ایک میئر کو پکڑنا، اس سے کام کروانا زیادہ آسان ہے۔ اگر کسی کو کوئی مسئلہ ہے تو کون بندہ وزیر اعلیٰ کے پاس جائے گا؟ بیوروکریسی کسی سے نہیں ملتی، یہ سب کو پتا ہے۔ اپنے دِل پر ہاتھ رکھ کر میرے سارے دوست بھائی بتائیں کہ ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ ہم سمجھتے ہیں، ہم اس process سے گزرے ہیں، وہ اندر ٹھنڈے کمرے میں بیٹھے ہوتے ہیں اور باہر کہا جاتا ہے کہ اندر گول میز میٹنگ ہو رہی ہے۔ گزارش ہے کہ آپ یہ اختیارات میئر کو دیں۔ اسے تبدیل کر کے آپ وزیر اعلیٰ کو چیئر مین بنانا چاہ رہے ہیں۔ میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ یہ disaster ہو گا، یہ بہتر نہیں ہو گا، ہم عوام کے نمائندے ہیں ہم سے عوام مل سکتی ہے، ہمارے پاس آ سکتی ہے، لہذا آپ مہربانی کر کے اس معاملہ کو دیکھیں۔ رانا صاحب جو فرما رہے ہیں کہ ہم ایل ڈی اے کو ٹھیک کرنے جا رہے ہیں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں لیکن آپ یہ تو دیکھیں کہ ہمارا نکتہ اعتراض کہاں پر ہے؟ پہلے ہم اپنا گھر ٹھیک کر لیں، اگر کوئی بندہ ایک فیکٹری لگاتا ہے جب تک وہ profitable نہیں ہوتی تب تک وہ دوسری طرف نہیں جاتا۔ ایل ڈی اے کو بڑھانے کے لئے آپ تین اور اضلاع شامل کر رہے ہیں کم از کم پہلے ہمیں as a model ایک بنا کر دکھائیں، Laws, Act ہر چیز پہلے سے موجود ہے، 1975 سے ہے لیکن اس کی implementation نہیں ہے۔ اس بل کے اندر صرف اور صرف دائرہ کار بڑھانے کی بات کی جا رہی ہے، اختیارات centralize کرنے کی بات کی جا رہی ہے، اختیارات دینے کی بات نہیں کی جا رہی۔ کیا ہی خوب ہوتا اگر یہ بات کی جاتی کہ ہم اختیارات نچلی سطح تک منتقل کر رہے ہیں، ہم trust کر رہے ہیں۔ یہ بات ہی نہیں ہو رہی، بات صرف یہ ہو رہی ہے کہ خوش کرنے کے

لئے ، بابو بھی وزیر اعلیٰ کو خوش کرنے کے لئے یہی کرتے ہیں کہ تمام اختیارات وزیر اعلیٰ کو دے دیئے جائیں اور جب وزیر اعلیٰ موجود نہ ہوں تو ان کے اختیارات خود exercise کریں۔اس میں کوئی ممبر نہیں ہے،آپ اپنے بندے لائیں جن کو لوگ پوچھ سکیں اس کو بھی باڈی کا حصہ بنائیں۔ ہم نہیں کہتے کہ اپوزیشن کو شامل کریں بے شک اس کاآپ ایک بندہ بھی نہ لیں۔آپ اپنا بندہ لائیں،آپ تک پہنچ ہو گی، کوئی بندہ کسی ایم پی اے کو مل سکے گا، کوئی شکایت کر سکے گا، دادرسی ہو سکے گی۔یہاں پر ہم اپنے آپ کو کس side پر لے کر جارہے ہیں؟ دُنیاآگے کی طرف جارہی ہے اور ہم پیچھے کی طرف جارہے ہیں۔ ہم پھر وہی سسٹم کر رہے ہیں ، ہم نے کیا کیا کہ ایک لوکل باڈی سسٹم لے آئے جو لوکل باڈی سسٹم اب ایکٹ بن گیا ہے اس کے مطابق آپ نے اس کے functions لکھے ہیں ،اگر آپ نے power دینے کی کوشش کی ہے تو پھر آپ powers centralize کیوں کر رہے ہیں آپ اس کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا حصہ کیوں نہیں بناتے، آپ نے علیحدہ علیحدہ جنگیں شروع کر دی ہیں، میئر کچھ اور کر رہا ہو گا ، ایل ڈی اے کچھ اور کر رہا ہو گا۔ میں اپنی بات کو اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نے ایل ڈی اے کا ہی چیئرمین بننا ہے تو باقی جو تین اتھارٹیز ہیں اس کے چیئرمین بھی وزیر اعلیٰ بن جائیں تاکہ once for all اس matter کو resolve ہی کر لیا جائے۔ بہت شکریہ

میاں نوید علی: جناب سپیکر! میں نے ایک گزارش کرنی ہے کہ یہاں پر پچھلے تین گھنٹے سے ایک ہی بات بار بار repeat ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

میاں نوید علی: جناب سپیکر! میری بات سُنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بس رہنے دیں،اس کو لاء منسٹر دیکھ لیں گے۔آپ تشریف رکھیں۔

میاں نوید علی: جناب سپیکر! [* ********************************* *]

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سارے الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔ عباسی صاحب! آپ نے کوئی بات کرنی ہے؟

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! یہ جو ترمیم ہم نے دی ہے صرف اس وجہ سے دی ہے کہ وزیر صاحب نے جس طرح کہا ہے، اگر واقعی اس بل میں عوام کی فلاح و بہبود ان کے مدنظر ہے، عوام کے لئے یہ بڑا درد رکھتے ہیں اور بہت کچھ کرنا چاہتے ہیں جو پچھلے ساڑھے پانچ سالوں میں نہیں کر پائے تو میں صرف اتنی سی بات کرنا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس کیا اور کوئی کام نہیں ہے؟۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔(شور وغل)

جی، خاموشی اختیار کریں۔.Order in the House عباسی صاحب! آپ نے شاید کہا تھا کہ میں نے مختصر بات کرنی ہے، میں نے ایسا ہی سُنا تھا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر بات کرنے دی جائے تو میں نے مختصر بات ہی کرنی ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ repetition کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ مختصر سی بات کرنے لگے ہیں۔(قطع کلامیاں)

نہیں، ان کو بات کرنے دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ اتنے اچھے پارلیمنٹیرین ہیں اب ان کو نہیں بولنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیوں نہیں؟ یہ ان کا حق ہے، آپ یہ نہیں کہہ سکتے۔ عباسی صاحب! آپ بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: اچھا یا بُرا ہونے کا سرٹیفکیٹ ہمیں ان سے لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ Thank you very much. (قطع کلامیاں)

میں اپنا opinion دے رہا ہوں کہ ہمیں آپ سے کوئی سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں ہے کہ کون اچھا پارلیمنٹیرین ہے یا کون بُرا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! انہوں نے مختصر بات کرنی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! سُن لیں، سچ کڑوا ضرور ہوتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا تھا کہ میرا خیال ہے کہ پنجاب کے سارے معاملات بہت ٹھیک ہو گئے ہیں۔ دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں، سارا کام ختم ہو گیا ہے وزیر اعلیٰ کے پاس کرنے کے لئے کچھ نہیں بچا تو آپ ان کو ایل ڈی اے کا چیئر مین بنا رہے ہیں۔ خدا کے لئے ایسا نہ کریں اگر یہ بل واقعی عوام کی فلاح و بہبود اور لاہور کی بہتری کے لئے ہے تو اس میں جو لاہور کے منتخب نمائندے ہیں، جو عوام کو جوابدہ ہیں اگر اس کی ذمہ داریاں ان کو دے دی جائیں تو بہتر ہے ورنہ ہمیں تو یہ کوئی اور ہی کہانی سمجھ میں آ رہی ہے۔ یہ سارا پلان جس پر پچھلے ایک سال سے کام ہو رہا تھا اس appointment کے بعد یہ چیز سمجھ میں آنا شروع ہو گئی ہے کہ یہ کوئی بڑی گیم ہو رہی ہے، ماسٹر قسم کی گیم ہو رہی ہے کہ پورا ڈویژن ہی ایل ڈی اے میں شامل کر دو۔ اوپر سے اس کا چیئر مین وزیر اعلیٰ کو بنا دیں، وزیر اعلیٰ کے پاس ٹائم ہی نہیں ہے کیونکہ ہم سب کو پتا ہے ان کے پاس ٹائم ہی نہیں ہے ایل ڈی اے کو وہ کتنا وقت دے سکیں گے ؟ یہ کہانی سمجھ میں آ رہی ہے کہ وزیر اعلیٰ کے نیچے اگر ایل ڈی اے ہو گا، بیوروکریسی کے through یہ کیا کرنے جا رہے ہیں۔ اس ملک میں property icon ہیں، پراپرٹی مافیا بن گیا ہے اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بل صرف اور صرف پراپرٹی مافیا کو نوازنے کے لئے پاس کیا جا رہا ہے۔ وہ کام جو یہ پچھلے پانچ سالوں میں نہیں کر سکے، اب ان کو پتا ہے کہ آنے والے وقت میں شاید ان کو موقع نہ ملے اس لئے ہم اسے لوٹ مار کا پلان سمجھتے ہیں۔ ایک ایسا پلان سمجھتے ہیں کہ لوگوں کے آباؤ اجداد کی زمینیں جو کہ صدیوں سے ان کے پاس ہیں ان کو قانون کے تحت مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ حکومت کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ میں پوچھتا ہوں کہ حکومت کون ہوتی ہے کسی کو پابند کرنے والی؟ پورے ڈویژن کا ماسٹر پلان بنا رہے ہیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پہلے کبھی ایسے ہوا ہے، پوری دنیا میں کہیں ایسا ہوا ہے جیسے آپ کئی اضلاع ملا کر ماسٹر پلان بنا رہے ہیں؟ اگر آپ نے بنانا ہے تو اس کو ضلع وار بنا دیں، باقی اضلاع کو آپ علیحدہ بنا دیں لاہور کا جو اصل ماسٹر پلان بنا ہوا ہے، جو ایل ڈی اے نے بنایا ہے خدا کے لئے اسی کو ہی ٹھیک کر دیں اور اس کا سربراہ اُسی کو بنائیں جو عوام میں سے ہو، جو عوام میں رہتا ہو اور جس کے پاس عوام پہنچ سکے۔ وزیر اعلیٰ کے پاس تو میرے خیال میں ایم پی ایز اگر ملنے جائیں تو چار چھ مہینے سے پہلے ٹائم نہیں ملتا۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ لاہور کے شہریوں کو اتنا زیادہ دیوار کے ساتھ نہ لگایا جائے جو پہلے ہی ایل ڈی اے کے ظلم میں پس رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی اور کام جو پچھلے کچھ عرصہ سے ایل ڈی اے نہیں کر رہا ان کو کرے جیسے ہسپتال ہیں، پارکس ہیں، سکول ہیں اس کے علاوہ باقی جتنے معاملات ہیں وہ بھی adverse سے adverse ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر یہ محکمہ بھی وزیر اعلیٰ کے پاس

چلا گیا تو ہو سکتا ہے کہ دو دو سال ایک فائل بھی نہ دیکھ سکیں اس لئے ہماری گزارش ہے کہ یہ ایک خوفناک قسم کا پلان ہے جیسا کہ ہم سمجھ رہے ہیں، اگر ایسا ہے تو اس پر عمل نہ کیا جائے۔ انہیں ایسا نہیں کرنے دیا جائے گا عوام کے نمائندے یہاں پر موجود ہیں اگر یہ بل عددی اکثریت سے bulldoze کر بھی دیا گیا اور ہم نے یہ سمجھا کہ یہ بل لاہور کے عوام کے مفادات کے خلاف ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم لاہور کی گلیوں میں اُٹھ کر کھڑے ہو جائیں گے، عوام کے ساتھ نکلیں گے اور اتنا بڑا فراڈ نہیں ہونے دیں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جناب احمد خان بھچر صاحب! آپ کی آگے بھی ترامیم ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب والا! میں اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یکی بات ہے؟

جناب احمد خان بھچر: اگر اجازت ہو تو میں عرض کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری طرف سے اجازت ہے۔

جناب احمد خان بھچر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں دو چار باتیں ہی کروں گا اور آپ کا تھوڑا سا ٹائم لوں گا۔ بنیادی طور پر اس وقت ہم لوکل باڈیز کی کلاز 140(A) کی طرف جا رہے ہیں۔ (شور وغل)

جناب والا! پہلے ایوان کو in order کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خاموشی اختیار کریں۔ Order in the House.

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! یہ لوکل باڈیز بل کی direct contradiction ہو رہی ہے، چاہئے تو ہمیں یہ تھا کہ جس طرح ہم ایک کام کرنے جا رہے ہیں کہ ہر چیز کو devolution of powers کے تحت نیچے grass roots level پر لے کر جا رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ جب ایک میئر منتخب ہو کر آنا ہے تو کیوں نہ ہم اس کو ایل ڈی اے کا چیئرمین بنا دیں کیونکہ اس سے ایک اچھا message جائے گا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ human being کی کام کرنے کی ایک capacity ہوتی ہے۔ میں کوئی تنقید کرنے نہیں جا رہا، ہمارے جو چیف منسٹر پنجاب ہیں وہ پہلے ہی اتنے مصروف ہیں ان کے پاس چھ سات محکمے ہیں، جو انہوں نے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں۔ سارے funds چونکہ block allocation میں ہیں لہذا اس کی distribution بھی وہ خود کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ وفاق میں بھی ان کی مصروفیت بڑھ گئی ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر ہم میئر کو ہی ایل ڈی اے کا چیئرمین بنا دیں تو اس سے حکومت پنجاب کا ایک اچھا message جائے گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات اس میں یہ ہے کہ اگر ابھی سے ہم یہ فیصلے کرنے لگ جائیں گے تو ایک چیز پنجاب گورنمنٹ پر ضرور آئے گی کہ مستقبل کے کچھ فیصلوں سے، شاید کل کو عوام کی طرف سے لوکل باڈیز کے الیکشن میں جو عوامی ردعمل سامنے آنا ہے کہ شاید یہاں لاہور میں ان کے anti Mayor نہ بن جائیں جس کی وجہ سے ایل ڈی اے اس کے حوالے نہ کرنا پڑ جائے۔ لاہور کے دوستوں نے بھی کافی باتیں کی ہیں، پورے پنجاب کے مسائل ایک طرف ہیں اور لاہور کے مسائل ایک طرف ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ اس کو ہم اس طرف لے کر جائیں کیونکہ چیف منسٹر کے پاس تو ٹائم ہی نہیں ہوتا، خدانخواستہ ہم ان کی صلاحیتوں پر کسی قسم کا کوئی شک نہیں کرتے بلکہ اس وقت تو ہمارے چیف منسٹر پنجاب پورا پاکستان بھی چلا رہے ہیں، پنجاب چلا رہے ہیں تو ایل ڈی اے کو چلانا ان کے لئے کون سا مشکل کام ہے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ صرف ایل ڈی اے کو چلائیں، لاہور کے مسائل پورے پنجاب کے برابر ہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر ہم کسی سیاسی affiliation کے بغیر review کریں کہ جو next Mayor ہو اس کو ہی ایل ڈی اے کا چیئرمین ہونا چاہئے تو بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں کہ اس سے آپ کا عوام میں ایک اچھا message جائے گا، میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ میں زیادہ باتیں نہیں کرنا چاہتا دوستوں کی باتیں سن کر میں بھی کچھ تجاویز اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا تھا کہ اگر چیف منسٹر کی بجائے لاہور کے میئر کو ہی ایل ڈی اے کا چیئرمین بنایا جائے تو اس سے عوام میں ایک اچھا message جائے گا۔ چیف منسٹر کے پاس تو ٹائم ہی نہیں ہوگا جس کی وجہ سے مسائل میں اضافہ ہو جائے گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ راشد حفیظ صاحب!

راجہ راشد حفیظ: میں صرف اور صرف دو چار منٹ ہی لوں گا۔ یہاں پر main مسئلہ صرف یہ آ رہا ہے کہ ہم جو بحث کر رہے ہیں کہ ایل ڈی اے کا چیئرمین صرف اور صرف چیف منسٹر ہی کیوں؟ جبکہ آپ کا میئر بھی بننے والا ہے، آپ کی تمام ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں وہ میئر کے پاس چلی جائیں گی اور لاہور صرف اور صرف چیف منسٹر صاحب کے پاس جائے گا اور انہیں اس اتھارٹی کا چیئرمین بنایا جائے گا۔ میں سمجھتا کہ چیف منسٹر صاحب کے پاس اور بے شمار کام بھی ہیں، وہ کام بھی ہیں جن کے لئے وہ قوم سے وعدہ کر کے آئے تھے۔ اپنی election campaign کے دوران انہوں نے بجلی کا مسئلہ حل کرنے کا کہا تھا، اس کی ذمہ داری لیں اس سے ہم سمجھتے ہیں کہ لاہور کا ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان کا بھلا ہو جائے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس وقت جو main problems ہیں ان کو حل کیا جائے۔ میری رائے ہے کہ

چیف منسٹر صاحب اس وقت اگر مسائل کو حل کرنا چاہیں تو وہ مسائل حل کر سکتے ہیں جو کہ اس وقت پورے پاکستان کا مسئلہ ہیں۔اس میں صرف اور صرف لاہور کا ایل ڈی اے نہیں ہے،اس میں کوئی personal interest ہو سکتا ہے یا ایسی کوئی چیز ہو سکتی ہے کہ جس کی وجہ سے یہ تمام تر کوشش کی جا رہی ہے کہ میئر کو ہٹا کر چیف منسٹر صاحب کو چیئرمین بنا دیا جائے۔مجھے نہیں پتا کہ مجھے یہ بات کرنی چاہئے یا نہیں، ہم سب جب چھوٹے ہوتے ہیں تو کوئی نہ کوئی کہانی سنتے ہیں۔آج کل کے بچے جب کہانی سنتے ہیں تو وہ Spiderman اور Superman کی کہانیاں ہوتی ہیں تو وہ اپنے آپ کو بھی Spiderman اور Superman سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔پہلے چھوٹے بچے سنتے تھے اب چیف منسٹر صاحب کی یہ پوزیشن ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ تمام چیزوں کو میں خود سنبھال لوں یا گلے سے لگا لوں۔کچھ عرصہ پہلے علی بابا چالیس چور تک کی باتیں اخباروں میں چلیں اور آج انہوں نے اپنے آپ کو علی بابا سمجھنا شروع کر دیا ہے کہ یہ تمام کام میں خود کر لوں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:راجہ صاحب!آپ اصل موضوع پر آ جائیں تو میں آپ کا بے حد ممنون ہوں گا۔

راجہ راشد حفیظ:جناب والا!میں اسی پر آ رہا ہوں۔اب جو حکومتی ممبران اس وقت بیٹھے ہیں انہیں آپ لوگوں نے صرف اور صرف کورم پورا کرنے کے لئے رکھا ہوا ہے ان سے آپ اور بھی کام لے سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:وہ ان کا مسئلہ ہے آپ ان باتوں کو چھوڑ دیں۔

راجہ راشد حفیظ:جناب والا!میری گزارش یہی ہے کہ چیف منسٹر صاحب کی جگہ جو میئر ہیں ان کو باقاعدہ طور پر rights دیئے جائیں اور ان کو powers دی جائیں تاکہ وہ عوام کے مسائل حل کر سکیں۔عوام انہیں منتخب کر کے اوپر بھیج رہی ہے۔ابھی کچھ دیر پہلے رانا صاحب نے کہا کہ یہ وہ ایوان ہے جو پنجاب کے عوام کی نمائندگی کر رہا ہے اس کے پاس پورے rights ہیں،اس کے پاس پورے اختیارات ہیں لیکن آپ منتخب ہو کر آنے والے میئر کو اختیارات دینے سے انکار کر رہے ہیں۔اس کی کوئی logic،کوئی نہ کوئی reason تو ہونی چاہئے کہ اس کی ایسی کیا وجہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب یہ سیٹ اپنے پاس رکھنا چاہ رہے ہیں اور ایل ڈی اے کا نظام خود سنبھالنا چاہ رہے ہیں۔میں اس میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اگر تو وزیر اعلیٰ صاحب ایل ڈی اے کو باقاعدہ طور پر روزانہ ایک دو گھنٹے دے سکیں پھر تو میں سمجھتا ہوں کہ بالکل ان کو right پہنچتا ہے کہ وہ آ کر ایل ڈی اے سنبھال لیں اور باقی انتظامات کسی اور کے حوالے کر

دیں۔ایل ڈی اے کے پاس ایک پورا شہر ہے اگر وہ روزانہ کی بنیاد پر اتنا وقت نہیں دے سکتے تو میں نہیں سمجھتا کہ کسی حوالے سے بھی یہ right پہنچتا ہے کہ ایک وزیراعلیٰ صاحب آکر اس سیٹ پر بیٹھیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی،لاء منسٹر صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اور amendment بھی ہے۔آپ نے اسی پر بات کرنی ہے؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!ایک چھوٹی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے یہاں پر ایک شعر پڑھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے رہنے دیں۔میں نے ان کے شعر کو کارروائی سے بھی ختم کر دیا۔جناب سبطین خان صاحب!آپ نے اسی amendment پر بات کرنی ہے؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!اگر آپ اجازت دیں تو میں اسی پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب!میری طرف سے اجازت ہے۔

جناب محمد سبطین خان: بڑی مہربانی،میری بات بالکل بڑی مختصر اور بڑے logic والی ہو گی۔گزارش یہ ہے کہ ہم یہ کرنا چاہ رہے ہیں کہ جو منتخب میئر ہو گا اس کی بجائے ایل ڈی اے کی Chairmanship ہمارے honourable Chief Minister Punjab کے پاس آجائے۔یہ ترمیم بالکل ٹھیک ہے لیکن میں اس کی re-precautions پر تھوڑی سی گفتگو کرنا چاہوں گا۔جیسے ہر گھر کا ایک سربراہ ہوتا ہے اگر اس سربراہ کے پاس وہ ٹائم نہیں ہے جس کی اس کے گھر کو requirement ہے تو وہ آوے کا آوا بگڑ جاتا ہے۔جہاں تک ہمارے وزیراعلیٰ صاحب کا تعلق ہے ان کا اپنا ایک وژن ہے چاہے ہمیں اس سے اختلاف ہو اور ہمارے ان دوستوں کو اس سے اتفاق ہو لیکن ان کی ایک اپنی سوچ ہے ان کا اپنا ایک وژن ہے اور ان کا ہونا بھی چاہئے because he is leading Punjab اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن بات صرف اتنی ہے۔جناب!ذرا یہ گفتگو تو بند کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کو interrupt نہیں کر رہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!گزارش صرف اتنی ہے کہ کیا ہمارے معزز چیف منسٹر کے پاس اتنا ٹائم ہو گا کہ۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: بس کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں محترمہ! No cross talk, no, no cross talk آپ خاموشی اختیار کریں اور ان کی بات سنیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اگر یہ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو پہلے یہ کر لیں میں بیٹھ جاتا ہوں اور پھر دوبارہ شروع ہو جاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بات کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ LDA is not a sole authority ایل ڈی اے کے ساتھ ایف ڈی اے ہے، ایم ڈی اے ہے، گوجرانوالہ اتھارٹی بھی ہے۔ اگر وہ منتخب ممبرز کے پاس ہوں گی اور ایک لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی معزز چیف منسٹر کے پاس ہو گی تو میرا خیال ہے کہ یہ پنجاب میں message بھی ٹھیک نہیں جائے گا۔ ابھی آپ دیکھیں کہ after all جو ہمارے منتخب ممبر ہوں گے۔ آپ میری تقریر نکلوا کر دیکھ لیں اس کے اندر کوئی غلط لفظ تو ہے ہی نہیں، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان کو کیوں پریشانی ہو رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپس میں کوئی بات کر رہے تھے آپ کو interrupt نہیں کر رہے آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ پنجاب میں already اتنے problems ہیں، energy crisis ہے جس کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے چائنا کے کتنے tour کئے اور انہوں نے energy crisis کا محکمہ اپنے پاس رکھ لیا۔ اس کا ایک logic بنتا ہے کیونکہ پنجاب energy crisis کا بہت بڑا problem face کر رہا ہے اگر وہ ڈیپارٹمنٹ چیف منسٹر صاحب اپنے پاس رکھتے ہیں تو اس کا ایک logic ہے۔ پھر آئے دن ہمارے ترکی کے ساتھ صفائی، سلاٹر ہاؤسز کے معاہدے ہو رہے ہیں چلو وہ بھی ایک ٹھیک بات ہے لیکن اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ صاحب کی فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ commitment، آئے دن اسلام آباد کے چکر، صرف ایل ڈی اے کی بات نہیں ہے بلکہ بات ان لاکھوں کروڑوں لوگوں کی ہے جن کو ایل ڈی اے کے ساتھ problems ہیں، جو ایل ڈی اے کے ساتھ difficulties face کر رہے ہیں، جن کے ایل ڈی اے کے ساتھ مسئلے مسائل ہیں اگر انہوں نے ایک ریلیف لینا ہے جو کہ جائز ریلیف ہے۔ ہمارے جو معزز ممبران ہیں شاید وزیر اعلیٰ

ان کو بھی مشکل سے ملتے ہوں گے یہ اپنی عزت اور بھرم کے لئے بے شک کہیں کہ ہم تو ہر وقت ملتے ہیں مجھے تو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ان لاکھوں اور کروڑوں لوگوں کی جو بالکل grass roots level کے غریب اور جن کے ایل ڈی اے میں problems ہیں انہیں میئر کو tackle کرنا آسان کام ہے، میئر کو approach کرنا آسان کام ہے، میئر سے کام نکلوانا آسان کام ہے لیکن وزیر اعلیٰ level پر یہ چیزیں مشکل ہوتی جائیں گی۔

جناب سپیکر! پہلے جو ہماری لوکل گورنمنٹ تھی اس کی بجائے اب لوکل باڈیز آ گئی اب اسی میں بھی بہت بڑا فرق پڑ گیا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کیا ہے اور لوکل باڈیز کیا ہے۔اب جب منتخب میئر ہو گا تو یہ مزید decentralization of power کی بجائے It would be centralization of power جس پر ہمیں یہ تھوڑا سا اعتراض ہے اور میرا خیال ہے کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب کا وہ level بھی نہیں ہے کہ وہ چیئرمین ایل ڈی اے ہیں. I doubt it کیونکہ وہ national fame کے لیڈر ہیں international fame کے لیڈر ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ عہدہ ان کی اپنی عزت اور وقار کو نیچے کرے گا ان کو اوپر نہیں کرے گا۔ چونکہ سدا وقت ایک طرح تو نہیں ہوتا، چلو پچھلے پانچ سال بھی ہمارے ان بھائیوں کی گورنمنٹ تھی یہ پانچ سال بھی ان بھائیوں کی گورنمنٹ آ گئی۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: ہم دس سال نکالیں گے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: یہ مشکل کام ہے۔

MR ACTING SPEAKER: No cross talk, no cross talk.

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! Lets suppose اگلی دفعہ ان بھائیوں کی گورنمنٹ نہیں آتی۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: ہماری گورنمنٹ آئے گی، آئے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سبطین خان صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ Lets suppose

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بعد میں دیکھا جائے گا آپ آگے چلیں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! یہ میانوالی بھی دیکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب محمد سبطین خان: میانوالی ہمارا گھر ہے۔ ہم نے تو میانوالی دیکھا ہوا ہے، ہمیں میانوالی کا پتا ہے، ہمیں میانوالی کا یہ بھی پتا ہے کہ ہم کون سی سیٹیں جیتے، کون سی ہارے اس میں تو کوئی ambiguity نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز آپ اس amendment پر آجائیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! Lets suppose کل ان بھائیوں کی گورنمنٹ نہیں آتی تو اس میں جو irregularities ہوتی ہیں وہ آپ وزیراعلیٰ صاحب کے گلے میں کیوں ڈالنا چاہ رہے ہیں اس لئے جو منتخب میئر ہو گا۔

He shall take that responsibility. Those irregularities should lie with that Mayor not Chief Minister Punjab

میرے خیال میں میری بڑی جائز سی بات ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ ہمارے کچھ معزز ممبران کو شاید لکیر کے فقیر والے چکر میں اس بات کی سمجھ نہ آئے۔ اس کے ساتھ ہی Thank you very much.

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! سارے اپتھے ای؟ معزز ممبران اپوزیشن سے میری request ہے کہ باتیں repeat نہ کریں، ساری باتیں repeat ہو رہی ہیں۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میں بالکل ایک مختلف بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں امید تو یہی کرتا ہوں۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میئر صاحب کی اپنی مصروفیات ہوں گی اور ماشاء اللہ وزیراعلیٰ صاحب کی بڑی capable personality ہے پہلے بھی ان کے پاس کافی محکمے ہیں۔ کام کرنے کی ایک human capability ہوتی ہے اس لئے میری رائے یہ ہے کہ کوئی ایسا سسٹم بنایا جائے کہ check and balance ہو اور حکومت کو چاہئے کہ وہ اپنا دل بڑا کرے اور یہ جو chairmanship ہے یہ اپوزیشن کو دے دیں تاکہ check and balance قائم ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! رانا صاحب نے آپ کی بات note کر لی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ تو repetition نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،ہاں واقعی یہ نئی بات تھی۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!میں اپنے حکومتی بنچوں پر تشریف فرما ساتھیوں کی نذر ایک چھوٹا سا شعر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں،اس کی اجازت نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!ہمارے حکومتی بنچوں کے دوست اس وقت بور ہو رہے ہیں اس لئے اگر کوئی اچھا سا شعر آجائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!پہلے قانون سازی ہونے دیں اس کے بعد اگر آپ کہیں گے تو بوریت دُور کرنے کے لئے شعروشاعری کے لئے آدھا گھنٹہ رکھ لیں گے۔جی،وزیر قانون صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف فرما رہے تھے کہ ہمارے دوست بور ہو رہے ہیں اس لئے کوئی اچھا سا شعر ہو جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔میں انہیں ایک اچھی سی بات سُنا دیتا ہوں۔جب حزب اختلاف کے معزز ممبران تقاریر فرما رہے تھے تو میرے ذہن میں بار بار اُس دیہاتی کا خیال آ رہا تھا۔پنجاب میں رواج ہے کہ میلے ٹھیلوں میں لوگ ہیر پڑھتے ہیں۔ایک دیہاتی ساری رات ہیر سُنتا رہا۔جب صبح ہوئی تو وہ ہیر پڑھنے والے سے کہنے لگا کہ یار بہت مزا آیا اور ساری رات آپ نے بہت اچھی ہیر پڑھی ہے لیکن مجھے نہیں پتا چلا کہ ہیر مرد تھا یا عورت تھی؟(قہقہے)

جناب سپیکر!آپ اندازہ کریں کہ ہمارے ان بھائیوں نے پہلے اتنا زیادہ اس بات پر تکرار کیا کہ ایل ڈی اے کے دائرہ کار کو چار اضلاع تک بڑھایا جا رہا ہے۔اس میں قصور،شیخوپورہ اور ننکانہ کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔اتنی زیادہ تکرار کرنے کے بعد اب کیا فرما رہے ہیں؟اب یہ فرما رہے ہیں کہ چار اضلاع کے اُوپر محیط جو اتھارٹی ہے اس کا چیئرمین لاہور کے میئر کو لگا دیں۔How it is possible?آپ جس کو ایل ڈی اے کا چیئرمین لگوانا چاہتے ہیں وہ تو صرف لاہور کا میئر ہو گا۔اس نے صرف لاہور ڈسٹرکٹ سے ووٹ لئے ہوں گے لیکن یہ اتھارٹی تو پورے لاہور ڈویژن کے لئے ہے۔اس میں قصور،شیخوپورہ اور ننکانہ بھی شامل ہے تو ایک لاہور کے میئر کو آپ کس طرح باقی چار اضلاع کی development کی اتھارٹی کے اُوپر چیئرمین لگا سکتے ہیں؟یہ جو بات پہلے خود ہی کرتے رہے ہیں اب اس کی نفی کر رہے ہیں کہ لاہور کے میئر کو ایل ڈی اے کا چیئرمین لگا دیا جائے۔ایل ڈی اے وہ اتھارٹی

ہے جو کہ چار اضلاع کے اوپر محیط ہو گی۔اس کے اُوپر شیخوپورہ، ننکانہ، قصور یالاہور کے میئر کو چیئر مین نہیں لگایا جا سکتا۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 6 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of section 4 of the Principal Act, for para (a), the following be substituted:-
>
> "(a) "Mayor, Metropolitan Corporation, Lahore Chairman"

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr. Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

LEADER OF OPPOSITION(Mian Mehmood-ur-Rasheed): Sir, I move:

> "That in Clause 6 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of section 4 of the Principal Act, para (g) be omitted and subsequent paras be renumbered accordingly."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 6 of the Bill, in the proposed sub section (3) of section 4 of the Principal Act, para (g) be omitted and subsequent paras be renumbered accordingly."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا صاحب نے ابھی ایک دیہاتی کی بات سنائی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے تین گھنٹوں سے ہم سارے لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایل ڈی اے کا دائرہ کار ضلع لاہور سے باہر نہیں ہونا چاہئے۔ یہ ادارہ لاہور سے متعلق ہے اور اس کی jurisdiction and boundaries ضلع لاہور پر ہی مشتمل ہونی چاہئے۔ ایل ڈی اے کو کمشنر کے دائرہ اختیار تک نہیں بڑھانا چاہئے، اس کا دائرہ اختیار ڈویژن تک نہیں جانا چاہئے۔ رانا صاحب! میں تو آپ کی نذر یہ کروں گا کہ:

ان عقل کے اندھوں کو اُلٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

جناب سپیکر! ہم تین گھنٹوں سے یہ واویلا مچا رہے ہیں کہ ایل ڈی اے کا دائرہ کار ڈویژن تک نہ پھیلائیں۔ آپ اس کو ضلع لاہور تک محدود رکھیں اور جب ضلع لاہور کی باری آئے گی تو پھر میئر اس کا سربراہ بنے گا۔ ہم میئر کو empower کرنے کی بات کر رہے تھے جبکہ رانا صاحب دوسری طرف بات لے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی ترمیم کے حوالے سے یہ کہوں گا کہ انہوں نے کمشنر صاحب بہادر کو پھر اس کا ممبر بنا دیا ہے اور ہمیں اس پر اعتراض ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ خدارا بیوروکریسی سے جان چھڑا لیں۔ انگریز خود تو چلا گیا اور ہمارے پاس کالا انگریز چھوڑ گیا۔ کمشنروں کی غلامی سے اس ملک کے عوام کو نجات دلائیں۔ کوئی ضرورت نہیں ہے کہ کمشنر اس اتھارٹی کا ممبر ہو۔ کمشنر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اس اتھارٹی کا دائرہ اختیار ڈویژن تک نہ بڑھایا جائے اور اس کو صرف ضلع لاہور تک محدود رکھا جائے تو پھر کمشنر کو اس اتھارٹی کا ممبر بنانے کا کوئی جواز نہ ہے۔ کمشنر صاحب بہادر سے تو عام آدمی مل ہی نہیں سکتا۔ اگر کسی عام آدمی کا کوئی مسئلہ ایل ڈی اے سے متعلق ہو، compensation سے متعلق ہو، acquisition سے متعلق ہو تو وہ کمشنر صاحب بہادر تک نہیں پہنچ سکتا۔ بڑے افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسلم لیگ (ن) کی موجودہ حکومت تاریخ کا پہیا پیچھے کی طرف گھما رہی ہے یعنی انہی کے دور حکومت میں کمشنر صاحب بہادر ہماری appellant authority ہوتے تھے یعنی لاہور شہر کی ایک کروڑ آبادی کا بجٹ جو منتخب لوگ پاس کرتے تھے وہ مشروط ہوتا تھا کہ اُس کی final approval کمشنر صاحب بہادر دیں گے۔ اب یہ دوبارہ کمشنر صاحب بہادر کا دور لانا چاہتے ہیں اس لئے ہم اس کو condemn کرتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ کمشنر صاحب کو اس اتھارٹی کا ممبر نہیں ہونا چاہئے اُس کی جگہ کسی منتخب نمائندے کو اس اتھارٹی کا ممبر بنا دیا جائے۔ کمشنر کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہونا چاہئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایل ڈی اے کو ضلع لاہور تک محدود رکھنے کی ان کی جو amendment تھی اُس کو تو ایوان نے پہلے ہی reject کر دیا ہے۔ اب تو یہ پورے ڈویژن کی اتھارٹی ہے اور جب یہ پورے ڈویژن کی اتھارٹی ہے تو اُس کے مطابق کمشنر صاحب اُس کے ممبر ہوں گے۔ اس کے علاوہ اس اتھارٹی کا تقریباً کوئی پندرہ ممبران کا بورڈ ہے جن میں کمشنر ایک ممبر ہوگا۔ یہ نہیں ہے کہ کمشنر صاحب اس اتھارٹی کے all in all ہیں۔ اس بورڈ کے ممبران میں اس معزز ایوان کے بھی معزز ممبران ہیں اور لوکل کونسلز کے میئر اور ڈپٹی میئر بھی اس بورڈ کے ممبرز ہوں گے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 6 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of section 4 of the Principal Act, para (g), be omitted and subsequent paras be renumbered accordingly.

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed.

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ amendment اندر میعاد نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں محمود الرشید صاحب! آپ کی یہ amendment time barred ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہمیں رولز پڑھ کر بتادیں کہ ہماری یہ amendment کیسے time barred ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں رولز پڑھ دیتا ہوں۔

105(2) If a notice of a proposed amendment has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant clause or the Schedule is to be considered.

یہ نوٹس چونکہ 10-12-2013 کو receive ہوا ہے تو یہ time barred ہے۔

Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میری بات سُن لیں۔ جس طرح کل آپ کی amendments time barred تھیں لیکن لاء منسٹر نے اُنہیں oppose نہیں کیا تھا۔ آج انہوں نے oppose کر دیا تو oppose ہونے کے بعد رولز یہ کہتے ہیں کہ آپ اُس کو نہیں لا سکتے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اسمبلی سیکرٹریٹ کو پتا ہے کہ کسی بندے نے کتنے دن پہلے business جمع کروانا ہے وہ business جمع کروائے۔ فرض کریں کہ میں اُس ٹائم پر business جمع نہیں کروا سکا تو پھر آپ نے اس کو چھاپ کر پیپر کیوں ضائع کئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! میں آپ کی بات کا جواب دیتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسمبلی سیکرٹریٹ میں جہاں ایک معزز ممبر اپنی amendment جمع کراتا ہے وہاں پر amendment جمع کرنے والے اُس اہلکار کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ اختیار اس ایوان اور آپ کے پاس ہے اس لئے اس کو چھاپنا ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کی یہ amendments time barred ہیں اس لئے میں معذرت چاہتا ہوں۔

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

DR MURAD RAAS: I move:

> "That in Clause 13 of the Bill, in the proposed section 18 of the Principal Act, sub-section (3) and (4), be omitted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 13 of the Bill, in the proposed section 18 of the Principal Act, sub-section (3) and (4), be omitted.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ابھی تک یہ hope کر رہا ہوں کہ رانا ثناء اللہ خان ہماری ایک بات مان جائیں گے مگر ابھی تک بات نہیں بنی ہے اس لئے میں اس پر ضرور بات کروں گا۔

جناب سپیکر! حکومت نے اس بل کے ذریعے ایل ڈی اے کو یہ اختیار دیا ہے کہ اپنے کسی بھی function کے لئے، کسی بھی ایجنٹ یا کسی حکومتی ایجنسی کو کسی بھی آبادی میں اختیار دے سکتا ہے۔ اس پر پہلے ہی کافی زیادہ discussion ہوئی ہے مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ اس discussion کو دوبارہ سامنے لایا جائے کہ جب ایل ڈی اے کے پاس یہ اتھارٹی ہے کہ وہ کوئی بھی سکیم یا کوئی بھی development اپنے کسی ایجنٹ یا کسی اور کو دے سکتی ہے۔ اس کے اندر کرپشن کس طرح آئے گی؟ اس کے اندر کرپشن اس طرح آئے گی کہ اپنے جاننے والوں کو یہ چیزیں دی جائیں گی، اپنے جاننے والوں کو favour دی جائے گی اور اپنے جاننے والوں کو خوش کیا جائے گا۔ جس مسئلہ کی وجہ سے آج ایل ڈی اے یہاں پہنچا ہے، اس کے اندر جو کرپشن ہوئی ہے، جو کرپشن ہو رہی ہے کیونکہ یہ ساری کرپشن favouritism کی وجہ سے ہے یہ اس لئے کہ میں آپ کو جانتا ہوں اور آپ مجھے جانتے ہیں یا کوئی کسی کو جانتا ہے تو وہ اُس کے ذریعے سکیم کے اندر گھس جائے گا یا کسی طرح سے وہ کوئی اور favour لے لے گا۔ جب تک ہم ان چیزوں کو streamline نہیں کریں گے تب تک بات نہیں بنے گی۔ پہلے بھی بات ہوئی کہ ساری چیزیں قبضے کی ہیں۔ لاہور کی 235 سکیمیں ہیں اور میں صرف لاہور کی بات کروں گا کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ایل ڈی اے صرف لاہور تک ہی محدود رہے لاہور سے آگے ایل ڈی اے کو لے کر جانے کا at least ہماری طرف سے کوئی پروگرام نہیں ہے۔ انہوں نے اس کے اندر جو ایجنٹ یا کسی حکومتی ایجنسی کو شامل کیا ہے تو ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس طرح سے ہم کرپشن کا ایک اور نیا پودا لگانے جا رہے ہیں This is the way. It's going to be and this is what we are doing. کر لیں جو آپ نے کرنا ہے تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ پہلے سے ہی جو ایک سسٹم چلتا آ رہا ہے وہ

اتنا خراب ہو چکا ہے اُس کو ہم اورsupport کرنے جا رہے ہیں اور خراب کرنے جا رہے ہیں For what reason? ہم یہاں پر سب بیٹھے ہوئے ہیں باہر 10 گارڈ کھڑے ہیں جو کسی کو گھر نہیں جانے دے رہے۔ یہ کیا بات ہے۔ انہیں زبردستی یہاں بٹھایا ہوا ہے۔ اگر آپ gates کھول دیں تو میں دیکھتا ہوں کہ یہاں پر چار بندے بھی بیٹھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پلیز amendment پر رہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! کل بھی چار بجے اس لئے اجلاس ختم کرنا پڑا تھا کہ کورم پورا نہیں ہو رہا تھا کیونکہ کل نوگارڈز باہر کھڑے نہیں تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ کل کورم پورا ہو گیا تھا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ان نو گارڈز نے آج سب کو ادھر بٹھایا ہوا ہے۔ ہم نے یہاں آج جو discussion کی ہے وہ اپنے لئے نہیں کی، اس میں صرف ہمارا point of view نہیں، لوگوں کا point of view اور ووٹروں کا point of view ہے۔ یہ عوام کی آواز ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ چیزیں ان کے relief کے لئے ٹھیک کی جائیں ہمیں اس سے کیا ملنا ہے کچھ بھی نہیں ملنا۔ کیا اس سے عوام کی بہتری ہونی ہے؟ اس سے ان کی اور ان کے ووٹروں کی بہتری ہونی ہے۔ اس سے کسی اور کی بہتری نہیں ہونی ہے اس لئے جتنی بھی discussion آج ہوئی ہے اس میں سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ اگر ہم اس میں کچھ بہتر amendments کر سکتے ہیں تو کم از کم وہ ضرور کریں تاکہ لوگوں کو relief ملے۔ فی الحال لوگوں کو ایل ڈی اے کے ذریعے کوئی relief نہیں مل رہا اور جتنا مل رہا ہے وہ کافی نہیں ہے۔ وہاں صرف 40 فیصد پر اتنی زیادہ problems آ رہی ہیں تو پہلے ان کو solve کیا جائے کیونکہ اس کا کسی کو فائدہ نہیں ہے۔ ان کا بھی فائدہ نہیں ہے کیونکہ ان کو بھی جا کے باتیں سننی پڑنی ہیں، صرف ہمیں نہیں بلکہ ان کو بھی سننی پڑیں گی شاید ہم سے زیادہ سننی پڑیں گی کیونکہ انہوں نے بل پاس کرنا ہے۔ اس سے عوام کو کوئی relief نہیں ملے گا۔ اس میں سب کا نقصان ہے اور کسی کا فائدہ نہیں ہے۔ اس کا فائدہ صرف ان کو ہے جو درمیان میں سارا چکر چلا رہے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے تو وزیر قانون کی تقریر سن کر ایسا لگتا ہے کہ اس بل کے پاس ہونے سے لاہور ڈویژن شاید پیرس بن جائے گا، ہمارے تمہارے سارے معاملات ٹھیک ہو جائیں گے اور ہم ایک نئی دنیا میں چلے جائیں گے تو ایک شعر ان کی نذر ہے کہ:

نئی سحر کے بہت لوگ منتظر ہیں مگر
نئی سحر بھی جو کجلا گئی تو کیا ہوگا

جناب سپیکر! اس بل کے بعد بھی کچھ نہ ہوا تو کیا ہوگا؟ اس بل میں آگے جو کرپشن کی راہیں رکھی گئی ہیں۔ مجھے کسی طرح نہیں لگ رہا کہ اس میں عوام کے فائدے کی کوئی چیز ہے۔ اس میں کوئی نیا بڑا کاروبار اور کوئی نیا بڑا plan ہے جس میں شاید بہت سے بڑے پردہ نشینوں کے مفادات پوشیدہ ہیں جس کے لئے اتنی جلدی میں جائز ترامیم بھی مسترد کر کے اور bulldoze کر کے عددی اکثریت کے بل بوتے پر اس بل کو پاس کرایا جا رہا ہے۔ اس میں جو ایجنٹوں، پرائیویٹ اور سرکاری لوگوں والی بات ہے یہ تو بالکل ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ اگر یہ اس ترمیم کو منظور کر کے اس بل کو تھوڑا سا credible کر دیں تو میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی بُری بات نہیں ہے۔ یہ عوام کے فائدے کی چیز ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی عباسی صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا تو اتنا کھول کھول کر ہر چیز کو بیان کیا گیا ہے تو اس کے باوجود بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ سمجھ نہیں آ رہا۔ ڈاکٹر صاحب ہمارے لئے بڑے محترم ہیں انہوں نے دوسری تیسری مرتبہ اس ترمیم پر بحث کرتے ہوئے کہا کیونکہ اب یہ ان کی آخری ترمیم تھی۔ انہوں نے کہا کہ رانا صاحب ہماری ایک بات مان لیں تو ڈاکٹر صاحب کوئی پیار کی بات کریں تو ہم مان بھی لیں۔ (قہقہہ)

یہ باتیں جو آپ کر رہے ہیں یہ کوئی ماننے والی باتیں تو نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! یہ زمانہ outsource کا زمانہ ہے، public private partnership کا زمانہ ہے اس لئے اس ترمیم کے ذریعے سے اس چیز کو اس اتھارٹی میں لا رہے ہیں، اس سے پوری دنیا میں بہتری آئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی ادھر بہتری آئے گی۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 13 of the Bill, in the proposed section 18 of the Principal Act, sub-section (3) and (4), be omitted."

(The motion was lost.)

Now, the question is

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan…

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بھی time barred ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ time barred ہے۔ کلاز 16 کی دوسری amendment time barred نہیں ہے۔

The second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan

Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal. Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): I move:

> "That in Clause 16 of the Bill, in sub-section (3) of the proposed section 25(B)of the Principal Act, for the words "in accordance with the prevailing market prices", be inserted between the words "Collector" and "at the time".

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 16 of the Bill, in sub-section (3) of the proposed Section 25(B) of the Principal Act, for the words "in accordance with the prevailing market prices", be inserted between the words "Collector" and "at the time".

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو oppose کر رہا ہوں اور میں ساتھ ہی محترم لیڈر آف اپوزیشن کے علم میں لانا چاہوں گا کہ یہ کسی بھی پراپرٹی غیر منقولہ کو acquire کرنے سے متعلق ہے تو acquire جس قانون کے تحت ہوتا

ہے وہ Land Acquisition Act ہے۔اس میں already یہ بات ہے کہ market price کے مطابق ہی چیز acquire ہو گی اس لئے دوسرے قانون کی وجہ سے یہ چیز already موجود ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پھر ہماری ترمیم کو accept کر کے add کر لیں۔یہ بے ضرر ترمیم ہے۔لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ already یہ ہے۔اس طرح مزید clarity اس میں آ جائے گی کہ اس وقت جو market price ہے اس کے مطابق award کیا جائے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ایسے ہے کہ جو acquisition ہونی ہے وہ Land Acquisition Act کے تحت ہونی ہے اور اس کی قیمت کا تعین یہاں پر نہیں ہونا Land Acquisition Act میں ہونا ہے اور وہاں پر already market value کا ذکر ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر لاء منسٹر صاحب نے oppose کیا ہے تو میں بات کرنا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ خود جناب وزیر قانون نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ already یہ قانون میں ہے۔اگر اتھارٹی کا نیا قانون اور اس میں ترامیم آ رہی ہیں تو اس Land Acquisition Act کے تحت لوگوں کو بہت سی شکایات ہیں۔ وہاں یہ اوسط بیچ لیتے ہیں پچھلے تین یا پانچ سال کی اس علاقہ میں قیمتیں ہیں۔ان کو جمع کر کے اوسط بیچ نکالتے ہیں اس کے بعد ان کو price دیتے ہیں۔یہاں تو ہر چھ یا تین ماہ کے بعد قیمتیں بدلتی ہیں اور ہماری (ن) لیگ کی حکومت رہی تو شاید ہر مہینے قیمتیں بدلتی رہیں گی۔ یہ تین اور چھ ماہ کا فرق ہے۔یہ پچھلے تین سال کی اوسط بیچ لیتے ہیں جس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ لاہور کے لاکھوں لوگ متاثر ہوں گے کیونکہ اُن کو ان کا جائز حق نہیں ملے گا۔اگر یہاں پر یہ clarity ہو جائے کہ اُس وقت کی market price کیا ہو گی تو پھر ٹھیک ہے کیونکہ Land Acquisition Act کے اندر collector جو award دیتے ہیں وہ تین سال کی اوسط بیچ لگاتے ہیں۔آج سے تین سال پہلے جو قیمت تھی اور آج کی جو قیمت ہے اس میں بعض جگہوں پر سو فیصد سے بھی زیادہ price بڑھ چکی ہے لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قرین انصاف ہو گا کہ آج کے دَور میں یہاں لاہور کے باسیوں کو اگر ان کی قیمتی زمینوں سے ہم نے محروم کرنا ہے اور اتھارٹی نے ان کی زمینیں acquire کرنی ہیں تو پھر اُن کو ان کی جائز قیمت دی جائے۔Land Acquisition Act

میں اس طریقے کے ساتھ انہیں market price نہیں ملتی پھر ان متاثرین کو عدالتوں کے چکر لگانے پڑتے ہیں کہ award کے اندر قیمتوں کا جو تعین کیا گیا ہے یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ آج کی قیمت یہ ہے اور Land Acquisition Act کے تحت ہمیں جو قیمت آج سے تین سال پہلے کی دے رہے ہیں وہ یہ ہے پھر وہاں پر litigation کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے اور وزیر قانون بھی اس بات پر convinced ہیں کہ انہیں market price ملنی چاہئے لہذا اپوزیشن کی طرف سے جو ترمیم ہے اس کو accept کر لیا جائے اور آج کی market price کے مطابق award کیا جائے۔ اسی طرح affectee یا جس کی زمین acquire کی گئی ہے اس کے مطابق اس کو price دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ ہم سب کی مشترکہ request ہے۔

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے، پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جاتی ہے۔ ممبران اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں کیونکہ گنتی کی جارہی ہے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ اجلاس کا ٹائم ایک گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔ محترم اپوزیشن لیڈر صاحب سے میری گزارش ہے کہ اب اندر آ جائیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ 2013

(---جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کردوں کیونکہ انہوں نے بات کرلی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ Land Acquisition Act میں land کو acquire کرنے اور market price مقرر کرنے کا پورا procedure ہے اس لئے Land Acquisition Act کے تحت ہی کوئی بھی سرکاری ادارہ وہ land acquire کر سکتا ہے۔اگر یہاں پر اس کا اندراج ہو گا تو پھر یہ ابہام پیدا کرے گا کیونکہ وہ ایک مکمل اور perfect procedure ہے اسی کے تحت ہی وہ land acquisition ہونی چاہئے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 16 of the Bill, in sub-section (3) of the proposed…"

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!ابھی آپ نے ہمیں اندر ایوان میں بات کرنے کے لئے بلایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب!اب سارے بات تو کر چکے تھے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!ہم نے تو ابھی اس پر بات کرنی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر:میں نے آپ کو بلایا تھا لیکن لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے چکے ہیں اور اب میں question put کر چکا ہوں۔میاں صاحب!اب بہت بات ہو چکی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!آپ ایک دفعہ میری طرف دیکھیں اور ہمیں حکم کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر:میاں صاحب!میری request ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 16 of the Bill, in sub-section (3) of the proposed Section 25(B) of the Principal Act, for the words "in accordance with the prevailing market prices", be inserted between the words "Collector" and "at the time".

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The third amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi and Mr Ejaz Hussain Bukhari…

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ time barred ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ بھی time barred ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ ایک دفعہ پھر میری طرف دیکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! یہ واقعی time barred ہے۔

Now the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013 be passed."

> The motion moved and the question is:

> "That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) معاوضہ کارکنان پنجاب مصدرہ 2013

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2013 (Bill No.15 of 2013). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2013, be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2013, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2013, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ریلیف)(ترمیم) مصارف زندگی ملازمین مصدرہ 2013

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Employees’ Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill 2013 (Bill No.12 of 2013). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Employees’ Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Employees’ Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Employee's Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Employees' Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill 2013, be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Employees' Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill 2013, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Employees' Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill 2013, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) نفاذ (انٹرنیشنل سسٹم) اوزان و پیمانہ جات پنجاب مصدرہ 2013

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill 2013 (Bill No.16 of 2013). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill 2013, as

recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill 2013 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill 2013 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill 2013 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا ختم ہوا۔ اب اجلاس کل مورخہ 13۔دسمبر 2013 بروز جمعۃالمبارک صبح 9:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔